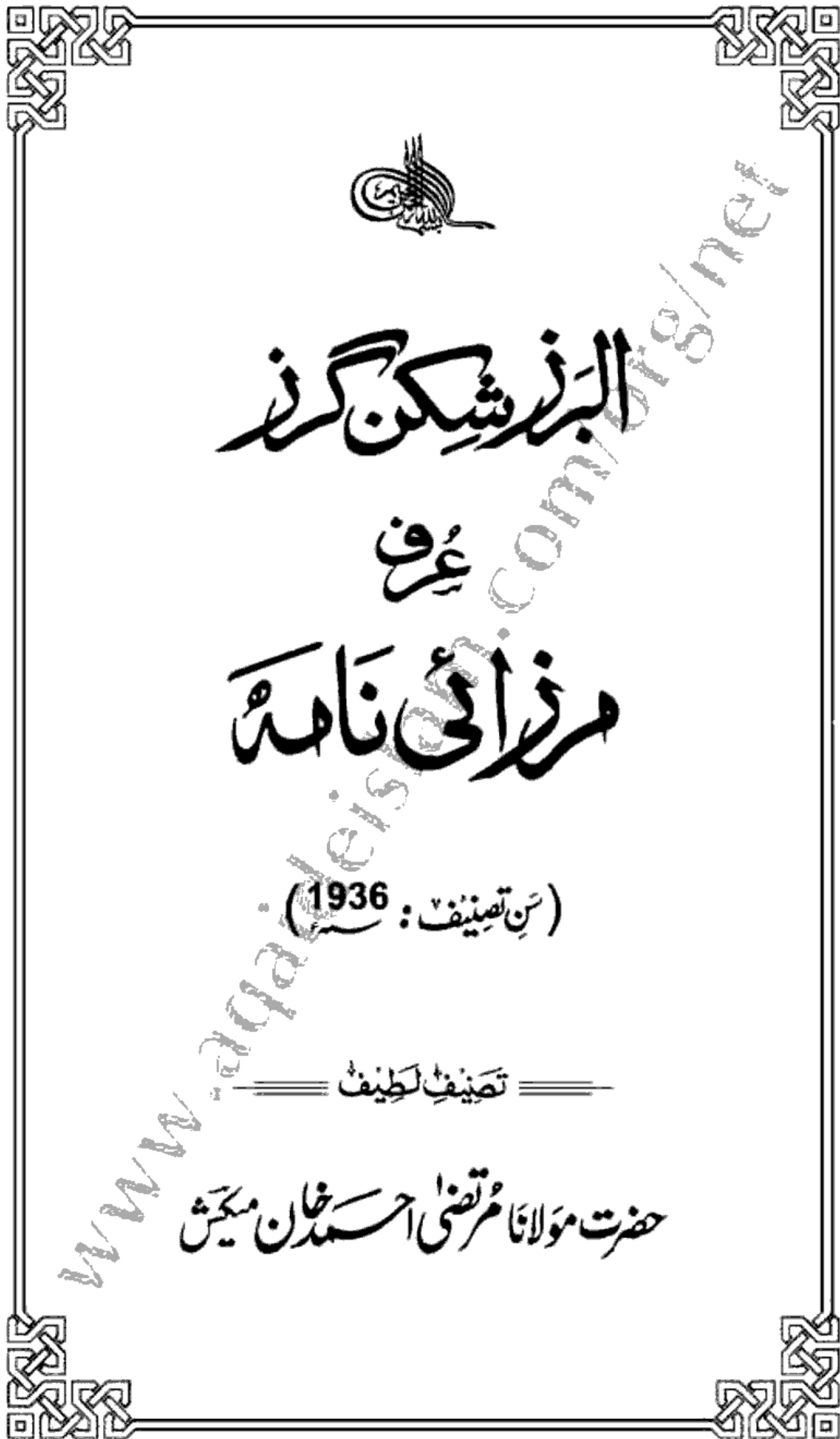


البرز شکن گرز

عرف

مرزائی نامہ

(سنِ تصنیف: 1936ء)

تصنیفِ لطیف

حضرت مولانا مرتضیٰ احمد خان میکش

https://ataunnabi.blogspot.com/

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تقدیم

چار سال ہوئے ''قادیانیت کے کاسئہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری'' کے مستقل عنوان کے ماتحت میرے مضامین کا ایک سلسلہ ''زمیندار'' اور ''احسان'' میں چھپا تھا۔ بعض نکتہ رس جوہر شناس احباب نے انہی دنوں خاکسار کو توجہ دلائی تھی کہ ان مضامین کا کتابی شکل میں مرتب و محفوظ کر لینا نہایت ضروری ہے۔ لیکن اخبار نویسی کی مہلت نہ دینے والی مصروفیتوں میں مجھے چار سال کے بعد اب فرصت ملی ہے کہ ان مضامین کو ترتیب دیکر اور ان پر نظر ثانی کر کے اپنے پبلشر کے حوالے کر سکوں۔

قادیانی مذہب کے پیرؤوں نے تاویل بازی کے بل پر مسلمانوں کے مسلمہ مذہبی عقائد خراب کرنے کا جو معرکہ شروع کر رکھا ہے اور اس مقصد کے لئے جس قسم کے فریب استدلال سے کام لیا جا رہا ہے وہ تمام نو جوانوں کے افکار میں دینی عقائد کے متعلق کئی طرح کی الجھنیں پیدا کر کے انہیں گمراہی کی طرف لے جانے والا ہے۔ اس فرقۂ ضالہ کی متاع حیات معتقدات سے تعلق رکھنے والے معدودے چند مخصوص مباحث پر منحصر و مشتمل ہے۔ جنہیں اس مذہب کے پیرو بے خبر کم علم اور کوتاہ نظر لوگوں کے سامنے بیان کر کے کام نکالنے کے عادی ہیں۔ ان اوراق میں قادیانی فرقہ کے انہی مخصوص مباحث پر بعض نئے گوشوں سے روشنی ڈال کر قادیانی فریب کے پردے چاک کیے گئے ہیں۔

ان مضامین کے سپرد قلم کیے جانے کی مختصر تاریخ یہ ہے کہ راقم الحروف نے ''احسان'' کے ایک تبلیغی نمبر میں یہ اعلان کیا کہ قادیانی مذہب کے پیرووں کو اگر دین اسلام

کی حقیقت سمجھنے میں بعض اشکالات درپیش ہیں تو وہ اس عاجز سے اپنے اشکالات بیان کریں۔ جن کے رفع وحل کی پوری کوشش کی جائے گی۔ اس اعلان پر بعض قادیانیوں کی طرف سے متعدد استفسارات موصول ہوئے لیکن وہ سب کے سب مطالب کے لحاظ سے حسب ذیل نوسوالوں کی گیرائی کے دامن سے باہر نہ تھے۔ جنہیں میں نے جواب دینے کیلئے چنا اور یہ سلسلہ مضامین سپرد قلم کیا۔ مرزائی مستفسرین کے سوالات حسب ذیل ہیں:

۱.....آپ کے نزدیک اسلام کے وہ کون سے عقائد ہیں جو "اصل اصول" کہلانے کے مستحق ہیں؟

۲.....کیا آپ قران مجید میں اختلاف کے قائل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو پھر یہ آیت شریفہ ﴿لَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ کو مدنظر رکھتے ہوئے تطبیق کی صورت آپ کے نزدیک مسئلہ ناسخ ومنسوخ ہے یا کوئی اور طریق؟

۳.....قرآن مجید کی وہ کون سی آیت ہے جس سے بطور صراحت النص کے باب نبوت غیر تشریعی تابع شریعت محمدیہ مسدود ثابت ہوتا ہے۔

۴.....آیت شریفہ ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ﴾ (الحاقہ) جو بطور دلیل آنحضرت ﷺ کو شاعر اور کاہن کہنے والوں کے سامنے پیش کی گئی ہے یہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہے یا نہیں؟ اگر بطور قاعدہ کلیہ کے نہیں تو پھر یہ دلیل مخالفین کے لئے کس طرح وجہ تسکین ہو سکتی ہے؟ **اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال** کو مدنظر رکھ کر جواب دیں۔

۵.....آپ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بایں جسد عنصری آسمان پر تا ایں دم زندہ مانتے ہیں یا دیگر انبیاء کی طرح فوت شدہ اور ان کی آمد ثانی کے قائل ہیں یا نہیں؟

ان سوالات کے جواب قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور اقوال سلف صالحین (جو

https://ataunnabi.blogspot.com/

قرآن مجید اور احادیث صحیحہ کے خلاف نہ ہوں) سے دیں۔

۶..... امت مسلمہ میں بابِ نبوت کا مسدود ہو جانا تسلیم کر لیا جائے تو کیا آنحضرت ﷺ کے "**رحمة للعالمین**" ہونے اور اس امت کے "خیر الامم" ہونے پر زد نہیں پڑتی؟

۷..... کیا مجدد وقت یا امام زماں کا ماننا اور پہچاننا رکن ایمان ہے اور اس کے بغیر نجات نہیں ہو سکتی؟

۸..... حضرت مسیح موعود کو مجدد ماننے سے آپ کے خیال میں ایمان پر کیا زد پڑتی ہے؟

۹..... احادیث صحیحہ کی رو سے آپ کے نزدیک حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مہدی آخر الزمان، دجال، یاجوج ماجوج وغیرہ کے متعلق مسلمان کو کیا عقائد رکھنے چاہئیں؟

ان سوالات سے پیدا ہونے والے مباحث کی تشریح کے علاوہ اس کتاب میں زلازل اور دیگر آیات ارضی وسماوی کے سلسلہ میں قادیانی مدعی کی پیش گوئیوں پر علمی بحث کی ایک فصل۔

نیز اس مدعی کے بلند بانگ اور بے ہنگام دعاوی اور صوفیائے کرام کے شطحیات کی بحث کے متعلق بڑے بڑے ہتھکنڈوں کی جن کے بل پر وہ عام انسانوں کو دھوکا دیتے ہیں تشریح وتوضیح ان اوراق میں ہے جو نہ صرف فریب خوردہ مرزائیوں کے لیے مشعل ہدایت کا کام دے گی بلکہ عام مسلمانوں کو اس فتنہ سے بچے رہنے کے لیے ہر قسم کے دلائل سے مسلح اور ہر نوع کے فریب استدلال سے آگاہ کرنے پر ممد ہوگی۔ **وما توفیقی الا باللہ**

ان سطور کے ساتھ میں اس مرزائی نامہ کو حق کی جستجو رکھنے والے اصحاب کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔

مرتضیٰ احمد خان

یکم نومبر ۱۹۳۸ء

https://ataunnabi.blogspot.com/

تمہید

مرزا غلام احمد قادیانی کے متبعین میں بعض لوگ تو ایسے ہیں جو اپنے پیشوا کی دی ہوئی تعلیمات کے کھلے ہوئے نقائص سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ اور جانتے ہیں کہ طائفہ بندی اور خلافت سازی کا سارا ڈھونگ کن دنیوی مقاصد کے لیے رچایا گیا تھا۔ کس نے رچایا تھا اور کیوں رچایا تھا۔ ان لوگوں کے نزدیک دین کا نام بعض پیش پا افتادہ ذلیل مقاصد کے حصول کے لیے ایک وسیلہ کے سوا زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔ اور ان کا وجود ہی دینِ حق اسلام کی تخریب اس کے شئون وارکان میں رخنہ اندازی اور ملتِ بیضائے اسلام کی تذلیل کے لیے خریدا جاچکا ہے۔ لہٰذا ان کے دفع شر کے لیے مسلمانانِ ہند کے پاس اس کے سوا اور کوئی چارہ کار نہیں کہ سوادِ اعظم کو ان کے مکائد ودسائس سے آگاہ کرتے رہیں۔ اور ان کی ملحدانہ سرگرمیوں پر رقابت واحتساب کی کڑی نگاہیں لگائے رکھیں۔

لیکن مرزائیوں میں بعض ایسے لوگ بھی نظر آتے ہیں جو اپنی بے خبری، علمی کم مائیگی اور ضعیف الاعتقادی کے باعث متذکرہ صدر شوربختانِ ازلی کے اس دام فریب کا شکار ہو چکے ہیں جو انہوں نے دین اسلام کے نام سے سادہ لوح اشخاص کو الحادکی الجھنوں میں گرفتار کرنے کے لیے پھیلا رکھا ہے۔ خطابہ ذیل میں میرا روئے سخن زیادہ تر انہی موخر الذکر مرزائیوں کی طرف ہوگا۔

مقصد یہ ہے کہ وہ سعید روحیں جو دین حقہ اسلام کے سرمدی فیضان کے سرچشمہ سے اپنے طلب کی پیاس بجھانے کی خواہاں تھیں۔ لیکن اپنی سادگی اور بے خبری کے باعث عصر حاضر کے ایک دجالی فتنہ کے ہتھے چڑھ گئیں۔ ان گزارشات کو پڑھ کر دین اسلام کی کھلی ہوئی صداقتوں سے شناسا ہوجائیں اور مرزائیت کی ان الجھنوں سے چھٹکارا حاصل

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرلیں۔ جن میں انہیں اسلام کا نام لے کر گرفتار کردیا گیا ہے۔ اور وہ مجبور ہو گئے ہیں کہ قادیانیت کی منافی اسلام تعلیم کو مطابق اسلام ظاہر کرنے کے لیے دوراز کار تاویلوں سے کام لیں۔ تاکہ اپنے فریب کھائے ہوئے دلوں کی ڈھارس کا کچھ سامان تو ان کے پاس موجود ہو۔ ایسی ژرف شناس نگاہیں بہت کم ہوتی ہیں جو قلبی تسکین کے سامان کے کھرے یا کھوٹے ہونے کی پہچان کرسکیں۔ جن نگاہوں کی رسائی کبھی زر خالص تک نہ ہوسکی ہو وہ مس کو زر سمجھنے کی غلطی میں پھنسے رہیں تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔

ایسے مرزائی حضرات کے سوالات کی فہرست دیباچہ میں درج کی جاچکی ہے جو راقم الحروف سے بعض مطالب کی تشریح اور بعض مسائل کی توضیح کے طالب ہوئے۔ ان میں سے ایک ایک سوال جواب کے لیے بڑی طویل صحبتوں کا محتاج ہے۔ ہر چند عدیم الفرصت اور علوم دینی کے میدان میں ہیچ میرز ہوں۔ لیکن میرا فرض ہے کہ ان سوالات کا شرح جواب لکھوں اور وقت کی اس منہ بولتی ہوئی ضرورت پر لبیک کہتا ہوا آگے بڑھوں۔ جس کی پکار ہر گوشہ دیوار سے سنی جارہی ہے۔ اگر میری ان کاوشوں سے خدا کے بندوں کی ایک تعداد راہ راست پر آجائے یا کم از کم اس فتنہ آخر زمان کے دجل کا شکار ہونے سے بچ رہے تو میں سمجھوں گا کہ میں نے اپنی عاقبت کے لیے بضاعت نجات فراہم کرلی جو روز حساب میں مجھے حضور سرور کونین رحمۃ للعالمین ﷺ کے دامن شفاعت کے سایہ میں پناہ دلانے کا موجب ہوگی۔

اسلام کا اصل الاصول

سوال کیا گیا ہے کہ اسلام کے وہ کون سے عقائد ہیں جو اصل الاصول کہلانے کے مستحق ہیں؟

واضح ہو کہ اسلام کا اصل الاصول کلمہ طیبہ۔ **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** ہے اور اس دین کے تمام عقائد اساسی جو ایمان کے لیے ضروری ہے اسی اصل الاصول کے ماتحت ہیں۔ یا بالفاظ دیگر اسی کی تشریح و توضیح و تکمیل کا موجب ہیں۔ ان عقائد اساسی یا ان میں سے کسی ایک کے فقدان و ہبوط کی صورت میں ایمان نامکمل رہ جاتا ہے۔ بلکہ الحاد و زندقہ وارد ہو جاتا ہے۔ ان عقائد کا بیان اپنے اپنے محل اور موقع پر اسی مضمون میں کر دیا جائے گا۔

توحید ذاتِ باری تعالیٰ

خدائے جلیل وقدیر کو ایک اور محمد عربی ﷺ کو اس کا فرستادہ مان لینے کے بعد خدا کے پاس پیغام کو صحیح اور کامل سمجھنا ہر فرد مومن پر واجب آتا ہے۔ جو خدا کے رسول محمد ﷺ پر نازل ہوا۔ اور آپ ﷺ کی وساطت سے نوع بشر کو ملا۔ ذرا دقت نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ توحید و رسالت کا عقیدہ بھی اسی پیغام ربانی کی وساطت سے ہمیں پہنچا ہے جو رسول خدا ﷺ پر نازل ہوا۔ پس دین اسلام کی قیمومیت کا اولین ستون حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی رسالت ہے۔ جس کی وساطت سے ہم ذات باری تعالیٰ کی توحید کے اولین مسئلہ اساسی سے شناسائی حاصل کر سکے ہیں۔ خدا نے اسی رسول کی معرفت اپنے بندوں کو بتایا ہے کہ وہ ایک ہے اس کے سوا کوئی دوسری ہستی کائنات کے ظاہر و باطن میں ایسی موجود نہیں جس کی طرف موجوداتِ عالم کے سرہائے نیاز و عبدیت جھکیں۔ **انما الھکم الہ واحد** کے ساتھ ہمیں بتا دیا گیا ہے کہ اس معبود حقیقی کے اسماء صفات کیا ہیں۔ جن کو تسلیم کرنے اور سمجھنے کے بغیر عقیدہ توحید کامل نہیں ہوتا۔ کہنے کو تو بتوں پتھروں، قدرت کی مخفی قوتوں اور اپنے فہم و پندار کے کرشموں کی پرستش کرنے والے بھی ناقص شکل میں خدا

کی ہستی کے قائل ، بلکہ اسے ایک سمجھنے اور ایک جاننے کے دعویدار ہیں۔ لیکن وہ اس توحید کے ماننے والے نہیں کہلا سکتے جس کی تعلیم قرآن پاک نے دی ہے۔ ذات باری تعالیٰ کو اس کی بیان کردہ صفات میں سے کسی ایک صفت کے بغیر جاننے والا شخص مسلمان اور صاحب ایمان نہیں ہوسکتا۔ کسی شخص کے اسلام اور ایمان کی صحت و تکمیل جانچنے کے لیے اس کے خیالات وعقائد و اقوال کو قرآن حکیم کے بیان کردہ معیار پر پرکھنا ضروری ہے۔ لہٰذا اے مرزا غلام احمد قادیانی کی وساطت سے اسلام کی حقیقتوں کو ڈھونڈنے والو! دیکھو کہ ذات باری تعالیٰ کے متعلق قرآن پاک کی تعلیم کیا ہے؟ اور اس شخص نے جسے تم اپنا دینی پیشوا سمجھتے رہے ہو تمہیں اس تعلیم سے کس طرح دور لے جانے کی کوشش کی ہے۔

اسلام کا خدا

ارشاد ربانی اپنی ذات کے متعلق یہ ہے: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ﴾ ''اس کی مانند کوئی شیء نہیں''۔ ﴿اَللّٰهُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط مَثَلُ نُوْرِهٖ كَمِشْكٰوةٍ فِيْهَا مِصْبَاحٌ ط اَلْمِصْبَاحُ فِيْ زُجَاجَةٍ ط اَلزُّجَاجَةُ كَاَنَّهَا كَوْكَبٌ دُرِّيٌّ يُّوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ مُّبٰرَكَةٍ زَيْتُوْنَةٍ لَّا شَرْقِيَّةٍ وَّلَا غَرْبِيَّةٍ يَّكَادُ زَيْتُهَا يُضِيْٓءُ وَلَوْ لَمْ تَمْسَسْهُ نَارٌ ط نُوْرٌ عَلٰى نُوْرٍ ط يَهْدِى اللّٰهُ لِنُوْرِهٖ مَنْ يَّشَآءُ ط وَيَضْرِبُ اللّٰهُ الْاَمْثَالَ لِلنَّاسِ ط وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ﴾ (سورۃ النور، رکوع ۵) ''اللہ (ذات باری تعالیٰ عزاسمہ) آسمانوں اور زمین کا نور ہے اس کے نور کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی طاق ہو جس میں چراغ ہو، وہ چراغ فانوس کے اندر ہو اور فانوس اس طرح نظر آئے کہ گویا چمکتا ہوا ستارہ ہے جو زیتون کے ایسے شجرہ مبارکہ سے روشن کیا گیا ہے جو نہ شرقی ہے نہ غربی۔ اس کا تیل برابر روشن ہے اگر آگ اس کے نزدیک تک نہیں آئی۔ نور پر نور اللہ جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت بخش دیتا ہے

اور اللہ لوگوں کے لیے مثالیں بیان کرتا ہے۔ اور وہ ہر شے کا جاننے والا ہے''۔

مرزائے قادیانی کا خدا

مرزائیوں کا پیشوا اس ذات کے متعلق حسب ذیل عقیدہ کا اظہار کرتا ہے جو قرآن حکیم کے پیش کردہ تصور سے سراسر مختلف اور ذات باری تعالیٰ کی توہین وتحقیر کرنے والا ہے۔ مرزا لکھتا ہے۔ ''ہم فرض کر سکتے ہیں کہ قیوم العالمین ایک ایسا وجود اعظم ہے۔ جس کے بے شمار ہاتھ پیر اور ہر عضو اس کثرت سے ہے کہ تعداد سے خارج اور لا انتہا عرض اور طول رکھتا ہے تیندوے کی طرح اس وجود اعظم کی تاریں بھی ہیں''۔ (توضیح مرام، ص ۷۵)

ربنا عاج۔ ہمارا پروردگار ہاتھی دانت ہے۔ (براہین احمدیہ، ص ۵۵۶)

خدا کو تیندوے کی شکل میں تصور کرنے والا اور ذات باری تعالیٰ کو عاج یعنی ہاتھی دانت قرار دینے والا مسلمان نہیں ہو سکتا۔ چہ جائے کہ اس کے متبعین کو اسلام کی نعمت سرمدی سے حصہ ملے۔

اسلام کا خدا

قال اللہ تبارک و تعالیٰ: ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾ (سورۂ اخلاص) ''(اے محمد) کہہ دے کہ وہ معبود حقیقی ایک ہی ہے۔ اللہ بے نیاز اور پاک ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ اسے کسی نے جنا اور نہ اس کے لیے کوئی کفو ہے''۔

﴿تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا﴾ (سورۂ مریم) ''قریب ہے کہ آسمان پھٹ جائیں اور زمین شق

ہو جائے اور پہاڑوں کے ٹکڑے اُڑ جائیں جب کہ اللہ تعالیٰ کے لیے بیٹا پکارا جائے"۔

﴿لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا سُبْحَانَهُ﴾ "وہ کسی کو بیٹا نہیں بناتا۔ وہ پاک ذات ہے (یعنی ایسی لغویات سے مبرا ہے)"۔

یہی وہ اعلان تھا جس کی تفسیر جابجا قرآن پاک میں پائی جاتی ہے۔ اور جس کے رو سے مشرکین، یہود و نصاریٰ، صائبین اور دیگر مذاہب کے لوگوں کے غلط عقائد پر یک قلم خط تنسیخ کھینچ کر ذاتِ باری تعالیٰ کے متعلق صحیح عقیدہ قائم کیا گیا۔ یہود و نصاریٰ کے عقائد باطلہ کا ابطال معرض عمل میں آیا اور ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ انسانی علائق کی نسبت دینے والوں کی تکذیب کی گئی۔ اب اس ارشاد ربانی کی روشنی میں مرزائے قادیانی کے حسب ذیل اقوال کو پرکھ لیجئے، صاف نظر آ جائے گا کہ اس شخص کا مقصد خالص اسلامی عقیدہ کو مغشوش کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا۔

مرزا اور اس کے خدا کے تعلقات بوقلموں

انت منی بمنزلة ولدی (حقیقت الوحی ص ۸۶) "اے مرزا تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔

اسمع ولدی "اے میرے بیٹے سن!"۔ (البشریٰ جلد اوّل ص ۴۹)

مظهر الاول والآخر مظهر الحق والعلا كان الله نزل من السماء.

"فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ اوّل اور آخر کا مظہر، حق و علا کا مظہر ایسا جیسا کہ خود خدا آسمان سے اتر آیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۱۵۶)

يا قمر يا شمس انت منی وانا منک (حقیقت الوحی ص ۷۴) "اے چاند اے خورشید تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے"۔

''حضرت مسیح موعود نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی ہے کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح طاری ہوئی کہ گویا آپ عورت ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی قوت کا اظہار فرمایا''۔ (اسلامی قربانی، مصنفہ قاضی یار محمد قادیانی)

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا۔ اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''۔ (کشتی نوح، ص ۴۷)

ومثل ذالک من الخرافات. ظاہر ہے کہ ایک ایسے شخص کو جو ذاتِ باری تعالیٰ کے ساتھ اپنی نسبتیں باپ بیٹے اور بیوی کی طرح ظاہر کرتا ہے۔ اسلام سے دور کی نسبت بھی نہیں ہوسکتی۔ متذکرہ صدر اقوال سے یہی مستنبط ہوتا ہے کہ قائل نے ذات باری تعالیٰ کی تضحیک وتحقیر کی ہے۔ ایسا شخص مسلمان کہلانے کا مستحق کس طرح ٹھہر سکتا ہے۔ چہ جائے کہ اسے ''مسلمانوں'' کے ایک فرقہ کا دینی امام و پیشوا سمجھا جائے۔

مرزائے قادیانی کے خدا کی دیگر صفات

جس خدا کے ساتھ مرزائے قادیانی نے اپنے گوناگوں تعلقات کا اظہار کیا ہے وہ اس خدائے واحد وقدیر سے سراسر مختلف ہے جس کی صفات قرآن پاک میں بیان کی گئی ہیں۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے تصور کے متعلق مرزائے قادیانی کے متذکرہ صدر اقوال مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔ ورنہ اس کی تصانیف میں تو خدا کے متعلق نہایت عجیب وغریب خیالات بھرے پڑے ہیں۔ مرزا کا خدا نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہے (البشریٰ، ص ۹)۔ مرزا کا نام لینے سے شرماتا اور اسے ادب سے بلاتا ہے۔ (حقیقۃ الوحی، ص ۳۵۶) اس کی حمد وثنا کرتا ہے۔ (انجام آتھم) مرزا کے حیض کو بمنزلہ اطفال اللہ کے بچہ بناتا ہے۔ (تتمہ حقیقۃ الوحی، ص ۱۴۳)

اس پر رجولیت کا اظہار کرتا ہے (حوالہ اوپر ملاحظہ ہو) اس کے کاغذ پر سرخ روشنائی سے دستخط کرتا قلم جھاڑتا اور اس روشنائی کے چھینٹے اس کے کپڑوں پر ڈالتا ہے۔ (تریاق القلوب ص ۳۴ و حقیقت الوحی ص ۲۵۵) اگر آپ مرزائے قادیان کے خدا کا پورا جلال دیکھنا چاہیں تو اس کے حسب ذیل بیان کو پڑھ کر اندازہ لگا لیں کہ اس شخص کو کیسے خدا کی بندگی کا شرف حاصل تھا۔

''پھر اس کے بعد ہی زور سے بدن کانپ اٹھا الہام ہوا'' دی کین وہاٹ وی ول ڈو'' (جو ہم چاہتے ہیں کر سکتے ہیں) اور اس وقت ایسا لہجہ اور تلفظ معلوم ہوا کہ گویا ایک انگریز ہے جو سر پر کھڑا بول رہا ہے''۔ (براہین احمدیہ ص ۴۸۰)

مرزائیوں سے خطاب

اس صحبت میں عاجز نے اسلام کے اصل الاصول کی ایک شق یعنی عقیدہ توحید ذات باری تعالیٰ کا اجمالی طور پر ذکر کیا ہے۔ واضح رہے کہ کوئی شخص اس وقت تک **لا الہ الا اللہ** کا قائل نہیں سمجھا جا سکتا جب تک ذات باری تعالیٰ عزاسمہ کی تمام ان صفات اثباتی و سلبی کا قائل نہ ہو جو اسمائے حسنیٰ میں اور دیگر مقامات پر جابجا قرآن پاک میں مذکور ہوئی ہیں۔ اسلام کا عقیدہ تمہارے سامنے ہے۔ اس کی مزید تشریح کی خواہش ہو تو قرآن پاک کے صفحات موجود ہیں۔ اس عقیدہ کی کسوٹی پر مرزا غلام احمد کے عقائد و اقوال کو پرکھ کر دیکھ لو اور خود فیصلہ کرلو کہ جو لوگ تمہارے سر نیاز کو اس شخص کی چوکھٹ پر جھکا رہے ہیں۔ اس کے اپنے عقائد کا حال کیا ہے؟ آیا اس کی پیروی کر کے تم اسلام کی تعلیم سے قریب جا رہے ہو یا اس سے بہت بعد اختیار کر چکے ہو۔ اگر خوش عقیدگی کی بنا پر تم نے مرزائے قادیانی کے متذکرہ صدر اور دوسرے اقوال کی تاویل و تفسیر کر کے دل کو تسلی دینے کی کوشش کی تو تمہیں اسلام اور قرآن کے ان تمام اعتراضات کو باطل قرار دینا پڑے گا۔ جو خدائے اسلام نے

مشرکوں، یہودیوں، عیسائیوں اور صابیوں کے عقائد باطلہ پر کیے ہیں۔ان تمام مذاہب کے پیرو یہی کہتے ہیں کہ بت پرستی یا خدا سے ولد وکفو وغیرہ کی نسبت دینے کے معاملات ان کے ہاں استعارہ کے رنگ میں آئے ہیں۔جن کی بڑی خوشنما تاویلیں کی جاسکتی ہیں۔

شائد بعض قادیانی یہ کہنے لگیں کہ وہ اپنے پیشوا کے ان الہامات واقوال کو لغو سمجھتے ہیں اور انہیں اس قسم کی اہمیت نہیں دیتے جیسی کہ عیسائیوں نے انجیل میں باپ اور بیٹے کے الفاظ دیکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دینی شروع کردی تھی۔اگر یہ بات ہو تو میں کہوں گا کہ پھر تمہیں اپنے پیشوا کے دوسرے دعاوی کو برحق قرار دینے میں کیوں اصرار ہے انہیں بھی متذکرہ صدر دعاوی کی طرح لغو سمجھو اور مجذوب کی بڑ قرار دے لو۔اگر مرزائیوں کا ایک گروہ آج مرزا کے دعاوی نبوت ومسیحیت کو اپنے لیے اساس دین قرار دے رہا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ کل مرزائیوں کا کوئی دوسرا گروہ مرزا کے متذکرہ صدر اقوال کو لیکر اس کی الوہیت، شرکت فی ذات باری تعالیٰ، ابن اللہ اور زوجیت خداوندی کا اعلان کرنے لگے اور اسی کو اساس دین قرار دے لے۔

لہٰذا میرے فریب خوردہ مرزائی دوستوں کو اس امر پر غور کرنا چاہیے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے متبع بن کر وہ قصر اسلام کے اوّلیں سنگ بنیاد یعنی عقیدہ توحید سے کس قدر دور جا پڑے ہیں اور ذات باری تعالیٰ اور اس کی صفات کاملہ کے متعلق ان کا عقیدہ کس حد تک مغشوش کر دیا گیا ہے۔لہٰذا انہیں اس دن کی فکر کر لینی چاہیے جس کے متعلق صاف الفاظ میں یہ بتا دیا گیا ہے کہ: ﴿**تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ○ أَلَمْ تَكُنْ آيَاتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ فَكُنتُم بِهَا تُكَذِّبُونَ**﴾ (پ ۱۸، سورۂ مومنون، رکوع ۶ آخری رکوع) "آگ ان کے چہروں کو جھلس رہی ہوگی اور اس میں پیچ وتاب کھائیں گے اور (ان سے کہا جائے گا

کہ) تم پر میری آیات پڑھ کر نہیں سنائی گئی تھیں لیکن تم ان کو جھٹلایا کرتے تھے"۔

اساس اسلام کا دوسرا جزء

محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان اور اس کا اقرار

ذاتِ باری تعالیٰ عزاسمہ کی توحید اور تمام صفات لازم پر ایمان لانے اور ان کا اقرار کر لینے کے ساتھ ہی مسلم ہونے کے لیے ضروری ہے کہ انسان خدا کے اس رسول مقبول ﷺ کا بدل معترف ہو اور زبان سے اس کی رسالت و نبوت کا اقرار کرے۔ جس کی معرفت اسے دین اسلام اپنی کامل و مکمل صورت میں ملا۔ محمد عربی ﷺ کو رسول مان لینے کے یہ معنی ہیں کہ حضور ﷺ کے دیئے ہوئے پیغام کو خدا کا آخری، مکمل اور قائم پیغام سمجھے۔ حضور ﷺ کی سکھائی ہوئی شریعت کو آخری، مکمل اور قائم شریعت جانے۔ حضور ﷺ کے بتائے ہوئے دین کو قیامت تک کے لیے نوع بشر کی ہر گونہ ضروریات زندگی کا کفیل اور اس کی دنیوی اور اُخروی فوز و فلاح کا موجب تصور کرے۔

ارشاد ربانی: ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ "آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین پایہ تکمیل کو پہنچا دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور میں نے تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کر لیا"۔ اس پر شاہد و دال ہے مخفی نہ رہے کہ قرآن پاک ایسا فصیح و بلیغ، جامع و اکمل کلام جو اپنے خدائی کلام ہونے کی خود دلیل ہے۔ محمد عربی ﷺ کی رسالت کا مصدق و شاہد ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ ایسے صادق و امین رسول کی سیرت پاک اور حضور کا اسوۂ حسنہ قرآن کے خدا کا کلام ہونے کا ثبوت ہے ایک کو دوسرے سے الگ نہیں کیا جا سکتا۔ دونوں حضرت باری تعالیٰ کی

قدرت کاملہ کے ایسے "عدیم النظیر" مظہر ہیں جن کے اجتماع پر دین اسلام کی حقانیت کا قصر قائم ہے۔ لہٰذا ان کے صحیح رتبہ کو کما حقہ نہ پہچاننا یا ایسے خیالات کا اظہار کرنا جن سے ان کی صحیح منزلت پر مخالفانہ زد پڑتی ہو۔ انسان کے نقص ایمان کا موجب ہے۔ تکمیل دین واتمام نعمت ربانی کے بعد اگر کوئی شخص یہ کہے کہ "قرآن پاک کی مانند کوئی اور کلام بھی نوع بشر کے پاس موجود ہے یا ہوسکتا ہے"۔ تو وہ شرائط اسلام کا منکر ہو جائیگا۔

اسی طرح اگر کوئی شخص یہ کہہ دے کہ "حضور سرور کائنات ﷺ کے بعد بھی نوع انسانی میں کوئی رسول مبعوث ہوا، یا ہوسکتا ہے"، تو وہ بھی اسلام کے دعوائے تکمیل واتمام نعمت کا منکر ہوگا جس کی نص سطور بالا میں مذکور کی جاچکی ہے۔ قرآن کے بعد کسی اور کلام کے متعلق ارشاد ربانی کا ادعا کرنا اور محمد ﷺ کے بعد کسی اور فرد بشر کو رسول قرار دینا اسلام کی اساس پر تیر چلانے کا مترادف ہے۔ کیونکہ اس سے قرآن پاک کے دعویٰ تکمیل دین اور اتمام نعمت کی نفی ہوتی ہے۔ چہ جائیکہ مرزائیوں کی طرح "اسلام" کی شرط اولیں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت ورسالت کو قرار دیا جائے۔ اور یہ کہا جائے کہ اسے نبی یا مجدد یا کچھ اور مانے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اگر مرزائیوں کے دعویٰ کو صحیح سمجھا جائے تو تکمیل دین اور اتمام نعمت الٰہی کا باعث قرآن اور محمد عربی ﷺ کو نہیں بلکہ نعوذ باللہ اس دوسرے شخص کو سمجھنا ہوگا۔ جس کی ارادت کا حلقہ کان میں ڈالے بغیر مرزائیوں کے عقیدہ کے مطابق کوئی شخص مسلم نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا ایسا عقیدہ جو قرآن پاک کے بغیر کسی دوسرے کلام کو کلام خداوندی اور محمد ﷺ کے بغیر کسی دوسرے شخص کو نبی یا رسول قرار دینے والا ہو، قرآن اور محمد ﷺ کا بتایا ہوا اسلام نہیں بلکہ اس کی نفی ہے۔ اس کے مکمل واکمل ہونے کا صریح انکار ہے اور اس کی حقانیت کا کفر ہے۔

اس اسلام کے آخری قطعی اور مکمل دین ہونے پر جو قرآن اور خدا کے رسول محمد ﷺ نے نوع بشر کو دیا۔ قرآن پاک کی حسب ذیل آیت بھی شاہد و دال ہے: ﴿هُوَ الَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ﴾ (پ ۲۸-۱) ''وہ (خدا) جس نے اپنے رسول کو ہدیٰ کے ساتھ اور دینِ حق کے ساتھ بھیجا تا کہ وہ تمام دینوں پر غالب آجائے''۔

اس مکمل دین اور نعمت تام کے بعد جو قرآن اور محمد ﷺ کی وساطت سے نوع بشر کو قیامت تک کے لیے مل گئی۔ خدا کے مزید کلام اور اس کے دیگر ایلچیوں کی ضرورت جاتی رہی۔ لہٰذا متذکرہ صدر نصوص قرآنی کے علی الرغم جو شخص بھی اس کے برعکس کوئی دعویٰ کرے گا وہ قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے اسلام کا منکر اور مسلمانوں کے نزدیک مفتری اور کذاب ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہوسکتا۔

پس ان مرزائیوں کو جو اسلام کے نام پر مرزائیت کے دام میں پھنسے ہوئے ہیں غور کرنا چاہیے کہ وہ حقیقت اسلام سے کتنی دور پڑے ہیں اور انہیں اپنے دام فریب میں گرفتار کرنے والوں نے حقیقی اسلام کے بنیادی عقیدہ سے کس قدر دور پھینک دیا ہے۔ انہیں دیکھنا چاہیے کہ جس شخص کی نبوت و رسالت کے اقرار کو انہیں شرط اسلام بتایا گیا ہے اس نے حقیقی اسلام کی صداقتوں سے روگردانی کر کے اپنی نبوت کا ڈھونگ رچانے کے لیے نبوت کے مرتبہ عالیہ کی تحقیر و تذلیل پر اپنا سارا زور صرف کر دیا۔ تا کہ سادہ لوح اشخاص اس منصب جلیل کو ایک عامیانہ اور سہل الحصول سی چیز سمجھ کر اس کے دام فریب کا شکار ہو جائیں۔ اور سمجھنے لگیں کہ حقیقی اسلام یہی ہے جو ان کو سکھایا جارہا ہے۔ میرے قلم میں یارا نہیں کہ مرزائے قادیانی کی اس خرافات کو نقل کرسکوں۔ جس میں اس نے ان انبیائے کرام

ومرسلین یزدانی علیہم السلام کی عمداً تحقیر کی ہے۔ جن کی تعظیم وتکریم کا حکم ہمیں قرآن پاک میں مل چکا ہے۔ مرزا کی تصانیف کو خوش عقیدگی کے ساتھ تلاوت کرنے والے مرزائی خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس شخص کو جسے وہ ہادی ومہدی رسول و نبی بلکہ خاتم النبیین تک مان رہے ہیں۔ اپنی نبوت کا ڈھونگ رچانے کے لیے کیسے کیسے رنگ بدلنے پڑے۔ دین اسلام کے صحیح عقیدہ یعنی ختم نبوت کے اقرار سے لے کر محدثیت ومہدویت، مسیحیت، ظلی وبروزی نبوت، امتی خالص غیر تشریعی نبوت، تشریعی نبوت، حتی کہ ختم المرسلینی کے دعویٰ تک طرح طرح کے منطقیانہ استدلال سے کام لینا پڑا۔ اور آخر نوبت اس درجہ تک پہنچ گئی کہ خود کو حضرت سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفےٰ ﷺ سے (نعوذ باللہ) افضل ظاہر کرنے میں بھی تامل سے کام نہیں لیا گیا۔ اور اب اس کا فرزند کھلم کھلا اپنے باپ کی افضلیت تام کا ڈھنڈورا پیٹ رہا ہے۔ کیا یہ اسی اسلام کی تعلیم دی جا رہی ہے؟ جس کی تکمیل خدائے لایزال نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر ملک عرب میں کی تھی۔ اور جس کی اساس جیسا کہ میں اوپر بیان کر چکا ہوں قرآن پاک اور حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کی رسالت پر رکھی گئی تھی۔ واضح ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی کہلانے کے شوق میں جس قدر ہفوات سے اپنے کام و زبان کو آلودہ کیا ہے اس میں سے ایک ایک سطر اور ایک ایک فقرہ دین اسلام کے ان مسلمات کی نفی ہے جو قرآن حکیم میں مذکور ہو چکے ہیں۔ اس موقع پر مجھے تفصیلی بحث میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جب مرزائیت کی اساس ہی دین اسلام کی اساس سے مختلف ثابت ہوگئی تو جزئیات کی بحث میں پڑ کر وقت ضائع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مرزائی جانتے ہیں کہ مرزائیت کی اساس مرزا غلام احمد کو نبی اور نبی کے علاوہ اور بہت کچھ ماننے اور اس کی تصانیف کو الہامی قرار دینے پر قائم ہے۔ اور اسلام کی اساس یہ ہے کہ قرآن پاک کو

https://ataunnabi.blogspot.com/

خدا کا صحیح و مکمل پیغام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو خدا کا آخری رسول مانا جائے۔

ع بنیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مرزائی کہیں گے کہ ہم بھی دین اسلام کی اساس **لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کے قائل ہیں اور اس کے منکر نہیں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیں کہ اسلام و ایمان کے لیے متذکرہ صدر اساس کا ان شرائط لازم کے ساتھ جو قرآن پاک میں آ چکی ہیں ماننا ضروری ہے۔ جس طرح مرزا غلام احمد کا تصور ذات باری تعالیٰ عزاسمہ وجل جلالہ کے متعلق سراسر غیر اسلامی ہے اور وہ اپنے دعاوی بوقلموں کے باعث توحید کے صحیح عقیدہ سے محروم ہو چکا ہے۔ اسی طرح مرزائیوں کے ''محمد رسول اللہ'' کہنے میں بھی کوئی معنی پیدا نہیں ہوتے۔ کیونکہ وہ اپنے دین کی اساس ''محمد رسول اللہ'' پر نہیں بلکہ مرزا نبی اللہ وغیرہ پر قائم کرتے ہیں۔ **قال اللہ تعالیٰ ﴿اِذَا جَآءَکَ الْمُنٰفِقُوْنَ قَالُوْا نَشْهَدُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ اِنَّکَ لَرَسُوْلُهٗ ط وَاللّٰهُ یَشْهَدُ اِنَّ الْمُنٰفِقِیْنَ لَکٰذِبُوْنَ﴾** (پ۲۸۔۱) ''جب منافقین تیرے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم گواہی دیتے ہیں کہ آپ بلاشبہ اللہ کے رسول ہیں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ تو اس کا رسول ہے۔ لیکن اللہ گواہی دیتا ہے کہ منافق لوگ بلاشبہ جھوٹے ہیں''۔

ارکان و احکام اسلام

اس امر کی تشریح سطور بالا میں کی جا چکی ہے کہ دین اسلام ہمیں حضرت محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ کی وساطت سے ملا۔ اور وہ دین اس کلام ربانی میں درج ہے جسے قرآن مجید اور فرقان حمید کہا جاتا ہے۔ ہمارے آقا و مولا ﷺ کی زندگی اس دین کی عملی تفسیر اور حضور کے ارشادات اس کی توضیح ہیں۔ نیز یہ کہ دین اسلام دین کامل ہے جس میں قیامت تک

کے لیے ردوبدل، ترمیم وتنسیخ یا تحریف وتاویل کی گنجائش وضرورت نہیں۔

''ارکان اسلام'' جو قرآن حکیم اور اسوۂ حسنہ نبوی ﷺ سے ہمیں پہنچے ہیں۔ ذات باری تعالیٰ کی توحید منزہ عن الخطاء اور صمدیت منزہ عن الشرک و دیگر صفات پر نیز محمد عربی ﷺ کی کامل واکمل رسالت پر ایمان لانے کے بعد نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ایسے فریضوں کے ادا کرنے پر مشتمل ہے ان فریضوں کی بجا آوری کے احکام کی تفصیلات حدیث کی کتابوں میں اچھی طرح بیان ہوچکی ہیں۔ اور ساڑھے تیرہ سو سال سے مسلمانوں کا تعامل ان پر مہر تصدیق ثبت کر چکا ہے۔ جس میں کسی کے لیے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہی اور خدا اور اس کے رسول نے کہیں یہ خبر نہیں دی کہ کوئی ''**مامور من اللہ**'' روز قیامت سے پہلے پہلے ''نئے خدائی احکام'' کے ماتحت ان میں ردوبدل کرے گا۔

نماز ادا کرنے کے لیے قرآن پاک میں اس امر کی نص صریح موجود ہے کہ روئے زمین کے تمام مسلمان اس مسجد حرام کی طرف منہ کر کے خدا کی بندگی کیا کریں جو مکہ معظمہ میں واقع ہے۔ اور حج کا فریضہ ادا کرنے کے لیے بھی اسی مسجد حرام کا رخ کریں۔ جس کے مناسک وہیں کے شعائر سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیت اللہ شریف امت مسلمہ کا قبلہ اور اس کی وحدت کا مرکز ہے اس سے الگ ہوجانا یا منہ پھیر لینا اسلام کے ایک بڑے رکن یعنی خود اسلام سے انکار کر دینے کے مترادف ہے۔

اسلام کا قبلہ اور مسلمانوں کا حج

خانہ کعبہ یعنی مسجد حرام کی فضیلت ومرکزیت پر حسب ذیل آیات کلام ربانی شاہد ہیں: ﴿**فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ط وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ**﴾ (بقرہ) ''پس مسجد حرام کی طرف اپنا منہ پھیر لے اور تم جہاں کہیں بھی ہو

اسی کی طرف منہ پھیر لیا کرو''۔

﴿وَمَنْ دَخَلَهُ كَانَ اٰمِنًا﴾ (بقرہ) ''اور جو اس میں داخل ہو گیا امان پا گیا''۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ اَنْ يَّطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَاِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾ (البقرہ)

''بے شک صفا اور مروہ اللہ کی نشانیوں میں سے ہیں۔ پس جو کوئی بیت اللہ کا حج یا عمرہ کرے اور ان دونوں کے بیچ میں پھرے تو کچھ برا نہیں اور جو کوئی شوق سے نیک کام کرے تو اللہ قدر دان اور اس کی نیت کا جاننے والا ہے''۔

وَاَتِمُّوا الْحَجَّ وَالْعُمْرَةَ لِلّٰهِ ط (البقرہ، رکوع ۲۴) ''اور حج اور عمرہ کو اللہ کے لیے تمام کرو''۔

﴿وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا ط وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ (آل عمران، رکوع ۱۰) ''اور لوگوں پر اللہ کی طرف سے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے جو اس تک راہ پاسکیں اور جو کوئی منکر ہو تو (وہ جان لے) کہ اللہ دونوں جہانوں سے غنی ہے (یعنی کسی کے حج کا محتاج نہیں)''۔

﴿وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ يَاْتُوْكَ رِجَالًا وَّعَلٰى كُلِّ ضَامِرٍ يَّاْتِيْنَ مِنْ كُلِّ فَجٍّ عَمِيْقٍ﴾ (الحج، رکوع ۴) ''اور لوگوں میں حج کی منادی کر دے وہ تیرے پاس پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر سوار جو دور کے راستے سے آ رہے ہوں گے''۔

مرزائیوں کا قبلہ اور حج

متذکرہ صدر احکام صریح جان لینے کے بعد ذرا قادیانیوں کے خیالات اور عمل پر بھی نگاہ ڈال لیجئے۔ اس مذہب کا بانی کہتا ہے۔

''بیت الفکر'' سے مراد وہ چوبارہ ہے جس میں یہ عاجز کتاب کی تالیف کے لیے مشغول رہا ہے اور رہتا ہے۔ اور ''بیت الذکر'' سے مراد وہ مسجد ہے جو اس چوبارہ کے پہلو میں بنائی گئی ہے۔ اور آخری فقرہ مذکورہ بالا (**ومن دخله کان امنا**) اسی مسجد کی صفت میں بیان فرمایا ہے''۔ (براہین احمدیہ، صفحہ ۵۵۸)

''زمین قادیاں اب محترم ہے ہجوم خلق سے ارض حرم ہے''

(درثمین صفحہ ۵۲)

باپ کے بعد بیٹے کی باری آئی تو مرزا بشیر الدین محمود نے مرزا غلام احمد قادیانی کے متذکرہ صدر ملفوظات کی تشریح یوں کی۔ ''کیونکہ حج کا مقام ایسے لوگوں کے قبضہ میں ہے جو احمدیوں کو قتل کر دینا بھی جائز سمجھتے ہیں۔ اس لیے خدا تعالیٰ نے قادیان کو اس کام کے لیے مقرر کیا ہے''۔

''جیسا حج میں **رفث** اور **جدال** منع ہیں۔ ایسا ہی اس جلسہ میں بھی منع ہیں''۔

(خطبہ جمعہ از میاں محمود احمد ۱۹۱۴ء)

اسی طرح ۱۹۳۲ء میں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اسی سالانہ جلسہ کی اہمیت جتاتے ہوئے اپنے مریدوں کو ہدایت کی کہ اس جلسہ میں شامل ہونے کا ثواب حج کے ثواب سے کم نہیں۔ لوگ جوق در جوق آئیں اور **شعائر اللہ** کو دیکھیں۔ **شعائر اللہ** مرزا غلام احمد قادیانی کا حرم، اس کے صحابی اور اس کے اٹھنے بیٹھنے اور چلنے پھرنے کے مقامات اور ایسی ہی دیگر اشیاء بیان کی گئیں۔

اس وقت ''الفضل'' کا وہ پرچہ جس میں یہ تقریر چھپی تھی میرے سامنے نہیں۔ جس کو تحقیق کی ضرورت ہو۔ وہ دسمبر ۱۹۳۲ء کے ''الفضل'' کی فائل دیکھ سکتا ہے۔ قادیانیوں

کے اس عقیدہ پر کہ قادیان کے سالانہ جلسہ کی شرکت بیت اللہ شریف کے حج کا بدل ہے۔

ایک قادیانی کا حسب ذیل ارشاد بھی شاہد ہے۔

''جیسے احمدیت بغیر پہلا یعنی حضرت مرزا صاحب کو چھوڑ کر جو اسلام باقی رہ جاتا ہے وہ خشک اسلام ہے۔ اس طرح اس ''ظلی حج'' کو چھوڑ کر ''مکہ والا حج'' بھی خشک رہ جاتا ہے۔ کیونکہ وہاں پر آج کل حج کے مقاصد پورے نہیں ہوتے''۔ (پیغام صلح، جلد ۲۱، نمبر ۲۲)

مرزائیوں سے خطاب

اب آپ ہی اندازہ فرمالیں کہ توحید ورسالت کے بعد ارکان اسلام کے معاملہ میں بھی اس مذہب کے پیشوا اپنے متبعین کو اسلام کی حقیقی تعلیم سے کس طرح دور لے جارہے ہیں۔ زکوۃ کا مصرف تو انہوں نے اپنی جیبیں اور اپنے خزانے بنا ہی رکھے ہیں۔ (ان چندوں کی طرف اشارہ ہے جو ٹیکس کے طور پر قادیانیوں سے وصول کر کے خزانہ خلافت میں داخل کیے جاتے ہیں) حج کو بھی اپنے گھر کی طرف کھینچا جارہا ہے۔ اور اسلام کے حقیقی حج کو کبھی خشک اور کبھی ساقط اور کبھی ناممکن ظاہر کر کے کوشش کی جارہی ہے کہ قادیان ہی کو اس نئے مذہب کے پیروؤں کا قبلہ ومرجع بنادیا جائے۔

پس ان مرزائیوں کو جو قادیانیت کو اسلام سمجھ کر اس کے دام تزویر کا شکار ہورہے ہیں۔ اپنی نجات کی فکر کرنی چاہیے اور اسلام کی اصلی تعلیم قادیان کے سوا کسی دوسری جگہ ڈھونڈنی اور حاصل کرنی چاہیے۔ حج اور زکوۃ کو اپنے ڈھب پر ڈھال لینے اور عقیدہ توحید ورسالت میں تحریف وتاویل کر لینے کے بعد ارکان اسلام میں سے صرف نماز اور روزہ ایسے رکن رہ جاتے ہیں جن میں ترمیم وتنسیخ کر دینے سے اس مذہب کے پیشواؤں کو کوئی ذاتی فائدہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اسلام کے یہ دو ارکان قادیانیت میں جا کر اس

کے بانی ومبدع کی ''الہامی'' دست بُرد کا شکار ہونے سے بچ گئے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے پیرو مرشد نے توحج وزکوۃ پر ہاتھ صاف کیا ہے۔ اسی سطح ارضی پر بعض لوگ ایسے بھی ہو گزرے ہیں جن کی تاویلات سے نماز اور روزہ بھی محفوظ نہ رہ سکے۔ بہر حال ایسے لوگوں نے حسب ضرورت اور حسب موقع ومحل اسلام کے احکام میں تصرف سے کام لیا۔ لیکن ان سب پر اسلام کا حکم یہی ہے کہ وہ اس کی حقیقی تعلیم سے بہت دور چلے گئے ہیں کہ اب ان کا کسی قسم کی تاویل کے بل پر اسلام میں واپس لانا (یعنی مسلمان ثابت کرنا) امر محال ہو گیا ہے۔ اگر تمہیں اپنی عاقبت کی کچھ فکر ہے تو سیدھے سادھے مسلمان بن جائیے۔ اوران لوگوں کا دامن چھوڑ دیجئے جو تمہیں کشاں کشاں اسلام کے دامن فوز سے دور براہ راست جہنم کی طرف جا رہے ہیں وقولہ تعالی عزاسمہ ﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا وَیَصُدُّوۡنَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ وَالۡمَسۡجِدِ الۡحَرَامِ الَّذِیۡ جَعَلۡنٰهُ لِلنَّاسِ سَوَآءَ ۨالۡعَاكِفُ فِیۡهِ وَالۡبَادِ ؕ وَمَنۡ یُّرِدۡ فِیۡهِ بِاِلۡحَادٍۢ بِظُلۡمٍ نُّذِقۡهُ مِنۡ عَذَابٍ اَلِیۡمٍ﴾ (الحج، ع ۴) ''جو لوگ انکار کرتے ہیں اور خدا کے راستے سے دور اس مسجد حرام سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ جسے ہم نے لوگوں کے لیے یکساں (عبادت کا مقام ٹھہرایا ہے) وہاں کا رہنے والا اور باہر سے آنے والا دونوں برابر ہیں۔ اور جو کوئی اس میں شرارت سے ٹیڑھی راہ چلنا چاہے اسے ہم تکلیف کا عذاب چکھائیں گے''۔

جہاد فی سبیل اللہ

قرآن حکیم میں جس طرح نماز، روزہ، حج اور زکوۃ ایسے فرائض اساسی کی ادائیگی کے لیے مسلمانوں کو جا بجا صاف اور صریح احکام دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ نے مسلمانوں کو دین مبین کی حفاظت اور اپنے ناموس، جانوں اور اموال

کی مدافعت کے لیے جابجا "قتال فی سبیل اللہ" کی تاکید کی ہے۔ اور اس فریضۂ مقدس کی بجاآوری کے لیے اس قدر وضاحت کے ساتھ احکام صادر فرمائے ہیں جن میں ہر قسم کی صورت حال سے عہدہ برآ ہونے کے لیے پورے پورے قواعد وضوابط بیان کر دیئے گئے ہیں۔ اسلام چونکہ دین کامل ہے اس لیے وہ ظلم و جور اور استیلا و حق ناشناسی سے بھری ہوئی اس دنیا میں اپنے متبعین کو "اولین لازمۂ حیات" یعنی حق دفاع سے محروم نہیں کر سکتا تھا۔ قرآن حکیم چونکہ خدا کا آخری اور مکمل پیغام ہے۔ اس لیے اس میں قیامت تک کے لیے ایک دفاعی دستور العمل کا بالتصریح بیان ہونا لازمی امر تھا۔ حضرت ختمی مرتبت ﷺ (بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّی) نے اپنے "اسوۂ حسنہ" سے اور قرآن پاک نے نہایت کھلے الفاظ میں زندگی کی یہ ضرورت مسلمانوں پر واضح کر دی۔ اور بتا دیا کہ مسلمانوں کو قتال کے دفاعی حق سے ﴿حَتّٰی لَا تَکُوْنَ فِتْنَةٌ وَّیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّهٗ لِلّٰهِ﴾ (انفال، رکوع ۵) کی کیفیت کے پیدا ہونے تک یا بالفاظ دیگر ﴿حَتّٰی تَضَعَ الْحَرْبُ اَوْزَارَهَا﴾ کا وقت آنے تک غافل نہیں ہونا چاہیے۔ "قتال فی سبیل اللہ" کی اہمیت پر حکمائے امت اور مفسرین ام الکتاب نے اس حد تک استدلال فرمایا ہے کہ تمام فرائض انفرادی و اجتماعی یعنی نماز روزہ حج زکوٰۃ کا ماحصل اسے اور فقط اسے قرار دیا ہے۔ اور اس حقیقت کو ساری دنیا تسلیم کرتی ہے کہ قتال کے دفاعی حق کو استعمال کیے بغیر نہ تو دنیا سے ظلم و تعدی کا استیصال ممکن ہے اور نہ کوئی قوم عزت و آزادی کی زندگی بسر کر سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ نے "سورۂ صف" میں "قتال فی سبیل اللہ" کو ایسی تجارت بیان فرمایا ہے جو انسانوں کو "عذاب الیم" سے بچانے کی کفیل ہے۔ اور جس کے معاوضہ میں مسلمانوں کو جنت کا وعدہ دیا گیا ہے ﴿یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا هَلْ اَدُلُّکُمْ عَلٰی تِجَارَةٍ تُنْجِیْکُمْ مِّنْ عَذَابٍ اَلِیْمٍ. الآیة﴾ اور صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ

علیہم اجمعین کے استفسار کے جواب میں کہ خدا کے نزدیک "احسب الاعمال" کیا ہے؟ ارشاد فرمایا ہے ﴿اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهٖ صَفًّا كَاَنَّهُمْ بُنْيَانٌ مَّرْصُوْصٌ﴾ (صف، رکوع ۱) "البتہ اللہ ان لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں صف بصف ہو کر اسطرح لڑتے کہ گویا وہ سیسہ پگھلائی دیوار ہیں"۔

"قتال فی سبیل اللہ" کے متعلق خدائے جلیل وقدیر عزاسمہ کے چند صاف صاف احکام جو قرآن حکیم میں مذکور ہیں بطور تذکار لازم ذیل میں درج کیے جاتے ہیں ﴿وَقَاتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾ (البقرہ، ع ۲۲) "اور اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جنگ کرو جو تم سے جنگ کرتے ہیں لیکن (کسی پر) زیادتی نہ کرو۔ کیونکہ اللہ زیادتی کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"۔

﴿كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ وَهُوَ كُرْهٌ لَّكُمْ وَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسٰۤى اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ، ع ۲۶) "تم پر قتال فرض کر دیا گیا۔ اور وہ تم پر شاق گزرتا ہے۔ عین ممکن ہے کہ ایک بات تم کو بری لگے لیکن (درحقیقت) وہ تمہارے لیے اچھی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ تم کسی بات کو پسند کرو اور وہ تمہارے لیے بری ہو۔ اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے"۔

﴿وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ اللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ﴾ (انفال، رکوع ۸) "اور تم کافروں کے مقابلہ میں جہاں تک تم سے ہو سکے اپنا زور تیار رکھو اور گھوڑے باندھے رکھو۔ اس سامان سے اللہ کے دشمن اور تمہارے دشمن اور ان کے سوا دوسروں پر تمہاری دھاک رہے گی جن کو تم نہیں جانتے اللہ جانتا ہے"۔

متنبّی قادیان کا انحراف

خدائے بزرگ و برتر کے متذکرہ صدر واضح احکام مؤکدہ کے بعد ذرا مرزا غلام احمد قادیانی کے ان کارناموں پر بھی ایک نگاہ ڈال لیجئے جو جہاد و قتال کے رد میں حکام وقت کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے سرانجام دیئے گئے۔ توحید کو مغشو، رسالت کو ناتمام اور حج کو ساقط کرنے کے بعد اس شخص نے حکم جہاد کی تنسیخ کا اعلان کر دیا۔ اور اس پر اپنے خاص تاویلی انداز میں رسائل و اشتہارات لکھے۔ جن کا ماحصل اسی کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔ ''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خدا تعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے...... اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا''۔ (اربعین نمبر ۴ صفحہ ۱۵، مصنفہ مرزا)

''وہ گھنٹہ جو اس منارہ کے کسی حصہ دیوار میں نصب کرایا جائے گا اس کے نیچے یہ حقیقت مخفی ہے۔ تا کہ لوگ اپنے وقت کو پہچان لیں یعنی سمجھ لیں کہ آسمان کے دروازہ کھلنے کا وقت آ گیا ہے۔ اب سے زمینی جہاد بند ہو گیا ہے اور لڑائیوں کا خاتمہ ہو گیا...... سو آج سے دین کے لیے لڑنا حرام کیا گیا''۔ (اشتہار چندہ منارہ المسیح)

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے''۔ (درخواست مرزا بحضور حاکم پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، ص۱۷)

''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید و حمایت میں گزرا ہے۔ اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارہ میں اس قدر کتابیں لکھی اور اشتہارات طبع کیے ہیں۔ کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچایا

ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور ''مہدی خونی'' اور ''مسیح خونی'' کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے خیالات جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں''۔ (تریاق القلوب، ص ۲۵)

''میں نے مناسب سمجھا کہ اس رسالہ کو بلادِ عرب یعنی حرمین اور شام و مصر وغیرہ میں بھی بھیج دوں۔ کیونکہ اس کتاب کے صفحہ ۱۵۲ میں جہاد کی مخالفت میں ایک مضمون لکھا گیا ہے۔ اور میں نے بائیس برس سے اپنے ذمہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ایسی کتابیں جن میں جہاد کی مخالفت ہو اسلامی ممالک میں ضرور بھیج دیا کرتا ہوں''۔

(تحریر مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت جلد چہارم ص ۲۶)

''ہم نے کئی کتابیں مخالفت جہاد اور گورنمنٹ کی اطاعت میں لکھ کر شائع کیں۔ اور کافر وغیرہ اپنے نام رکھوائے''۔ (اشتہار مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت، جلد دہم، صفحہ ۲۸)

''ہر ایک شخص جو میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود جانتا ہے اسی روز سے اس کو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانے میں جہاد قطعاً حرام ہے''۔ (ضمیمہ رسالہ جہاد، صفحہ ۷)

مرزائیوں سے خطاب

حکام وقت کی خوشنودی کے حصول کے لیے قرآن پاک کی تعلیم پر بے باکانہ خطِ نسخ کھینچنا کسی مسلمان اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے سچے متبع کا کام نہیں ہو سکتا۔ قرآن کے ایک حصہ کا انکار صریح جیسا کہ جہاد و قتال کے بارے میں کیا گیا ہے کلام ربانی کا انکار یعنی اسلام کا انکار ہے۔ لاہوری مرزائی تلبیس سے کام لے کر عام طور پر یہ کہا کرتے ہیں کہ ہمارے امام زماں نے دیگر علمائے اسلام کی طرح عدمِ استطاعت کی بناء پر فریضۂ جہاد کو

عارضی طور پر ساقط عن العمل قرار دیا تھا۔لیکن مرزائے قادیانی کی اپنی تحریرات اس کے لاہوری متبعین کے دعویٰ کی تکذیب کرتی ہیں جو جہاد کو حرام قرار دیتا ہے،اور آئندہ زمانے کے لیے مسلمانوں سے قتال فی سبیل اللہ کا دفاعی حق چھین لینے کا خواہشمند ہے۔ عدم استطاعت کی بنا پر روزہ، حج ،زکوۃ اور جہاد ایسے فریضوں کی ادائیگی سے غیر مستطیع مسلمانوں کو بلاشبہ اسلام نے ایک حد تک رخصت دی ہے لیکن کسی مسلمان کو قرآن پاک کے صریح احکام پر خط تنسیخ کھینچنے کی جرأت نہیں ہوسکتی ،خواہ وہ حکام وقت کا کتنا ہی مقرب بننے کا آرزومند ہو۔میں دین اسلام کے موٹے موٹے بنیادی اصول کی کسوٹی پر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات کو پرکھ کر دکھا چکا ہوں کہ وہ کسی امر میں بھی حقیقی اسلام کے مطابق نہیں۔جس شخص کے عقائد توحید ذات باری تعالیٰ کے متعلق تعلیم قرآنی کے خلاف ہیں جو رسالت میں شرک کرنے کے گناہ کا مرتکب ہے،اور حج اور جہاد کو ساقط و منسوخ قرار دے رہا ہے۔اس کے متعلق یہ حسن ظن رکھنا کہ اس کی تعلیم اسلام کی صحیح تعلیم ہے۔سراسر ہٹ دھرمی ہے جو شخص اسلام کے بنیادی عقائد کی جڑوں پر تیر چلانے سے دریغ نہیں کرتا اس کے متعلق یہ کہنا کہ وہ **بعث بعد الموت** اور آخرت کے حساب کتاب کا معتقد اور قائل تھا، ایک بعید از قیاس امر ہے۔پس اے فرقہ مرزائیہ کے فریب خوردہ لوگو! اگر نجات کی صراط مستقیم کے طالب ہو تو ایسے شخص کی متابعت سے باز آجاؤ اور دین اسلام کو دنیا کے سامنے ضحوکہ نہ بناؤ،تائب ہوجاؤ ،ورنہ یاد رکھو کہ اس خدائے قدیر کی گرفت بڑی ہی سخت ہوتی ہے،جس کی سنت میں کفار و مشرکین کو ایک حد تک ڈھیل اور مہلت دینا بھی داخل ہے۔

قال اللہ تعالیٰ عزاسمہ وجل جلالہ: ﴿**بَلْ زُيِّنَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا مَكْرُهُمْ وَصُدُّوا عَنِ السَّبِيلِ ط وَمَنْ يُضْلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهُ مِنْ هَادٍ ٥ لَهُمْ عَذَابٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا**

﴿وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَشَقُّ وَمَا لَهُم مِّنَ اللّٰهِ مِن وَّاقٍ﴾ (الرعد، ع،۳) ''اور یہ کہ ان منکروں کو اپنا مکر اچھا معلوم ہوتا ہے اور وہ سیدھی راہ سے بھٹک چکے ہیں، اور جن کو اللہ گمراہ کرے ان کے لیے کوئی ہادی نہیں۔ ایسے لوگوں کے لیے دنیوی زندگی میں بھی عذاب ہے اور آخرت کا عذاب تو بہت سخت ہے، اور اللہ کے عذاب سے انہیں بچانے والا کوئی نہیں''۔

گزارشات

اوراق ماقبل میں مرزائے قادیانی کے اقاویل و دعاوی کو جن پر قادیانیت کے قصر کی بنیادیں قائم ہیں۔ اسلام کے ''اصل الاصول'' یعنی ''**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' کے اٹل عقیدہ کی بنا پر پرکھ کر دکھا چکا ہوں کہ اس شخص کے خیالات و عقائد اور اس کی تعلیمات جسے یہ کم فہم حضرات ذریعۂ نجات سمجھ رہے ہیں۔ اصول و ارکان اسلام سے کس قدر بعد بلکہ تضاد رکھتی ہیں۔ دین اسلام ایک ''**یسیر الفھم**'' سیدھا سادا دین ہے جو ''**بینات**'' یعنی صاف صاف اور واضح واضح عقائد کی برہان ثابتہ لے کر آیا ہے۔ اسے سمجھنے کے لیے ان موشگافیوں میں جانے کی ضرورت نہیں، جن میں گرفتار ہو کر یہودی اور نصرانی بارگاہ ایزدی سے ''**مغضوبین وضالین**'' کے سرٹیفکیٹ حاصل کر چکے ہیں، اور جن میں آج مرزائی یا قادیانی مذہب کے پیروؤں کو الجھا دیا گیا ہے۔ قرآن حکیم کے نصائص محکم کے باوجود لاہوری جماعت کے لیڈر ''میاں محمد علی'' کا یہ کہنا کس قدر مضحکہ خیز اور معقولیت کی بین توہین ہے کہ ''مرزائے قادیانی نے خدا کا باپ، خدا کا بیٹا، خدا کی بیوی وغیرہ بننے کے متعلق جو کچھ کہا ہے وہ بطور ''مجاز'' ہے''۔ (رسالہ مغرب میں تبلیغ اسلام، صفحہ ۲۲) میں اس امر کی تصریح کر چکا ہوں کہ جن یہودیوں اور عیسائیوں کے متعلق قرآن پاک میں حضرت عزیز علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا ولد قرار دینے پر سخت وعید آئی ہے۔ وہ بھی آسمانی

باپ اور ابن اللہ کی اصطلاحوں کو مجازی طور پر استعمال کرتے تھے اور کرتے ہیں۔ بروز قیامت ان سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی برأت کا اظہار فرمائیں گے ﴿وَاِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَ اَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ط قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ﴾ (المائدہ:۱۱۶) ''جب اللہ کہے گا اے مریم کے بیٹے عیسیٰ کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو اللہ کو چھوڑ کر معبود بنا لو، تو وہ جواب دے گا تیری ذات پاک ہے مجھے کب سزاوار تھا کہ ایسی بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔''

خیرہ چشمی کی اور بات ہے لیکن کوئی فہمیدہ انسان جو اسلام کے عقیدہ توحید ذات باری تعالیٰ کو کسی نہ کسی حد تک صحیح طور پر سمجھ چکا ہے خدا کے ساتھ ایسی مجازی نسبتیں دینے والے کو مسلمان نہیں سمجھ سکتا، اور میں **علیٰ وجہ البصیرت** کہتا ہوں کہ میاں محمد علی ایسے لوگ ان حقائق کو جاننے کے باوجود بعض دنیوی فوائد کی خاطر گمراہی پر اصرار کر رہے ہیں۔ خیر یہ تو جملہ معترضہ تھا۔ اقساط گزشتہ میں بیان کیا جا چکا ہے کہ پیشوائے قادیانیت کی تعلیم اسلام کے ''عقیدہ توحید'' کے خلاف، ''عقیدہ تکمیل دین'' و ''ختم نبوت'' کے خلاف، ''رکن حج'' و ''اصول جہاد'' کے خلاف ہے، اور یہ اختلاف بیّن میں مرزائے قادیانی کے اقاویل کو قرآن پاک کی آیات محکمات کے بالمقابل رکھ کر دکھا چکا ہوں۔ اگر اس کے باوجود مرزائیوں کو مرزائی رہنے پر اور بعض مسلمانوں کو ان کے مسلمان ہونے پر اصرار ہو تو میرے لیے اس سے زیادہ حیرت و استعجاب کا مقام اور کوئی ہو نہیں سکتا۔

مرزائی حضرات کے دیگر سوالات

اب میں مرزائی اور قادیانی مستفسرین کے دیگر سوالات کو لیتا ہوں جن کی

''بھول بھلیاں'' میں یہ لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر پھنسے ہوئے ہیں، اور جن میں دوسرے کم علم مسلمانوں کو الجھا کر ان کے مبلغ اپنے دام فریب کو توسیع دینے کے عادی ہیں۔ ان سوالات کا جواب دینے سے قبل ضروری ہے کہ مرزائے قادیانی کے دعاوی کا ایک مجمل سا جائزہ لے لیا جائے، جن میں اسے حق بجانب ثابت کرنے کے لیے اس کے پیرووں کو اس قسم کے سوالات وضع کرنے کی ضرورت پیش آئی ہے۔ جن کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ ان دعاوی کے جواز کے لیے دوراز کار تاویلیں وضع کی جائیں۔ ''آیات قرآنی'' اور ''احادیث نبوی'' (ﷺ) کے معانی کی تحریف کے لیے راہیں نکالی جائیں۔ لا طائل دلیلوں کا سہارا ڈھونڈا جائے، اور طرح طرح کی موشگافیوں کے بل پر اپنی غلطیوں کے جواز کے پہلو پیدا کر کے دل کی ڈھارس کا سامان مہیا کیا جائے۔ مرزائے قادیانی کے دعاوی باطلہ کی بھول بھلیاں ایسی پیچ در پیچ ہے کہ تاویلوں اور تحریفوں کے بغیر کوئی عقلمند آدمی ان کے دام کا گرفتار نہیں ہوسکتا۔ یہی وجہ ہے کہ مرزائیوں کو اسلامی تعلیمات کا سیدھا سادا مفہوم چھوڑ کر ایسے ایسے مسائل گھڑنے کی ضرورت لاحق ہوجاتی ہے جو کوتاہ نظروں اور کم علموں کے دماغ کو پریشان کر کے انہیں شکوک وشبہات میں ڈالنے والے ہوتے ہیں۔ جتنے سوالات بھی مرزائی حضرات نے کیے ہیں۔ وہ متذکرہ بالا کلیہ کی تحت میں آتے ہیں۔

مرزائے قادیانی کے دعاوی

اب ذرا مرزائے قادیانی کے دعاوی پر ایک پھیلتی ہوئی نظر ڈال لیجیے۔ جن پر قادیانی مذہب کی بنیادیں رکھی گئی ہیں۔ مرزائے قادیانی کی کتابوں اور اس کے متبعین کی تصانیف کے مطالعہ کے بعد قادیانی مذہب اور اس کے پیشوا کی تعلیمات کے متعلق جو نتائج اخذ کیے جاسکتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ''ایک زمانہ میں مرزا صاحب عام مسلمانوں کی طرح

مسلمان تھے اور وہ اسلام کے عقائد پر سختی سے کاربند رہنے کو فخر کا مقام سمجھا کرتے تھے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اس شخص نے اپنے آپ کو دوسرے رنگوں میں ظاہر کرنا شروع کر دیا، اور یہ دعویٰ کیا کہ اللہ تعالیٰ میرے ساتھ ہم کلام ہوتا ہے، تاکہ لوگ اس کے ولی اللہ ہونے کا اعتبار کرنے لگیں۔ ولایت سے ایک قدم آگے بڑھا کر پھر اس نے محدث ہونے کا دعویٰ کیا، پھر اس پر خط نسخ کھینچ کر چودھویں صدی کا مجدد اور امام بنا۔ آہستہ آہستہ مثیل مسیح، مسیح موعود، امتی نبی، ظلی و بروزی نبی، خالص نبی، مرسل یزدانی، غیر تشریعی نبی اور پھر تشریعی نبی بننے کی نوبت آئی۔ اس پر بھی اکتفانہ کیا گیا تو انبیائے کرام علیہ الصلوٰۃ والسلام سے افضل بننے کی ٹھان لی، اور حضور سرور کائنات ﷺ سے منصب ختم نبوت و تکمیل رسالت چھین کر اپنے ''خاتم الانبیاء'' ''جامع کمالات انبیاء'' اور ''خدا کا برگزیدہ ترین رسول'' کہلانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ ان مقاصد کے حصول کے لیے کفریات کا ایک ایسا طومار جمع کر دیا جس کی داد ابلیس لعین کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ اس طومار سے مرزائے قادیانی کے چند اقوال بطور مشتے نمونہ از خروارے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

''میرا دعویٰ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں خدا تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا''۔ (تحفہ گولڑویہ، صفحہ ۱۹۵)

''ہم پر کئی سال سے وحی نازل ہو رہی ہے اور اللہ تعالیٰ کے کئی نشان اس کے صدق کی گواہی دے چکے ہیں، اس لیے ہم نبی ہیں''۔ (اخبار بدر قادیان، مورخہ ۵ مارچ، ۱۹۰۸ء)

''سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا، اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں، اس وقت تک جب اس دنیا سے گزر جاؤں''۔

(مرزا کا خط بنام اخبار عام، لاہور مورخہ ۲۳ مئی، ۱۹۰۸ء)

"حق یہ ہے کہ خداتعالیٰ کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے۔ اس میں ایسے لفظ رسول اور مرسل اور نبی کے موجود ہیں، نہ ایک دفعہ بلکہ صد ہا دفعہ"۔

(ایک غلطی کا ازالہ، صفحہ ۲)

"پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کر سکتا ہوں"۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

"اللہ تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لیے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ دو ہزار نبی پر بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہوسکتی ہے"۔ (چشمہ معرفت، صفحہ ۳۱۷)

"خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گزرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی ہے"۔ (تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۱۴۸)

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (دافع البلاء، صفحہ ۱۱/۱)

"نبی کا نام پانے کے لیے میں ہی مخصوص کیا گیا اور دوسرے تمام لوگ اس نام کے مستحق نہیں، اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا، وہ پیش گوئی پوری ہو جائے"۔ (حقیقت الوحی، صفحہ ۳۹۱)

"آنچہ من بشنوم ز وحی خدا　　بخدا پاک دانمش ز خطا
ہمچو قرآں منزہ اش دانم　　از خطاہا ہمیں ست ایمانم"

(درثمین، صفحہ ۲۸۷)

"مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے۔ جیسا کہ توریت اور انجیل اور قرآن کریم پر"۔ (اربعین، نمبر ۴، صفحہ ۲۵)

"میرے پاس ائیل آیا۔ (اس جگہ ائیل خدا تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔ حاشیہ) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا، پس مبارک ہے وہ جو اس کو پائے اور دیکھے"۔

(حقیقت الوحی، ص ۱۰۴)

"اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔ (حقیقت الوحی، صفحہ ۲۹)

"میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی، مثلاً یہ الہام .... ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی، اور اگر کہو شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے......

یہ بھی سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند احکام بیان کیے اور اپنی امت کے لیے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو گیا"۔

(اربعین، نمبر ۴، صفحہ ۷)

"مجھے الہام ہوا جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے"۔ (تبلیغ رسالت، جلد نہم)

"انبیا گرچہ بودہ اند بسے — من بہ عرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ داد ست ہر نبی را جام — داد آں جام را مرا بہ تمام
کہ نیم زاں ہمہ بروئے یقیں — ہر کہ گوید دروغ ہست لعیں

(درثمین، صفحہ ۲۸۔۲۸۸)

"اس کے یعنی نبی کریم ﷺ کے لیے (صرف) چاند کے گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں (کے گرہن) کا۔ اب تو انکار کرے گا"۔

(اعجاز احمدی، صفحہ ۷۱)

"ہمارے نبی کریم ﷺ کی روحانیت نے پانچویں ہزار میں اجمالی صفات کے ساتھ ظہور فرمایا، اور وہ زمانہ اس روحانیت کی ترقی کی انتہا نہ تھا بلکہ اس کے کمالات کے معراج کے لیے پہلا قدم تھا، پھر اس روحانیت نے چھٹے ہزار کے آخر میں یعنی اس وقت پوری طرح سے تجلی فرمائی"۔ (خطبہ الہامیہ، صفحہ ۱۷۷)

"غرض اس زمانہ کا نام جس میں ہم ہیں "زمان البرکات" ہے لیکن ہمارے نبی ﷺ کا زمانہ "زمان التائیدات ودفع الآفات" تھا"۔ (تبلیغ رسالت، جلد نہم، صفحہ ۴۲)

"میں آدم ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں یعقوب ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ بن مریم ہوں، میں محمد ﷺ ہوں۔ یعنی بروزی طور پر جب کہ خدا نے اسی کتاب میں یہ سب نام مجھے دیئے، اور میری نسبت **جری اللہ فی حلل الانبیاء** فرمایا یعنی خدا کا رسول نبیوں کے لباس میں سو ضرور ہے کہ ہر ایک نبی کی شان مجھ میں پائی جائے"۔ (تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۸۴)

"اور ہر ایک نبی کا نام مجھے دیا گیا ہے۔ چنانچہ جو ملک ہند میں کرشن نام ایک نبی گزرا ہے جس کو "رودر گوپال" بھی کہتے ہیں (یعنی فناہ کرنے والا اور پرورش کرنے والا) اس کا نام بھی مجھے دیا گیا ہے"۔ (تتمہ حقیقت الوحی، صفحہ ۸۵)

تمام امراض کی جڑ

یہ ہے مرزائے قادیانی کے ان تمام دعاوی کا مجمل سا ماحصل جن میں اسے حق بجانب اور صادق ثابت کرنے کے لیے اسے اور اس کے متبعین کو قرآن پاک کی آیات کے معانی میں تحریف کرنے، کلمۃ اللہ کو اپنے مواضع سے ہٹا کر دوسری جگہ چسپاں کرنے، احادیث و آیات کے معانی میں تاویل سے کام لینے کے علاوہ انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی توہین، صلحائے امت کی تذلیل، معجزات کے انکار، مسلمہ عقائد اسلامی سے انحراف وغیرہ کی ضرورتیں لاحق ہوتی ہیں اور وہ طرح طرح کے سوالات اُٹھانے پر مجبور ہو جاتے ہیں، ہر اس الزام کو جو مرزائے قادیانی اور اس کی تضاد و تخالف سے پر تحریرات پر عائد ہوتا ہے، انبیاء کرام بلکہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی ذات قدسی صفات اور قرآن پاک پر لوٹا دینے کی جسارت کے مرتکب ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم اور دیگر کتب سماوی کی ان بشارتوں کو جو حضور سرور کونین ﷺ کے لیے آئی ہیں، اپنے گروہ پر منطبق کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیان کو دمشق اور کعبۃ اللہ ظاہر کرنے، وہاں پر مینار بنانے، مسجد اقصیٰ کو قادیان میں ثابت کرنے اور مرزائے قادیانی کے سلسلۂ نسب کو رجل من فارس سے ملانے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور خود مرزائے قادیانی کشف و استعارہ کے بھیس میں مریم بننے (حقیقت الوحی، صفحہ ۳۴۲) خدا کے پانی سے (انجام آتھم، صفحہ ۵۵) حاملہ ہونے (کشتی نوح، صفحہ ۴۷) اور اس حمل کے نتیجہ کے طور پر خود پیدا ہو کر مسیح موعود کہلانے (کشتی نوح، صفحہ ۴۷) کی ضرورت محسوس کرنے لگتا ہے۔ تاکہ ابن مریم بن کر مسیح موعود کا دعویٰ کرنے کے قابل بن سکے۔ ذرا اس بھول بھلیاں کی تفصیل دیکھنا چاہو تو مرزائے قادیانی کے حسب ذیل ارشادات پر عقل سلیم کی روشنی میں غور کر کے فیصلہ کر لو کہ جن دعاوی کی بنیاد ایسی لچر اور پوچ تاویلوں اور توجیہوں پر قائم کی گئی ہو، انہیں برحق تسلیم کرنے والوں کی اور خود اس کے مدعی کی ذہنی کیفیات کا عالم کیا

ہوگا؟ لکھا ہے۔

”مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا دیا گیا، اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں، بذریعہ الہام مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا“۔ (کشتی نوح، صفحہ ۴۷)

”اس بارے میں قرآن کریم میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لیے بطور پیش گوئی کے ہے یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی اور اب ظاہر ہے کہ اس امت میں کسی نے بجز میرے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا، اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے۔ اور خدا کا کام باطل نہیں، ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو۔ اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی مصداق نہیں۔ پس یہ پیش گوئی ”سورۂ تحریم“ میں خاص میرے لیے ہے اور وہ آیت یہ ہے: ﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ أَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾ (سورۂ تحریم) (حقیقت الوحی، صفحہ ۳۳۷)

اب اگر ”مرزا صاحب کے اس ارشادِ گرامی“ پر یہ خاکسار کہہ دے کہ ”ایں کار از تو آید و مرداں چنیں کنند“ تو کیا ہرج واقع ہوگا، مرزائے قادیانی نے ابن مریم بننے کے لیے تاویلیں تو خوب کی ہیں۔ جن کی داد دینی چاہیے۔ لیکن ایک امر میں وہ چوک گئے۔ یعنی اپنے کو بنت عمران ثابت کرنے کے لیے استعارہ کے رنگ میں کوئی مکاشفہ بیان نہیں کیا۔ یعنی یہ نہیں بتایا کہ ان کے والد ماجد عمران کس طرح بن گئے۔

معارف قرآنی کو سمجھنے کا طریق

قادیانی مذہب کے مبلغین کا قاعدہ ہے کہ وہ عام مسلمانوں کو جو عربی زبان اور دینیات کی تعلیم سے پوری طرح آگاہ نہیں ہوتے، یہ دکھانے کی کوشش کرتے ہیں کہ قرآن حکیم میں اختلاف موجود ہے تاکہ ان کی تاویلات کے لیے راستہ صاف ہو جائے۔ ہمارے قادیانی مستفسر کا دوسرا سوال اسی مسئلہ کے متعلق ہے، پوچھا گیا ہے۔

۲..... ''کیا آپ قرآن مجید میں اختلاف کے قائل ہیں یا نہیں؟ اگر ہیں تو آیت شریفہ: ﴿وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا﴾ ''اگر (قرآن) غیر اللہ کی طرف سے ہوتا تو لوگ اس میں بہت زیادہ اختلاف پاتے'' ۔ کو مدنظر رکھتے ہوئے تطبیق کی صورت آپ کے نزدیک مسئلہ ناسخ و منسوخ ہی ہے یا کوئی اور طریق؟''

جواباً عرض ہے کہ کوئی مسلمان قرآن مجید میں اختلاف کا قائل نہیں ہو سکتا۔ خود آیہ کلام ربانی جو مستفسر نے اپنے سوال میں لکھ دی ہے، اس پر شاہد دال ہے۔ اگر کسی بے بصیرت کو قرآن کریم کی ایک آیت کا مفہوم دوسری آیت سے ٹکراتا ہوا نظر آتا ہے تو یہ اس کے نقص علم و نقص فہم پر دال ہے۔ اگر کسی مسلمان کو اس قسم کا اشتباہ پیدا ہو جائے یا عیسائی اور قادیانی معترضین کسی مسلمان کے دل میں قرآن حکیم کی بعض آیات کے متعلق اس قسم کا اشتباہ پیدا کر دیں، تو اسے چاہیے کہ ان آیات کا صحیح مفہوم سمجھنے کے لیے ان کے ''شان نزول'' ان کے سیاق و سباق اور ان کے محل اطلاق کو جاننے اور قرآن حکیم کی دوسری آیات کی روشنی میں اس کے معانی سمجھنے کی کوشش کرے اور نزول کے تقدم و تاخر کو پیش نظر رکھ کر ان احکام کی حکمت جاننے کے درپے ہو تاکہ تکمیل احکام اور تکمیل دین کا مسئلہ اس پر واضح ہو سکے۔

جس امر دینی کو قادیانی اور عیسائی معترضین نے مسئلہ ناسخ و منسوخ بنا رکھا ہے، اس

کی حیثیت اس سے زیادہ نہیں کہ ذات باری تعالیٰ نے بعض امور میں اپنے احکام میں تبدیلی کی ہے۔ مثلاً یہود کو بیت المقدس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے جسے تبدیل کر کے مسلمانوں کو مسجد حرام کی طرف رخ پھیر لینے کا حکم دیا گیا۔ اسی تبدیلی کی طرف ذات باری تعالیٰ عزاسمہ نے آیت: ﴿مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَاۤ اَوْ مِثْلِهَا﴾ ''ہم کسی آیت کو منسوخ نہیں کرتے نہ اسے محو کرتے ہیں مگر یہ کہ اس کی جگہ اس سے بہتر یا اس جیسی دوسری لے آتے ہیں''۔ میں اپنی سنت بیان فرما دی ہے، اور یہ صورت اسی وقت تک کے لیے تھی جب تک کہ خدائے بزرگ و برتر نے حضرت رسول خدا ﷺ کی وساطت سے اپنے دین کو نوع بشر کے لیے کامل نہیں کیا تھا بلکہ اس دین کامل کی طرف انسانوں کی راہنمائی کی جا رہی تھی۔ جب ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ ''آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت مکمل کر دی اور تمہارے لیے دین اسلام پسند کر لیا''۔ کا حکم آ گیا تو تبدیلی احکام کی ضرورت باقی نہ رہی۔ کیونکہ خیر الکتب میں تمام سابقہ ادیان کو منسوخ کر کے کامل دین نوع انسانی کو دے دیا گیا۔ احکام الٰہی جس قدر کہ نوع بشر کی دنیوی اور اُخروی فلاح کے لیے ضروری تھے، اپنی مکمل شکل میں آ گئے۔ اور اس مجموعہ احکام کے متعلق یہ بھی کہہ دیا گیا کہ ﴿اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ ''ہم اس کے نگہبان ہیں''۔

اس سوال کے مستفسر سے راقم الحروف کی گزارش ہے کہ اُسے قرآن پاک کی بعض آیات کے سمجھنے میں دقت محسوس ہو رہی ہے، تو سوال کو متذکرہ بالا شکل میں پیش کرنے کی بجائے وہ ان آیات کو پیش کرے جن کا مطلب سمجھنے سے وہ قاصر ہے۔ یاد رہے کہ قرآن حکیم کے حقائق و معارف انسان کے قلب پر اسی قدر زیادہ وضاحت کے ساتھ روشن

ہوں گے جس قدر کہ اس کا قلب تاویلات کے گورکھ دھندوں سے الگ ہو کر نہایت سادگی اور صفائی کے ساتھ انہیں اخذ کرنے کی طرف مائل ہوگا۔ اگر کوئی شخص قادیانیوں کی طرح قرآن پاک کی آیات کے معانی کی ''لاطائل تاویلات'' کی الجھنوں میں گرفتار ہونے کی کوشش کرے گا یا ان الفاظ کو اپنی فرومایہ دانش اور اپنے ناقص علم کے مطابق معانی پہنانے کے مرض میں مبتلا ہو جائے گا تو وہ قرآن پاک کی بیان کردہ اس وعید الٰہی کا مستوجب ہوگا جو علمائے یہود کے تذکار کے سلسلہ میں مذکور ہوئی ہے: ﴿**فَبِمَا نَقْضِهِم مِّيثَاقَهُمْ لَعَنَّـٰهُمْ وَجَعَلْنَا قُلُوبَهُمْ قَـٰسِيَةً ۖ يُحَرِّفُونَ ٱلْكَلِمَ عَن مَّوَاضِعِهِۦ ۙ وَنَسُوا۟ حَظًّا مِّمَّا ذُكِّرُوا۟ بِهِۦ**﴾ (المائدہ ۱۳)

سائل کو معلوم ہونا چاہیے کہ قادیانی مذہب اور اس کے بانی کے دعاوی کی بنیاد ہی آیات قرآنی کی بے سروپا تاویلات اور کلام الٰہی کے معانی کی تحریف پر رکھی گئی ہے۔ تا آنکہ بعض آیات کلام ربانی کو جو حضور سرور کونین ﷺ کے متعلق یا ان کی صفت و تعریف میں نازل ہوئیں، قادیانی مذہب کے پیشوا نے اپنے متعلق ظاہر کرنے اور اپنے حال پر چسپاں کرنے میں بھی تامل سے کام نہیں لیا، اس سے بڑھ کر جسارت اور دیدہ دلیری اور کیا ہو سکتی ہے؟ دین حقہ اسلام اور کلام مجید کی آیات کا استخفاف اس سے زیادہ اور کیا سمجھا جا سکتا ہے کہ ارشاد ربانی کو کھینچ تان کر اپنی خواہشات کے مطابق معانی پہنانے کی کوشش کی جائے، اور یہ دعویٰ کر دیا جائے کہ ان آیات کا ''شان نزول'' وہ نہیں جو فی الواقع ہو گزرا ہے بلکہ وہ ہے جس کے لیے ایک مدعی کاذب کی ضرورت داعی ہو رہی ہے۔ مثال کے طور پر میں مرزائے قادیانی کے بعض ان اقوال کو اس جگہ درج کرتا ہوں جس کے متعلق اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ آیات ربانی جو قرآن پاک میں مذکور ہیں خدا نے دوبارہ میرے حق میں

https://ataunnabi.blogspot.com/

نازل کی ہیں یا قرآن پاک میں میرے لیے موجود ہیں: ﴿مَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ﴾ (سورۂ توبہ) ''جو کچھ تو نے پھینکا وہ تو نے نہیں چلایا بلکہ خدا نے چلایا''۔

یہ آیت شریف خدائے بزرگ اور برتر نے سیدنا و مولانا محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کر کے نازل فرمائی۔ اس میں جنگ بدر کے اس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جس میں حضور ﷺ نے پتھر کی چند کنکریاں مٹھی میں لیکر کفار کے لشکر کی طرف پھینکیں۔ لیکن مرزائیوں کا پیشوا اپنی کتاب ''وحی رسالت'' کے صفحہ ۷۰ پر لکھتا ہے کہ ''یہ الفاظ مجھ پر میرے لیے نازل ہوئے''۔ کلام اللہ کو اپنے مواضع سے محرف کرنے کی جسارت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی۔

اسی طرح قرآن پاک کی حسب ذیل آیات کو اس نے اپنے حال پر چسپاں کرنے کا دعویٰ کر کے بارگاہِ الٰہی کی وہ سند وعید حاصل کر لی جس کا تذکرہ میں سطور بالا میں کر چکا ہوں:

فَقَدْ لَبِثْتُ فِيْكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهٖ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (حقیقت الوحی، صفحہ ۷۱)

هُوَالَّذِیْ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ

(حقیقت الوحی، صفحہ ۷۱)

وَمَا اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ. (مکتوب عربی، صفحہ ۷۸)

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا لِيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ.

(حقیقت الوحی، ۹۴)

اِنَّا اَرْسَلْنَا اِلَيْكُمْ رَسُوْلًا شَاهِدًا عَلَيْكُمْ كَمَا اَرْسَلْنَا اِلٰى فِرْعَوْنَ رَسُوْلًا.

(حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۱)

اِنَّآ اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ. (حقیقت الوحی، صفحہ ۱۰۲)

مُبَشِّرًا بِرَسُوْلٍ يَّاْتِیْ مِنْ بَعْدِی اسْمُهٗ اَحْمَدُ. (اربعین ۳، صفحہ ۳۸)

جو شخص قرآن پاک کی ان آیات کو جو حضرت ختمی مرتبت پر خود حضور ﷺ کی ذات اقدس وانور کے متعلق نازل ہوئیں، اپنے پر چسپاں کرنے کی جسارت کر کے قرآن، خدا اور رسول خدا ﷺ سب سے استہزا کا مرتکب ہوتا ہے، اس کے ملحد ہونے میں کس کو کلام ہوسکتا ہے؟ اگر قرآن کو سمجھنے کے معنی قادیانی لوگ یہی لیتے ہیں تو ...... ع

وائے گر در پس امروز بود فردائے

دین الٰہی کی تکمیل وسلسلہ نبوت کا اختتام

۳...... قادیانی مستفسر کا تیسرا سوال یہ ہے: ''قرآن مجید کی وہ کونسی آیت ہے جس سے بطور صراحۃ النص کے باب نبوت غیر تشریعی تابع شریعت محمدیہ مسدود ہوتا ہے؟''

گردشِ روزگار کی نادرہ کاریاں ہیں کہ چودھویں صدی کے ایام پرفتن میں بعض ایسے لوگ بھی پیدا ہوگئے ہیں جو ایک مدعی کاذب کے دعاوی باطلہ کے جواز کے لیے بحث و جدال کا بازار گرم کرنے کی نیت سے نبوت کی قسمیں بنانے اور باب نبوت کے مسدود یا وا ہونے کے متعلق سوال پیدا کرنے لگے ہیں۔ سوال ہے کہ قرآن مجید کی کوئی آیت بتاؤ جس سے باب نبوّت کے مسدود ہونے کا ثبوت ملتا ہو؟ حالانکہ سارا کلام مجید شروع سے لیکر آخر تک اس امر پر شاہد دال ہے کہ اس کتاب کی موجودگی میں کسی نئے نبی کے مبعوث ہونے کی (خواہ وہ تشریعی ہو یا غیر تشریعی ظلی ہو یا بروزی) ضرورت باقی نہیں رہتی۔ خدا کا دین جب تک اپنی مکمل شکل میں نوع بشر کے سامنے نہیں آیا تھا اور نوع بشر کی استعداد حمل امانت ابھی ناقص تھی تو خدا کے رسول اور نبی مبعوث ہوتے رہے تاکہ نوع بشر کو خدا کا آخری پیغام سننے کے لیے تیار کریں، اور حسب ضرورت وقتی اسے خدائی احکام کی خبر دیتے رہیں۔ نوع انسانی پر جب تک ضلالت و گمراہی بلکہ کفر وطغیان کی اندھیری رات مسلط رہی، انبیائے کرام

رہنمائی کرنے والے ستاروں کی طرح اس کے آسمان بخت پر تعداد کثیر میں جلوہ افروزی کرتے رہے۔ جب نبوت ورسالت کا آفتاب عالم تاب دین کامل کی ضیا لیکر نمودار ہو گیا تو ستاروں کی ضرورت باقی نہ رہی۔ یہ روشنی اس قدر بین، اس قدر واضح اور اس قدر کامل ہے کہ شپرہ چشم اور بوم صفت کم نظروں اور بصارت وبصیرت کے اندھوں کے سوا باقی ساری کائنات اس کے فیض عموی سے بہرہ اندوز ہو رہی ہے جو لوگ آفتاب رسالت محمدی ﷺ کے طلوع ہونے کے بعد چراغ لاؤ کی رٹ لگا رہے ہیں، اور یہ کہہ رہے ہیں کہ انہیں حصول ہدایت کے لیے کسی متنبی کی ضرورت ہے۔ وہ اندھے نہیں تو اور کیا ہیں؟ نبوت اور رسالت کے خدائی انعام کے مل چکنے کے بعد جو امت محمدیہ کو نبی آخر زمان ﷺ کی ذات میں کامل و مکمل طور پر دیا جا چکا جو لوگ "**هل من مزيد**" پکار رہے ہیں ان سے زیادہ بیوقوف اور نادان اور کون ہو سکتا ہے؟ کوتاہ اندیشو! رشد وہدایت کامل کے خدائی انعام کا چشمہ اپنی مکمل حالت میں تمہارے لیے موجود کیا جا چکا، اور تم اس سے منہ موڑ کر یا اسے ناقص سمجھ کر سراب کی طرح بھاگتے ہو، تاکہ اپنی تشنگی کے لیے تسکین کا سامان حاصل کر سکو اس لیے اور محض اس لیے کہ جس شخص کو تم اپنا ہادی ورہبر سمجھ چکے ہو، اس نے نبوت کا مدعی ہونے کی جسارت کی ہے۔ تم سوال کرنے لگے ہو کہ قرآن پاک میں "باب نبوت" کے مسدود ہونے کی نص کونسی ہے؟ اگر تم قرآن پاک کے ماننے والے ہو تو جان لو کہ جس دین کی تکمیل کی خاطر حضرت رب العزت جل جلالہ اپنے تشریعی اور غیر تشریعی پیغمبر جنہیں وہ انبیاء و مرسلین کے نام سے موسوم کرتا ہے، بھیجا کرتا تھا۔ وہ آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پہلے پایۂ تکمیل کو پہنچ چکا، جس پر قرآن پاک کی حسب ذیل آیت شاہد و دال ہے: ﴿**اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا**﴾ (المائدہ، رکوع ۱) "آج میں

نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت (نبوت و رسالت) تمام کردی اور میں نے تمہارے لیے اسلام کو پسند کرلیا"۔

غور کرو اور جان لو کہ جس مقصد کے لیے انبیائے کرام علیھم السلام مبعوث ہوا کرتے تھے جب وہ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا اور نوع انسانی کی ایک جماعت اس دین کو تا قیام قیامت زندہ رکھنے اور اسے تمام دوسرے ادیان پر غالب کرنے کے لیے تیار ہوگئی تو نئے نبیوں کے آنے کی ضرورت بھی جاتی رہی۔

اس دین کے مکمل ہونے سے پہلے تشریعی نبی تو نوع انسانی کو نئے احکام خداوندی سے روشناس کرانے کے لیے مبعوث ہوتے تھے تاکہ بشر کی روحانیت اس کے اخلاق اور اس کی ذہنی و دماغی کیفیت کو منزل مقصود کی طرف چند قدم آگے لے جائیں، اور غیر تشریعی نبی اس لیے آتے تھے تاکہ تشریعی نبی کی امت کو ضلالت و گمراہی کے ان گڑھوں سے نکالیں جن میں وہ خدا کے دیئے ہوئے احکام کو بھلا کر گر جانے کے عادی تھے۔ تکمیل دین کے بعد جب وہ کتاب جس میں اس دین کے احکام بیان کیے گئے ہیں اپنی مکمل شکل میں تیار ہوگئی اور نوع بشر کی ملک بن گئی۔ نیز اس میں ردوبدل آمیزش وحک، نسخ و تحریف کی گنجائش بھی خدائے روزگار نے ﴿اِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ کہہ کر مفقود کردی تو کسی نئے فرستادہ خداوندی کے آنے کی ضرورت ہی کیا تھی کہ وہ لوگوں کو خدا کے نئے احکام سنائے، یہی وجہ ہے کہ فرماں فرمائے عالم و عالمیاں نے اپنے اس نامہ کو مکمل کرنے کے بعد جو اسے نوع انسانی کو بھیجنا تھا اس پر اپنی آخری مہر ثبت کردی اور ساتھ ہی اس امر کا ذمہ لے لیا کہ قیام قیامت بلکہ اسکے بعد بھی اس کی حفاظت کروں گا اور فرمایا: ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ﴾ "محمد (ﷺ) تمہارے مردوں میں

سے کسی کے باپ نہیں، البتہ وہ اللہ کے رسول ہیں، اور نبیوں پر مہر یعنی ان کے ختم کرنے والے ؐ۔

لفظ خاتم کے معنی اور مفہوم

"**خاتم النبیین**" کے معنی میں تحریف کے جرم کے مرتکب ہونے والے قادیانی کہتے ہیں کہ لفظ "**خاتم**" یعنی مہر سے مراد یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات قدسی صفات آنے والے نبیوں کی نبوت کے اجرا کے لیے بمنزلہ مہر کے ہے۔ ظاہر ہے تکلیف سے پیدا کیے ہوئے یہ معانی سراسر بیہودہ ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ آخری نبی اور ختم المرسلین ہونے کی حیثیت میں تمام انبیائے گزشتہ **علیہم الصلوۃ واجمعین** کی نبوتوں کی تصدیق کے لیے "**خاتم**" قرار دیئے گئے، اس لیے کہ حضور ﷺ کے بعد انبیائے کرام کی نبوت ورسالت کا ایسا مصداق جو اللہ کی طرف سے اسی غرض کے لیے بھیجا جاتا کوئی اور آنے والا نہ تھا، اور رسول مقبول ﷺ اور حضور کی ذات گرامی پر نازل ہونے والی کتاب سے بڑھ کر انبیائے سابق کے خدا کی طرف سے مرسل ہونے کی کوئی اور مکمل و معتبر شہادت بن نہیں سکتی تھی۔ اگر "**خاتم**" کے معنی حضور ﷺ کے بعد آنے والے نبیوں کی نبوت پر تصدیق کرنے کے کیے جائیں جیسا کہ قادیانی لوگ اپنے ایک "متنبی" کے لیے بہ تکلف لے رہے ہیں تو انہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ حضور ﷺ کی طرف سے کسی مدعی نبوت کو کونسا تصدیق نامہ ملا ہے۔ ایسے واضح تصدیق نامے کے بغیر "**خاتم النبیین**" کے وہ معنی جو قادیانی لے رہے ہیں، باطل ہو جاتے ہیں۔ اگر یہ کہا جائے کہ اپنے آپ کو حضور کی امت میں سے ظاہر کرنا اور اپنی نبوت کو حضور ﷺ کی نبوت ورسالت کا ظل و بروز قرار دینا ہی اس "**خاتم**" کی طرف سے تصدیق نامہ ہونے کے لیے کفایت کرتا ہے تو یہ کیوں نہیں کہا جاتا کہ تمام مسلمان جو

حضور ﷺ پر ایمان لے آئے اور آپ کی امت میں داخل ہو گئے، نبی ہیں، کہنے کو تو یہ قادیانی مفتری ''خاتم النبیین'' کے معنی آئندہ آنے والے یعنی حضرت ختمی مرتبت ﷺ سے بعد میں آنے والے انبیاء یا نبیین بصیغۂ جمع کا ''خاتم'' قرار دیتے ہیں، لیکن ان معنوں کا اطلاق صرف ''ایک'' مرزائے قادیانی کی نبوت کے دعویٰ پر کر کے خاموش ہو جاتے ہیں، اور یہ نہیں بتاتے کہ اس امت میں بہت زیادہ نبی کیوں مبعوث نہ ہوئے، کم از کم بنی اسرائیل کے انبیائے کرام کی تعداد سے امت محمدیہ کے انبیاء کی تعداد کا بڑھ جانا لازمی امر تھا تا کہ قرآن پاک کی آیت کا وہ مفہوم جو قادیانی بتارہے ہیں صحیح ثابت ہو جاتا۔

حضور کے ''خاتم النبیین'' یعنی نبیوں پر مہر ہونے کی حیثیت اس امر سے بھی واضح ہے کہ تمام انبیائے گزشتہ علیہم الصلوٰۃ اجمعین نے اس ''خاتم النبیین'' کے آنے کی خبر دی تھی، جو دین کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے والا تھا، اور تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ اجمعین اور ان کی امتوں سے حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ نے یہ میثاق کر رکھا تھا کہ جب وہ'' خاتم النبیین'' آئے گا تو اس کے زمانہ کو پانے والے لوگ اس کی اطاعت کریں گے۔ اس میثاق کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے اور پرانے زمانہ کی کتب سماوی جیسی حالت میں بھی اس وقت تک موجود ہیں، اس میثاق اور ان بشارتوں کے ذکر سے خالی نہیں، جو حضور ختم المرسلین ﷺ یعنی اس رسول کے متعلق جس پر دین خداوندی کی تکمیل ہونے والی تھی، مذکور ہوئیں اور جن کی تصدیق کے لیے ضروری تھا کہ ایک آخری پیغمبر دین الٰہی کو کامل کرنے والا اور سلسلہ نبوت کو ختم کر دینے والا آئے تا کہ ازمنۂ گزشتہ کے انبیائے کرام کے ارشادات پر تصدیق کی مہر لگ جائے۔ یعنی ان کی نبوت نوع انسانی کے نزدیک مصدق ہو جائے۔ دیکھئے! قرآن حکیم کیسے واضح الفاظ میں اس میثاق کا ذکر کرتا ہے: ﴿وَاِذْ

اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ط قَالَ ءَاَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِيْ ط قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ﴾ (آل عمران، رکوع ۹) ''جب اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ میں جو تم کو کتاب اور شریعت دیتا ہوں (تو اس شرط پر) کہ جب تمہارے پاس وہ رسول پہنچے جو اس دین کی جو تمہارے پاس ہے تصدیق کرنے والا ہو تو اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا۔ کہا کیا تم نے یہ اقرار کیا۔ ان سب نے کہا ہم نے اقرار کیا فرمایا دیکھو! اس امر پر گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں''۔

﴿مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ﴾ کی تصدیق سے کلام ربانی بھرا پڑا ہے اور ذات باری تعالیٰ عزاسمہ نے قرآن پاک میں اس امر کی پوری پوری تصریح کر دی ہے کہ قرآن سابقہ کتب سماوی کی تصدیق کے لیے نازل ہوا ہے اور حضور سرور کونین (ﷺ) کی بعثت کی ایک غرض یہ بھی تھی کہ تمام سابق انبیائے کرام علیہم السلام کی نبوت کی تصدیق کریں۔ ملاحظہ ہوں ارشادات ربانی: ﴿هٰذَا كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ مُبٰرَكٌ مُّصَدِّقُ الَّذِيْ بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (الانعام، رکوع ۱۱) ''اور یہ کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا برکت والی اور اس شے کی تصدیق کرنے والی جو پہلے سے موجود ہے''۔ ﴿نَزَّلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ﴾ (آل عمران، ع ۱) ''اس نے تجھ پر ٹھیک ٹھیک کتاب اتاری اس کی تصدیق کرنے والی جو پہلے سے موجود ہے''۔

اسی طرح ﴿مُصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ﴾ کی تراکیب قرآن کریم کے حق میں اکثر جگہ مذکور ہوئی ہیں اور حسب ذیل ارشاد ربانی نے لفظ ''خاتم'' کی پوری پوری تشریح کر دی

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔ قولہ تعالیٰ: ﴿بَلْ جَآءَ بِالْحَقِّ وَصَدَّقَ الْمُرْسَلِيْنَ﴾ (صٰفٰت) ''البتہ وہ حق لے کر آیا اور اس نے تمام رسولوں کی تصدیق کر دی''۔ یعنی تمام انبیائے گزشتہ کے خدا کی طرف سے سچے نبی ہونے کی حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی جو ''خاتم النبیین'' کے آنے اور دین الٰہی کے پایۂ تکمیل تک پہنچنے کی خبریں دیتے رہے تھے۔ اگر ''خاتم'' (مہر) کے معنی وہ ہوتے جو مرزائے قادیانی نے اپنے دعوائے نبوت کے اجرائے جواز کے لیے بہ تکلف پیدا کرنے کی کوشش کی ہے تو قرآن حکیم میں آئندہ آنے والے نبیوں کے متعلق بھی اسی صراحت کے ساتھ ذکر کا آنا ضروری تھا، جس صراحت کے ساتھ زمانہ ماسبق کے مرسلین یزدانی کا ذکر آیا ہے۔ اگر خدا کے خوف کو بالائے طاق رکھ کر کوئی سر پھرا شخص یہ کہنے لگے کہ تمام وہ آیات جو قرآن پاک میں حضرت ختمی مرتبت ﷺ سے متعلق ہیں، کسی دوسرے کی نبوت کے لیے مذکور ہوئی ہیں، تو اس قسم کے دعوے کی بنا پر اسے مفتری اور کذاب کے سوا اور کوئی خطاب نہیں دیا جا سکتا۔

اتمام نعمت

قادیانی اور ان کے پیشوا جہلاء کو دھوکے میں ڈالنے کے لیے یہ کہنے کے بھی عادی ہیں کہ اس سے بڑا ظلم کسی امت پر اور کیا ہو سکتا ہے کہ اس کے افراد سے نبی ہونے کا امکان سلب کر لیا جائے، اور حضور سرور کائنات ﷺ کے افضل الانبیاء و مرسلین ہونے کے لیے ضروری ہے کہ حضور کی امت میں بھی بنی اسرائیل کی طرح بہت سے نبی بلکہ دوسری تمام امتوں سے بڑھ کر نبی نازل ہوں۔ اس سے زیادہ تلبیس حق بالباطل اور کیا ہو سکتی ہے کہ ہنر کو عیب اور عیب کو ہنر ظاہر کیا جائے۔ احمقو! پچھلی امتوں میں تشریعی اور غیر تشریعی نبی اس لیے نازل ہوتے تھے کہ دین ابھی کامل نہیں ہوا تھا اور ان امتوں اور قوموں کے لوگ بہت

جلد گمراہ ہو جانے اور صحائف آسمانی کو گم کر دینے یا ان میں تحریف کر لینے کے عادی تھے، اس لیے ان کی ہدایت کے لیے نبی بھی جلد جلد بھیجنے کی ضرورت پیش آتی تھی۔ جب نوع انسانی میں خدا کے مکمل دین کو قبول کرنے کی صلاحیت پیدا ہو گئی تو آخری نبی ﷺ کے ذریعے ہدایت کا آخری پیغام بھی پہنچا دیا گیا، جو سارے عالموں اور سارے زمانوں کے لیے ہے۔ لہٰذا ایسی امت کو جو ''خیر الامم'' ہے، جس کے اخیار کا گروہ اور جس کی آسمانی کتاب قیام قیامت تک کے لیے محفوظ ہے۔ اس میں نئے تشریعی یا غیر تشریعی نبیوں کا مبعوث ہونا کیا معنی رکھ سکتا ہے۔ امت محمدیہ پر باب نبوت کا مسدود ہو جانا اس کی سعادت وافضلیت کی دلیل ہے۔ کیونکہ اس نے خدا کے آخری نبی کا پیغام سنا اور قبول کر لیا اور یاد رکھا۔ اس کے پھیلانے کے لیے کوشاں رہی اور رہے گی۔ امت محمدیہ کی افضلیت اسی میں ہے کہ وہ خدا کے کامل دین کی حامل اور اس کے آخری رسول کی امت ہے۔ جس کا عہد پانے کے لیے بنی اسرائیل کے انبیاء آرزو کرتے رہے۔ خدا کا سب سے بڑا انعام یہی ہے کہ اس نے ہمارے آقا و مولا ﷺ کو آخری نبی ہونے کی بنا پر اپنی نعمت ہم پر تمام کر دی۔

ایک مغالطہ کی تصریح

تم کہو گے کہ دوسری امتوں کی طرح ''امت محمدیہ'' میں بھی غیر تشریعی نبیوں کے مبعوث ہونے کی ضرورت اسی لیے ہے کہ امت کے افراد کو گمراہی سے بچائیں۔ لیکن قرآن حکیم کا دعویٰ یہ ہے کہ ختم المرسلین کے بعد اس امت کو کسی نئے نبی کی تعلیم و تربیت کی ضرورت پیش نہیں آئے گی۔ کیونکہ قرآن حکیم نے کسی جگہ بھی کسی نئے نبی کے آنے کی خبر نہیں دی۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ امت تا قیام قیامت گمراہ نہیں ہوگی، اور اگر ہوگی تو کسی نئے نبی کے آنے کے بجائے نوع بشر پر وہ **"السّاعة"** آ جائے گی جس کے آنے پر یہ

زندگی ختم اور بالکل نئی زندگی شروع ہو جائے گی۔ دین کے کامل ہونے کے معنی یہی ہیں کہ اگر اسے نوع بشر قبول کرنے سے انکار کر دے تو اس کی اصلاح کے لیے نبی کو بھیجنے کے بجائے وہ احکم الحاکمین اسے یوم الحساب میں لا کھڑا کرے۔ یہی وجہ ہے کہ خدا کے آخری پیغام میں اس آنے والی "السّاعة" کی خبر کامل وضاحت پوری تشریح، مکمل تحکم اور پورے زور کے ساتھ جابجا دی گئی ہے۔ خدائے بزرگ وبرتر نے اس امت کو دین حقہ پر قائم رکھنے اور اس دین کی نشر واشاعت کرنے کے لیے مزید نبی بھیجنے کا وعدہ نہیں کیا بلکہ بتادیا ہے کہ خود مسلمانوں کو یہ کام کرنا ہوگا ملاحظہ ہو ارشاد ربانی: ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَتُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ﴾ (آل عمران، ع ۱۲) "تم بہترین قوم ہو جو عام لوگوں کے لیے نکال کھڑی کی گئی (تاکہ) تم نیک کاموں کا حکم کرو اور بُرے کاموں سے منع کیا کرو اور اللہ پر ایمان لائے رکھو"۔ ﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ اِلَى الْخَيْرِ وَيَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ ط وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ﴾ (آل عمران، رکوع ۱۱) "اور تم میں ایک گروہ ایسا ہو جو نیک کاموں کے لیے کہتا رہے اور بُرے کاموں سے روکتا رہے (جو لوگ ایسا کریں گے) وہی فلاح پانے والے ہیں"۔

پس امر بالمعروف اور نهی عن المنكر کرنے والوں کو تم نبی کہنا چاہتے ہو تو سارے مسلمانوں کو نبی کہو۔ اس میں کسی مرزائے قادیانی کی تخصیص نہیں۔ ورنہ قرآن حکیم کا یہ حکم چون وچرا کیے بغیر تسلیم کر لو کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے بعد کسی تشریعی یا غیر تشریعی نبی آنے کی ضرورت نہیں۔

مرزائیوں کے لیے لمحہ فکریہ

مرزائی مستفسر کو اور اس کے رفقائے مسلک کو جو غیر تشریعی نبوت کا باب وار کھنے کے خواہشمند نظر آتے ہیں، سوچنا چاہیے کہ ان کے پیشوا نے اپنی نبوت تسلیم کرانے کے لیے تو طرح طرح کی موشگافیوں سے کام لیا، اور بحث وجدال کے نئے دروازے کھول دیئے۔ لیکن یہ نہ بتایا کہ غیر تشریعی یعنی نبوت کا باب صرف اسی کے لیے کیوں کھولا جائے؟ کیا وجہ ہے کہ تیرہ سو سال پہلے کے مسلمانوں کو اس سے محروم رکھا اور سمجھا جائے۔ پھر انہیں سوچنا چاہیے کہ ان کا پیشوا تو ظلی، بروزی، امتی، نقلی، مجازی، غیر تشریعی نبی ہونے کے دعویٰ کے ساتھ ہی صاحب شریعت نبی ہونے کا مدعی بھی ہے، بلکہ اپنے کو مجموعہ کمالات انبیاء **علیھم السلام** اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ سے افضل قرار دینے کی جسارت بھی کرتا ہے، جس کے ثبوت میں میں ان کے پیشوا کے بعض الفاظ قسط ''ہفتم'' میں جو اس بحث کی تمہید کے طور پر لکھی گئی پیش کر چکا ہوں۔ پھر وہ کس منہ سے امت محمدیہ پر فقط غیر تشریعی نبوت کے دروازے مسدود ہونے کے ثبوت میں نص قرآنی کے طالب ہوئے ہیں۔ اپنے پیشوا کی اس خرافات کو چھپانے کے لیے کیوں کوشاں ہیں جس کے جواز کے لیے انہیں کسی قسم کی تاویل نہیں مل سکتی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تم میں سے اکثر لوگ اپنے پیشوا کے کذاب و مفتری ہونے کے قائل و شاہد ہیں۔ لیکن اغراض اور ہٹ دھرمی کی بنا پر اپنے کفر پر ڈٹے ہوئے ہیں یا اپنے پیشوا کی طرح دین کو مسخر خیال کر کے اسے حصول دنیا کا سلسلہ بنائے بیٹھے ہیں۔ اگر یہ نہیں تو کیا وجہ ہے کہ تم اپنے پیشوا کی تعلیمات کے بھان متی کے پٹارے کی ہر شے کو صحیح سمجھ کر یہ نہیں کہتے کہ ہم مرزائے قادیانی کو تمام انبیاء **علیھم السلام** سے افضل ختم المرسلین اور صاحب شریعت نبی خیال کرتے ہیں۔ اگر تمہارا دین یہ ہے تو میں تمہیں بتائے دیتا ہوں کہ تم مسلمان نہیں۔ کیونکہ دین اسلام وہی دین کامل ہے جو نوع بشر کو محمد عربی ﷺ نے دیا، اور

جس کے احکام قرآن پاک میں موجود ہیں، اور جس کے اصول اساسی کی مختصری تشریح میں اسی سلسلہ مضامین کی ابتدائی اقساط میں کر چکا ہوں۔ **لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ۔**

رسول مکتفی اور دین کامل

اب میں ان مرزائیوں سے جو چالاک اور عیار قادیانی گروہ کی تاویلات کے گورکھ دھندے میں اپنی کم علمی اور کوتاہ نظری کے باعث گرفتار ہے، مخاطب ہو کر کہتا ہوں کہ ''راہ ہدیٰ'' کی طرف آؤ اور اسی ''صراط مستقیم'' پر چلو جو خدا نے نوع انسانی کو محمد ﷺ کی وساطت سے دکھایا ہے۔ محمد ﷺ کے بعد ہمیں کسی قسم کے نبی کی ضرورت باقی نہیں رہی، اور قرآن کے بعد کوئی کلام ربانی نہیں ہو سکتا جو کسی بندے پر خدا کی طرف سے لوگوں کی اصلاح کے لیے اتارا گیا ہو۔ اگر کسی کو محمد ﷺ کی رسالت اور قرآن کی صداقت میں کلام ہو تو وہ علیحدہ سوال ہے۔ جس کے متعلق اس کی تسکین کے سامان مہیا کیے جا سکتے ہیں۔

سر دست میں ان مرزائیوں سے مخاطب ہوں جو قادیانیت کو محمد عربی ﷺ کا لایا ہوا دین اسلام سمجھ کر اس کے دام تزویر میں گرفتار ہیں۔ حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ اپنے حبیب پاک ﷺ کو تمام لوگوں کے لیے ساری نوع بشر کے لیے رسول مکتفی ہونے کی سند دیتا ہے، اور فرماتا ہے: ﴿**وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا كَآفَّةً لِّلنَّاسِ بَشِيْرًا وَّنَذِيْرًا وَّلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ**﴾ (السبا، رکوع ۳) ''اور ہم نے تجھے ایسا رسول بنا کر بھیجا ہے جو بشیر و نذیر ہونے کی حیثیت میں الناس یعنی تمام نوع بشر کے لیے مکتفی ہے۔ لیکن اکثر لوگ اس حقیقت سے بے خبر ہیں''۔ نیز فرمایا: ﴿**يٰاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعًا**﴾ (الاعراف، رکوع ۲۰) ''اے نوع بشر میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں''۔ اسی طرح ﴿**اِنَّمَآ اَنْتَ مُنْذِرٌ وَّ لِكُلِّ قَوْمٍ هَادٍ**﴾ (الرعد، رکوع ۱) ''تو ڈرانے والا اور تمام اقوام کو ہدایت کا پیام

دینے والا ہے"۔ ﴿لِلْعٰلَمِیْنَ نَذِیْرًا﴾ "تمام جہانوں کے لیے نذیر"۔ اور ﴿رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِیْنَ﴾ "تمام جہانوں کے لیے رحمت"۔ کہہ کر قصہ ختم کر دیا گیا کہ نوع بشر کے لیے رسول مکتفی آ گیا۔

پھر اے قادیانیو! اس بشیر ونذیر کو چھوڑ کر تم کسی دوسرے کو اپنے لیے بشیر ونذیر کس طرح تسلیم کر سکتے ہو جب کہ خدا ساری نوع بشر کے لیے محمد ﷺ کو مکتفی قرار دے چکا ہے۔ اس خدائے جبار کی باز پرس سے ڈرو، جس نے اپنی شان حسب ذیل الفاظ میں بیان کرتے ہوئے بتا دیا ہے کہ دین وہی ہے جو اس کے رسول مقبول ﷺ کی وساطت سے مل چکا، اور یہی دین تمام ادیان پر غالب آ کر رہے گا۔ ملاحظہ ہو ارشاد ربانی: ﴿هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَی الدِّیْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ﴾ (التوبہ، رکوع ۵) "وہ جس نے اپنا رسول ہدی دے کر اور دین حق دے کر بھیجا تا کہ یہ دین حق تمام ادیان پر غالب آ جائے خواہ مشرکوں کو یہ بات بری ہی کیوں لگے"۔

اختتام سلسلۂ نبوت کی برکات

تکمیل دین، اتمام نعمت اور ختم نبوت کے متعلق صریح احکام و بین شواہد آ جانے کے باوجود جن سے کسی کو مجال انکار نہیں ہو سکتی، یہ حال ہے کہ ذریات ابلیس نے دین اسلام میں رخنہ اندازی کے لیے نبوت و رسالت کے بیسیوں جھوٹے مدعی کھڑے کر دیئے، جن میں مسیلمہ کذاب سے لیکر مرزائے دجال تک کئی لوگ شامل ہیں۔ اگر کہیں امت محمدیہ پر بنی اسرائیل یا دوسری اقوام کی طرح نبوت کا باب کھلا ہوتا یعنی دین کی تکمیل معرض عمل میں نہ آئی ہوتی اور انبیاء کی بعثت ہونے کی ضرورت باقی رہتی تو مسلمانوں کی ہر بستی میں کروڑوں جھوٹے نبی پیدا ہونے لگتے اور عموم ملت کے لیے جھوٹے اور سچے کی پہچان میں اتنی

مشکلات پیش آتیں کہ کسی کو اپنے راستے کی درستی کے متعلق اطمینان قلب کی نعمت حاصل نہ ہوسکتی۔ بنی اسرائیل کی تاریخ کے اکثر ادوار میں نبوت کے متعلق یہی انارکی پیدا ہوئی جس کا ثبوت بنی اسرائیل کی کتابوں میں جا بجا ملتا ہے۔ اس لحاظ سے بھی امت محمدیہ پر ''ختم نبوت'' و ''تکمیل دین'' کا ہو جانا خدا کی ایسی دین ہے جسے وہ خود اتمام نعمت کے نام سے موسوم کرتا ہے۔ اسی کی بدولت دین اسلام خدا کا آخری دین ٹھہرا، اور اس کی ایسی جامع و پائیدار حیثیت قرار پائی جو ہر طرح کی مکانی اور زمانی قیود سے آزاد ہے، اور صرف کرۂ ارض کے ساکنین پر نہیں بلکہ دیگر اجرام سماوی کی باشعور مخلوق پر بھی اس کے احکام محیط ہیں، اس اتمام نعمت کی بدولت امت محمدیہ پر لامحدود مادی، روحانی، دماغی، نفسیاتی اور معاشرتی ترقیات کے دروازے کھل گئے، اور نوع انسانی کو اپنے پروردگار کی طرف سے کائنات اور اس کی ساری موجودات کو مسخر کرنے اور اللہ کی موجود کی ہوئی تمام حاضرہ آئندہ نعمتوں سے جائز تمتع حاصل کرنے کا پروانہ مل گیا۔ تکمیل دین کے ساتھ ہی نوع انسانی پر شعور کا زمانہ شروع ہوگیا۔ اس کے زاویہ نگاہ میں خدا کے آخری پیغام نے حیرت انگیز تبدیلی پیدا کردی، اور امت محمدیہ کو بتادیا گیا کہ کائنات کی تمام اچھائیاں اور خوبیاں اس کے لئے ہیں جنہیں وہ ایمان اور تقویٰ میں ترقی کرنے کی شرط کے ساتھ حاصل کر سکتے ہیں۔ نوع انسانی کی تاریخ اس عظیم الشان انقلاب پر شاہد عادل ہے، جو دین اسلام کی بعثت کے باعث اس کی زندگی میں رونما ہوا۔ ارشاد نبوی: **خیر القرون قرنی وخیر الامم امتی.** میں اسی حقیقت حال کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

تکمیل دین کی ایک مثال

تکمیل دین، اتمام نعمت اور وظیفۂ نبوت کے اپنی معراج کمال تک پہنچنے کی مثال

https://ataunnabi.blogspot.com/

خود حضور سرور کائنات ﷺ (بِاَبِیْ ھُوَ وَاُمِّیْ) نے ارشاد فرما کر مسلمانوں کو کسی نبی کے انتظار کی زحمت سے آزاد کر دیا ہے۔ ارشاد ہوا ہے: عن ابی هريرة رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان مثلی ومثل الانبياء من قبل كمثل رجل بنٰی بيتا فاحسنه واجمله الاموضع لبنة من زاوية فجعل الناس يطوفون به ويتعجبون له ويقولون هلا وضعت هذه اللبنة قال فانا اللبنة وانا خاتم النّبيّين. (صحیح بخاری، باب خاتم النبیین)

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میری اور انبیائے علیہم السلام گزشتہ کی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے ایک عمدہ اور خوبصورت گھر بنایا مگر اس کے ایک کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی رہ گئی۔ پس لوگ اس گھر کے گرد پھرنے لگے اور تعجب کرنے لگے کہ یہ ایک اینٹ کیوں نہیں لگائی گئی۔ فرمایا کہ میں وہ اینٹ ہوں اور نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں''۔

ظاہر ہے کہ قصر نبوت کے اس طرح پایہ تکمیل کو پہنچ کر نوع انسانی کے لیے ہدایت ورشد کا منارِ ضیا بننے کے بعد اس امر کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ اس پر مزید اضافہ کیا جائے۔ دوسری امتوں کے لیے مرسلین یزدانی مبعوث ہوتے رہے، لیکن کسی امت کو یہ سعادت حاصل نہ ہو سکی کہ خدا کے دین کو اپنی مکمل صورت میں پا سکے۔ امت محمدیہ پر اللہ کی اس نعمت کا اتمام ہو گیا اور وہ ''خير الامم'' اور ''شاهد على الناس'' قرار پائی، اور اسے بتا دیا گیا کہ اس کی زندگی کا مقصد ساری نوع بشر کو اسی دین کامل کا حلقہ بگوش بنانا ہے، جو حبیب خدا ﷺ کی وساطت سے مل چکا۔ اس ظاہر و باہر حقیقت کو تو نہایت موٹی عقل کا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ نوع بشر کی نجات اس وقت تک کے لیے ممکن نہیں ہو سکتی۔ جب اس

کے سلیم الفطرت طبائع کو ایک مرکز پر جمع کرنے کا اصول موجود نہ ہو، اور یہ اصول ''**لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ**'' کے سوا اور کوئی ہو نہیں سکتا اگر نوع بشر کو ایک مرکز پر لانے کا وظیفہ محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا کسی اور شخص کے لیے مقدر ہوتا تو قرآن پاک تکمیل دین اور اتمام نعمت کا دعویٰ کبھی نہ کرتا جو شخص مرد مسلم و فرد مومن ہو کر قرآن پاک کے اس دعویٰ کو برحق سمجھتا ہے اس کے وہم و گمان میں بھی یہ بات نہیں آ سکتی کہ حضور سرور کونین ﷺ کے بعد کوئی نبی مبعوث ہو سکتا ہے چہ جائے کہ کسی اور کو ''افضل الانبیاء'' ''جامع کمالاتِ انبیاء'' اور ''خاتم الانبیاء'' سمجھا جائے۔ اس قسم کے دعوے کرنے والا شخص ملحد اور خدا کا منکر ہونے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ وہ اللہ کے قائم کیے ہوئے شعائر کی تذلیل و تضحیک کرنے کی جسارت کا مرتکب ہو رہا ہے، اور جان بوجھ کر دین اسلام کے مسلمات سے استہزاء کر رہا ہے۔ ایسے ہی لوگوں سے بچنے کے لیے ہمارے آقا و مولا حضور ﷺ نے ہمیں بتا دیا کہ بہت سے مفتری پیدا ہوں گے جو نبوت و رسالت کا دعویٰ کریں گے۔ لیکن ان سب کو دجال اور فریب کار سمجھنا اور ان کے دام تزویر سے بچنا۔ کیونکہ میرے بعد کوئی نبی مبعوث نہیں ہوگا، یعنی وظیفہ نبوت کا اجرا نہیں کرے گا۔ کیونکہ یہ وظیفہ قیامت تک آنے والے انسانوں کے لیے میں نے پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ ارشاد نبوی ہے ''**لا تقوم الساعۃ حتیٰ یخرج کذابون ثلاثون کلھم یزعم انہ نبی و انا خاتم النبیین لا نبی بعدی**''۔

(رواہ طبرانی عن نعیم ابن مسعود و رواہ مسلم عن ثوبان)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک کہ تیس کذاب نہ نکل لیں جو سب یہی گمان کریں گے کہ وہ نبی ہیں۔ حالانکہ میں ''خاتم النبیین'' ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا''۔

مرزائے قادیانی کا دعویٰ

قرآن پاک کی ان تصریحات جو میں پہلے بیان کر چکا ہوں اور حضور سرور کائنات ﷺ کے ان ارشادات کے بعد نبوت کا ''باب وا'' ثابت کرنے والوں کی ضلالت وگمراہی کے متعلق کسی مسلمان کو شک نہیں ہوسکتا۔ لہٰذا مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ نبوت کے بطلان کے لیے اس کی عجیب وغریب زندگی، اس کے اخلاق واطوار اور اس کی عادات وخصائل کو زیر بحث لانے کی ضرورت نہیں۔ جن میں سے ایک ایک چیز اس کی تکذیب کر رہی ہے۔ مرزائے قادیانی نے اپنی نبوت کا واضح نشان دکھانے کے لیے اپنے ہی خاندان کی ایک لڑکی محمدی بیگم کو اپنے حبالۂ عقد میں لانے کے لیے جو سرتوڑ اور خلاف آداب معاشرت کوششیں کیں وہ نہ مجھ سے مخفی ہیں، نہ قادیانی ان پر پردہ ڈال سکتے ہیں۔

اس لڑکی کے حصول کے لیے مرزائے موصوف نے اپنے بیٹے کو اس بنا پر عاق کر دیا کہ اس نے اپنی بے قصور بیوی کو جو محمدی بیگم کے قرابت داروں میں سے تھی طلاق کیوں نہیں دی۔ اپنے لڑکے اور اپنی بہو کی ازدواجی زندگی کو اپنی خواہش پر بلاوجہ اور بلاقصور قربان کر دینے کا اقدام جس اخلاق کے شخص سے ہوسکتا ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ اگر قادیانی حضرات اس دلچسپ داستان کو ازسرنو سننے کے متمنی ہوئے تو انہیں ''اپنے پیغمبر کی یہ کہانی خود اس کی زبانی'' سنا دی جائے گی۔ کیا اسی معیار شرافت کا اظہار کرنے والے شخص کے دعویٰ کے لیے قادیانی حضرات کو تشریعی یا غیر تشریعی نبوت کا ''باب وا'' کرنے کی ضرورت لاحق ہو رہی ہے، اگر صحت عقائد وسلامتی ایمان کی ذرہ بھر پروا بھی ہے تو اے مرزائیو! تمہیں اپنی عاقبت کی فکر کر لینی چاہیے، اور اگر ہٹ دھرمی کے ساتھ تمہیں اپنی ضلالت وگمراہی پر قائم رہنا ہے تو تم جانو اور خدائے جبار وقہار کی وہ ڈھیل جو تم جیسے لوگوں کی رسی دراز ہونے کے

لیے وہ دے دیا کرتا ہے۔ ﴿قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَکُوْنَ﴾ (ان پر خدا کی مار یہ کہاں بھٹکے جارہے ہیں)

قرآن پاک کی ایک آیت کا مفہوم

۴.....قادیانی مستفسر کا چوتھا سوال حسب ذیل ہے:

آیت شریفہ: ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَیْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْیَمِیْنِ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِیْنَ﴾ (الحاقہ) جو بطور دلیل آنحضرت ﷺ کو شاعر اور کاہن کہنے والوں کے سامنے پیش کی گئی ہے یہ بطور قاعدہ کلیہ کے ہے یا نہیں؟ اگر بطور قاعدہ کلیہ کے نہیں تو پھر یہ دلیل مخالفین کے لیے کس طرح وجہ تسکین ہوسکتی ہے۔ **جاء الاحتمال بطل الاستدلال** کو مدنظر رکھ کر جواب دیں۔

مستفسر نے اپنے سوال میں جس آیت شریفہ کا حوالہ دیا ہے اس کے سیاق و سباق کو پیش نظر رکھنے کے بعد صاف طور پر یہ حقیقت مترشح ہوجاتی ہے کہ حضرت باری تعالیٰ جل شانہ نے یہ آیات منکرین رسالت و معترضین کلام الٰہی کے سامنے بطور استدلال نازل نہیں فرمائیں، اور نہ ان میں کسی قسم کا قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے، بلکہ صرف ان مشککین کی تسلی کے لیے آئی ہے، جو حضور ﷺ کی رسالت کو برحق جاننے کے باوجود اس شبہ میں گرفتار تھے کہ شاید محمد (ﷺ) خدا کے کلام میں بعض اپنی باتیں بھی شامل کردیتے ہوں۔ لفظ ﴿بَعْضَ الْاَقَاوِیْلِ﴾ (بعض باتیں) اس پر شاہد و دال ہے۔ اس امر کو جاننے کے لیے کہ ان آیات میں نہ تو کوئی قاعدہ کلیہ بیان کیا گیا ہے اور نہ ان سے کسی قسم کا استدلال مقصود ہے۔ سورۃ الحاقہ کے آخری رکوع پر جن میں یہ آیات مذکور ہیں، ایک نظر ڈال لینا ضروری ہے تاکہ سیاق و سباق پر غور کرنے کے بعد اس تحریف مطلب کی قلعی کھل جائے، جس کے مرتکب

قادیانی ماؤل اپنے نظریہ کو ثابت کرنے کے لیے ہورہے ہیں:قال اللہ تعالٰی عزاسمہ: ﴿فَلَآ اُقْسِمُ بِمَا تُبْصِرُوْنَ o وَمَا لَا تُبْصِرُوْنَ o اِنَّهٗ لَقَوْلُ رَسُوْلٍ كَرِيْمٍ o وَّمَا هُوَ بِقَوْلِ شَاعِرٍ ط قَلِيْلًا مَّا تُؤْمِنُوْنَ o وَلَا بِقَوْلِ كَاهِنٍ ط قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ o تَنْزِيْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ o وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَ قَاوِيْلِ o لَاَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَ o فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حَاجِزِيْنَ o وَاِنَّهٗ لَتَذْكِرَةٌ لِّلْمُتَّقِيْنَ o وَاِنَّا لَنَعْلَمُ اَنَّ مِنْكُمْ مُّكَذِّبِيْنَ o وَاِنَّهٗ لَحَسْرَةٌ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ o وَاِنَّهٗ لَحَقُّ الْيَقِيْنِ o فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ﴾ ''تو مجھے قسم ان چیزوں کی جنہیں تم دیکھتے ہو اور جنہیں تم نہیں دیکھتے۔ بے شک یہ قرآن ایک کرم والے رسول سے باتیں ہیں اور وہ کسی شاعر کی بات نہیں۔ کتنا کم یقین رکھتے ہو۔ اور نہ کسی کاہن کی بات۔ کتنا کم دھیان کرتے ہو۔ اس نے اتارا ہے جو سارے جہان کا رب ہے اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے ضرور ہم ان سے بقوت بدلہ لیتے۔ پھر ان کی رگ دل کاٹ دیتے پھر تم میں کوئی ان کا بچانے والا نہ ہوتا۔ اور بے شک یہ قرآن ڈر والوں کو نصیحت ہے اور ضرور ہم جانتے ہیں کہ تم میں کچھ جھٹلانے والے ہیں اور بے شک وہ کافروں پر حسرت ہے اور بے شک وہ یقینی حق ہے تو اے محبوب تم اپنے عظمت والے رب کی پاکی بولو''۔

استشہاد کا حقیقی مرجع

ظاہر ہے کہ اس رکوع میں قرآن پاک کے تنزیل من رب العالمین ہونے پر استشہاد و استدلال کے طور پر وہ چیز پیش نہیں کی گئی جو قادیانی مستفسر نے بیان کی ہے، بلکہ اصول کلام ربانی کے مطابق خدائے پاک نے ﴿بِمَا تُبْصِرُوْنَ وَمَالَا تُبْصِرُوْنَ﴾ (جسے تم دیکھ رہے ہو اور جسے تم نہیں دیکھتے) یعنی ساری کائنات اور اس کے مخفی عوامل کی

طرف انسانوں کو توجہ دلائی ہے اور ایمانداری کے ساتھ ان پر غور کرنے کا حکم دیا ہے۔ جس کے بعد اس امر میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ سکتی کہ قرآن خدا کا کلام ہے اور خدائی کلام میں بعض من گھڑت باتیں اپنی طرف سے شامل کرنے اور اس کے نتیجہ میں سزا پانے کے متعلق جو کچھ مذکور ہوا ہے۔ وہ خاص حضرت رسول کریم ﷺ کی ذات اقدس کے متعلق ہے۔ سباق کی عبارت پر غور کرنے کے بعد جب معترض قرآن کے خدائی کلام ہونے کا قائل ہو جاتا ہے اور اس کے دل میں رسول کریم ﷺ کے متعلق یہ شبہ پیدا ہوتا ہے کہ اس امر کی کیا ضمانت ہے کہ پیغمبر خدا ﷺ اپنی طرف سے بعض اقاویل کلام ربانی میں شامل نہیں کرتے تو اسے بتا دیا جاتا ہے کہ اگر رسول کریم جو شروع ہی سے **''صادق الامین''** چلے آ رہے ہیں ایسی جسارت کے مرتکب ہوتے تو خدا انہیں سخت سزا دیتا۔ اس آیت سے کسی طرح یہ معنی نہیں نکالے جا سکتے کہ اس میں تمام رسولوں کے متعلق سنت الٰہی بیان کی گئی ہے، اور خدا پر یکسر افتراء باندھنے والوں کی سزا کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ بیان کر دیا گیا ہے۔

واقعات کی شہادتیں

اپنے پیر و مرشد کی خرافات کو اس آیت کے تحریف کردہ معانی کے بل پر خدائی الہام ثابت کرنے کے لیے مضطرب ہونے والے مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس بات کو وہ اپنے محرف معانی کے بل پر سنت الٰہی قرار دے رہے ہیں تو واقعات اس کی تغلیط کرتے ہیں۔ بنی اسرائیل میں بے شمار جھوٹے نبی پیدا ہوئے۔ جنہوں نے باب نبوت کے وا ہونے کی رخصت سے فائدہ اٹھا کر مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح لوگوں کو دھوکے میں مبتلا کرنے کی کوشش کی، اور خدائے بزرگ و برتر نے ایسی مفتریوں کی رسی دراز کی اور انہیں ڈھیل دی۔ قادیانی مستفسر کو ایسے جھوٹے نبیوں کے حالات معلوم کرنے کا شوق ہو تو کتاب

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدس کا پرانا عہد نامہ پڑھ لے، اس سے معلوم ہو جائے گا کہ خدا کے بعض سچے نبی ابتلاؤں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتے رہے۔ حتیٰ کہ بعض شہید بھی کر دیئے گئے اور اللہ پر افترا باندھنے والوں نے بادشاہوں کے مقرب بن کر زندگی گزاری، بنی اسرائیل کا قصہ جانے دیجئے، خود امت محمدیہ میں مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح اللہ پر افترا باندھنے والے متنبی پیدا ہوئے۔ لیکن بطش ایزدی نے انہیں قادیانی نظریہ کے مطابق سخت پکڑ کرنے کی بجائے اپنی سنت جاریہ کے مطابق مہلت دی۔ جن میں بعض کے نام حسب ذیل ہیں:

ا..... محمد ابن تومرت ساکن جبل سوس۔ جس نے برابر ۲۴ سال اپنی جھوٹی نبوت و مہدویت کا چکر چلایا۔ (فتوحات اسلامیہ بحوالہ تاریخ کامل)

۲،۳..... طریف ابو صبیح و صالح بن طریف جن میں موخر الذکر نئی کتاب کے نزول کا مدعی تھا۔ جس کی چند سورتوں کے نام۔ الدیک۔ الحمر۔ الفیل۔ آدم۔ نوح۔ ہاروت و ماروت۔ ابلیس۔ غرائب الدنیا وغیرہ تھے۔ انہوں نے سلطنت کی بنیاد ڈالی اور ان کے بعد پشتوں تک ان کے خاندان کی سلطنت قائم رہی۔ (ابن خلدون)

پس ثابت ہو گیا کہ: ﴿وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ o لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ o ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ o﴾

میں ذات باری تعالیٰ نے معترضین نبوت کو قائل کرنے کے لیے کوئی قاعدہ کلیہ بیان نہیں فرمایا۔ بلکہ متشککین کا شک دور کرنے کے لیے خود حضور ﷺ کی صداقت پر اپنی طرف سے شہادت بیان کی ہے۔ ظاہر ہے کہ جو لوگ قرآن پاک کو کلام ربانی تسلیم نہیں کرتے ان سے یہ کہنا کہ اگر پیغمبر ﷺ نے بعض باتیں اپنی طرف سے بنالیں تو ہم اس سے یہ سلوک کریں گے، ان کی تسلی کا موجب نہیں ہو سکتا۔ یہ ارشاد ربانی انہیں لوگوں کو تسلی دے

سکتا ہے جو حضور پر نزول وحی کے قائل تو تھے لیکن اس میں ملاوٹ کیے جانے کا شبہ کرتے تھے۔

مرزائیوں سے خطاب

﴿یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ﴾ کے جرم کے مرتکب ہونے والے مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ انہیں اپنے پیشوا کے باطل دعاوی کو برحق ثابت کرنے کی کوششوں میں کیسی کیسی تاویلیں کرنے اور کیسے کیسے مسائل گھڑنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے، اور یہی وہ دجل وتلبیس ہے جس کے دام میں وہ بعض سادہ لوح اشخاص کو پھنسا لیتے ہیں اور قرآن پاک کی آیات کے غلط معنی کر کے ان کے اصلی مطلب کو توڑ مروڑ کر اور انہیں اپنے صحیح محل استعمال سے ہٹا کر لوگوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ یہ دین اسلام کو سمجھنے اور حاصل کرنے کی صورتیں نہیں، بلکہ طرح طرح کی مفسدہ پردازیوں کے دروازے کھول کر اس کی تخریب کے درپے ہونے کی باتیں ہیں۔ اسے اپنی ہوا وہوس کے مطابق بنانے کی کوششیں ہیں۔

میں اس سلسلہ مضمون کی گزشتہ اقساط میں قادیانی متنبی کی تعلیم اور اس کے اقوال کو اسلام کی تعلیم اور قرآن پاک کے نصائص کے مقابل رکھ کر دکھا چکا ہوں کہ قادیانیت اسلام کے ''اصل الاصول'' کی کسوٹی پر پوری نہیں اترتی۔ اس کے پیشوا نے توحید ذات باری تعالیٰ عزاسمہ کے اسلامی تصور کو مسخ کر کے عیسائیوں اور آریوں کی طرح خدائے تعالیٰ کے متعلق مغشوش اور غلط تصور کو پیش کیا۔ نبوت ورسالت کے اسلامی عقیدہ کو پس پشت ڈال کر اس سے استہزا بلکہ اس کی توہین کا مرتکب ہوا۔ جہاد کے احکام پر جو قرآن پاک میں کامل تصریح کے ساتھ مذکور ہوئے ہیں، خط نسخ کھینچنے کی کوشش کی، حج باطل کر دیا، مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور

دیگر شعائر اللہ کی تحقیر کا مرتکب ہوا۔ پھر میں ایک قادیانی مستفسر کے جواب میں اس امر کی تصریح بھی کر چکا ہوں کہ قرآن پاک کے معارف سمجھنے کے لیے دوراز کار تاویلیں کرنا جسے شرعی اصطلاح میں تفسیر بالرائے کہتے ہیں، اسلام سیکھنے کا طریق نہیں بلکہ اس سے دور بھاگنے کے کرتوت ہیں، اور نصائص قرآنی پیش کر کے اتمام حجت پیش کر چکا ہوں کہ حضور سرورکونین ﷺ کی رسالت کے بعد قیامت تک ہر قسم کی نبوت و رسالت کے دعاوی باطل ہیں۔ صحبت امروز میں قادیانی مستفسر کے کھائے ہوئے اس فریب کی قلعی بھی کھول دی گئی۔ جس میں عیار مرزائیوں نے اسے اور اس جیسے دوسرے قادیانیوں کو سورۃ الحاقہ کے آخری رکوع کے غلط معانی بتا کر بہکا رکھا ہے۔ اس کے باوجود اگر حق کی روشنی ان کے قلوب میں سرایت نہیں کرتی تو اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے: ﴿**خَتَمَ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ وَعَلٰى سَمْعِهِمْ وَعَلٰى اَبْصَارِهِمْ غِشَاوَةٌ ط وَّلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ o**﴾ (البقرہ، رکوع۱) ''اللہ نے ان کے دلوں پر ان کے کانوں پر مہر کر دی اور ان کی آنکھوں پر پردے ڈال دیئے اور ان کے لیے عذاب عظیم تیار ہے''۔

قادیانیوں کو واضح ہو کہ وہ ﴿**خَتَمَ اللّٰهُ**﴾ کے معنی ہی سے لفظ ''**خاتم**'' کے معنی کا استنباط کر سکتے ہیں اور جان سکتے ہیں کہ جس چیز پر اللہ اپنی مہر کر دیتا ہے وہ پھر وا نہیں ہوا کرتی۔

اقساط مابعد میں میں ان فریبوں کی رداء چاک کروں گا، جو مرزائے قادیانی نے اپنی مہدویت اور مسیحیت منوانے کے لیے سادہ لوح مرزائیوں کے لیے تیار کر رکھی ہے، اور جس کے دجالی تار و پود کے نیچے مرزائی حضرات سر چھپا کر یہ سمجھ لینے کے عادی ہیں کہ وہ بڑے ہی محفوظ مامن میں بیٹھے ہیں۔ متذکرہ صدر تصریحات کے بعد ان مباحث میں پڑنے کی ضرورت تو نہ تھی لیکن بعض مرزائیوں نے ان کے متعلق استفسارات کیے ہیں۔ لہٰذا

لگے ہاتھوں ان کی توضیح کر دینا بھی ضروری ہے۔ قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ حق کی بینات کے مقابلہ میں تاویلات لا طائل کی تدلیس کے سوا اور کوئی وزنی شے پیش نہیں کر سکتے۔ ﴿وَمِنْهُمْ اُمِّيُّوْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ الْكِتٰبَ اِلَّآ اَمَانِيَّ وَاِنْ هُمْ اِلَّا يَظُنُّوْنَ۝ فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ط فَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا يَكْسِبُوْنَ۝﴾ (البقرہ، رکوع ۹) اور ان میں کچھ جاہل لوگ بھی ہیں جو کتاب کو اپنی ہوا و ہوس کا ذریعہ سمجھنے کے سوا اور کچھ اہمیت نہیں دیتے۔ یہی لوگ ہیں جو محض گمان پر چلتے ہیں۔ پس ان لوگوں پر افسوس جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں۔ پھر کہہ دیتے ہیں کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے تا کہ اس کے معاوضہ میں تھوڑی سی قیمت حاصل کر لیں، پس ان پر افسوس اس کے باعث جو وہ اپنے ہاتھوں لکھتے ہیں اور اس کے لیے بھی افسوس جو وہ (اس کے معاوضہ میں) کمائی کرتے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

عرض حال

جن لوگوں کو روزانہ اخبارات کے کاروبار سے ذرہ بھر بھی واقفیت ہے وہ جانتے ہیں کہ ایک روزنامہ نویس کی مصروفیات کس قدر بڑھی ہوئی اور اس کے اوقات کس طرح بٹے ہوئے ہوتے ہیں۔ لہٰذا اگر محولہ بالا عنوان کے سلسلہ مضامین کی اقساط کی اشاعت کچھ عرصہ کے لیے معرض تعویق اور محل التوا میں پڑی رہی تو راقم الحروف کے مشاغل کی اس بھرمار کو سبب قرار دینے میں قارئین کرام سراسر حق بجانب ہیں۔ جن سے ایک روزنامہ نویس کی زندگی کو ہر وقت دوچار رہنا پڑتا ہے۔ لیکن قادیانیوں نے اس التواء کو اپنے متبنّی کی

کرامت کہنا شروع کر دیا کہ قادیانیت کے کاسئہ سر پر اسلام کا البرز شکن گرز چلانے والے مدیر و مرو بیر کے ہاتھ شل ہو گئے۔ اس کے دماغ کی ساری قوتیں سلب کر لی گئیں، اس کا گرز پاش پاش ہو گیا، اور وہ ''سر پکڑ کر بیٹھنے'' پر مجبور ہو رہا ہے۔ راقم الحروف قادیان کے اخبار ''الفضل'' کی اس قسم کی تعریضات کو متبسم ہو کر ایک گونہ خوش مزگی کے ساتھ پڑھتا رہا، اور ان اثرات کے نتائج کا منتظر رہا جو ان تمہیدی مضامین کی اشاعت سے اطراف و اکناف مملکت میں پیدا ہو رہے تھے۔ یہ امر میری انتہائی خوشی، دل جمعی اور حوصلہ افزائی کا موجب ہے کہ میرے قلم سے نکلے ہوئے ان مضامین نے جہاں قادیانیت کی دنیا میں ایک تہلکہ عظیم برپا کر دیا وہاں مسلمانوں کے ہر طبقہ نے اسے انتہائی پسندیدگی اور مقبولیت کی نگاہ سے دیکھا۔ شعر

ایں سعادت بزورِ بازو نیست تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

قادیانیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ ''اسلام کا البرز شکن گرز'' بفضل ایزدی و فیض سرمدی ان کے دجل و زور کی ایسی سرکوبی کر کے چھوڑے گا کہ پھر اسے سر اٹھانے کی سکت ہی نہ رہے گی، اور ان کی تلبیس حق بالباطل کے پردے اس طرح چاک کر دیئے جائیں گے کہ دیکھنے والی آنکھیں پھر دھوکا نہیں کھائیں گی، اور دین حقہ اسلام میں رخنہ اندازیوں کا وہ طلسم جو قادیانی متنبی اور اس کے متبعین نے عامۃ المسلمین کی علم دین سے بے خبری سے فائدہ اٹھا کر مسیحی حکومت کے ایما اور عیسائی کلیساؤں سے عقد کر کے شروع کر دیا تھا یکسر ٹوٹ کر رہیگا: ﴿يُرِيْدُوْنَ لِيُطْفِئُوْا نُوْرَ اللهِ بِاَفْوَاهِهِمْ وَاللهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ﴾

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

اب میں قادیانی مستفسرین کے ان سوالات کو لیتا ہوں جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی، ان کے "رفع الی السّماء" اور "نزول الی الارض" وغیرہ کے متعلق کیے ہیں۔ ان سوالات میں "الفضل" قادیان کے وہ سوالات بھی شامل ہیں جو اس نے "تثلیثی مسیحیت" کی نمائندگی کرتے ہوئے اس خاکسار سے کیے ہیں، اور جن کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قادیانی متنبّی کی اس خرافات کے لیے جواز کا پہلو پیدا کر کے دکھایا جائے، جو اس نے حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کے متعلق ملحدانہ دریدہ دہنی سے کام لیکر اپنی تصنیفات میں متعدد مقامات پر کی ہے۔ قادیانی مستفسرین کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کے تمام سوالات کا جواب تذکارِ ذیل میں اپنے اپنے موقع پر آ جائے گا، اور حسبِ موقع ان کے سوالوں کا ذکر بھی کر دیا جائے گا۔

مرزا کے دعاوی کی بنیاد

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، زندگی، وفات یا "رفع الی السماء" نزول وغیرہ کے مباحث سے جن پر یہودیوں، عیسائیوں، مسلمانوں، قادیانیوں میں کئی قسم کے جھگڑے رونما ہو چکے ہیں، اور ان مذاہب کے پیرووں کے مختلف فرقوں کے مابین کئی قسم کے اختلافی خیالات موجود ہیں۔ سردست قطع نظر کر کے ہم مرزا غلام احمد قادیانی کے دعاوی کی اساس کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جس پر اس نے اپنے نئے مذہب کی عمارت کھڑی کرنے کی کوشش کی، اور جس کے جواز کے لیے اسے دلیل و برہان کے میدان میں قدم قدم پر ٹھوکر کھا کر بے شمار قلابازیاں کھانے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے دعویٰ کیا کہ قیامت کے نزدیک جس مسیح کے آنے کی خبر مختلف کتب ساوی اور احادیث رسول مقبول ﷺ میں دی گئی ہے، وہ میں ہوں اور میرے سوا ان پیش گوئیوں کے مورد کا مستحق اور کوئی نہیں۔ ازبس کہ کسی دوسری شخصیت کی جگہ دنیا کو دھوکا دینے کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا آسان کام نہ تھا۔ لہٰذا اسے اپنے دعویٰ کی بنیاد انتہا درجہ کے بودے اور لچر استدلال پر رکھنی پڑی، اور وہ مجبور ہو گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو فوت شدہ قرار دے کر ان کے نزول یا ظہور کے امکانات کو مسدود ثابت کر دے تاکہ اخبار کی روشنی میں لوگوں کو کسی دوسرے مسیح کی جستجو پیدا ہو۔ تو وہ طرح طرح کے حیلوں سے کام لے کر اپنی مسیحیت کا اقرار لینے کے درپے ہو جائے، مشکل یہ تھی کہ اخبار مذکورہ میں صاف طور پر اسی عیسیٰ ابن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کے آنے کی خبر دی گئی تھی، جو حضرت رسول کریم ﷺ کے بعثت سے کوئی چھ سو سال پہلے ملک شام کے یہودیوں کی اصلاح کے لیے مبعوث ہوئے تھے، اور جن کی الوہیت کے افسانے تراش تراش کر عیسائیوں نے خدائی دین کی صورت کو مسخ کر دیا تھا۔ اس مشکل کے ارتفاع کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی کو طرح طرح کی حیلہ جوئیوں سے کام لینا پڑا۔ جن کی ایک مثال میں کسی سابقہ قسط میں برسبیل تذکرہ بیان کر چکا ہوں، اور جسے دوبارہ یہاں اس لیے نقل کرتا ہوں کہ قارئین کو یاد آ جائے کہ مرزائے موصوف نے ''ابن مریم'' کہلانے کے لیے کیسی کیسی بیہودہ دلیلوں سے کام لیا، اور تعجب کا مقام یہ ہے کہ اس کے پیرو اسی قسم کے استدلال کو جس کی لغویت **اظہر من الشمس** ہے دلیل آسمانی سمجھتے اور قبول کر لیتے ہیں، مرزا غلام احمد نے لکھا۔

''مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرا دیا گیا، اور آخری کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ الہام مجھے

مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا''۔(کشتی نوح صفحہ ۴۷)

''اس بارہ میں قرآن کریم میں بھی ایک اشارہ ہے اور وہ میرے لیے بطور پیش گوئی کے ہے۔یعنی اللہ تعالیٰ قرآن شریف میں اس امت کے بعض افراد کو مریم سے تشبیہ دیتا ہے،اور پھر کہتا ہے کہ وہ مریم عیسیٰ سے حاملہ ہوگئی،اور سب ظاہر ہے کہ اس امت میں کسی نے بجز میرے اس بات کا دعویٰ نہیں کیا کہ میرا نام خدا نے مریم رکھا،اور پھر اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی ہے،اور خدا کا کلام باطل نہیں۔ضرور ہے کہ اس امت میں کوئی اس کا مصداق ہو،اور خوب غور کر کے دیکھ لو اور دنیا میں تلاش کر لو کہ قرآن شریف کی اس آیت کا بجز میرے کوئی مصداق نہیں،پس یہ پیش گوئی (سورۂ تحریم) میں خاص میرے لیے ہے اور وہ آیت یہ ہے: **﴿وَمَرْيَمَ ابْنَتَ عِمْرَانَ الَّتِيْ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا فَنَفَخْنَا فِيْهِ مِنْ رُّوْحِنَا﴾**(سورۂ مریم)،(حقیقت الوحی صفحہ ۳۳۸)

مرزائے قادیانی کی متذکرہ صدر تحریر زبان حال سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے کہ اس کو گوئندہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم بنت عمران کی آمد کا قائل ہونے کے ساتھ ہی خود مسیح موعود کہلانے کا شائق ہے،اور اس شوق میں وہ یہ بھی نہیں دیکھ سکتا کہ جو الفاظ اس کے منہ سے نکل رہے ہیں ان کی حیثیت فہم عامہ اور عقل سلیم کی روشنی میں کیا ہے؟پس جس شخص کو مسیح موعود کہلانے کا شوق مریم یا مثیل مریم بن کر استعارہ کے رنگ میں خدا کی روح سے حاملہ ہونے اور پھر اس عمل کے نتیجہ کے طور پر خود ہی پیدا ہو کر عیسیٰ یا مسیح کہلانے کی لچر اور پوچ بات کہنے پر آمادہ کر سکتا ہے۔اس کے لیے اپنی مسیحیت کا ڈھول پیٹنے کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات اور قبر وغیرہ کے افسانے تراشنے اور کئی قسم کے اشتباہات پیدا کر کے اپنے دعویٰ کے لیے راستہ صاف کرنے میں کیا تامل ہو سکتا ہے۔لطف یہ ہے کہ مرزا غلام

احمد قادیانی نے اپنے مریم بننے حاملہ ہونے اور اپنے استعاراتی شکم سے خود پیدا ہوکر مثیل عیسٰی بننے پر اپنے دعوٰی کے سوا اور کوئی شہادت پیش نہیں کی، بلکہ صرف یہ کہہ دیا کہ امت محمدیہ میں مثیل مریم بننے کا دعوٰی میرے سوا کسی نے نہیں کیا۔ لہٰذا میں نے حاملہ ہوکر خود اپنے آپ کو جنا اور عیسٰی بن گیا۔ **لاحول و لاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔**

اگر اس قسم کی دور از کار تاویلات گھڑنے کے بجائے جو ماؤں کی کیفیت ذہنی و ساخت دماغی کا پتہ دے رہی ہیں مرزا غلام احمد قادیانی یہ کہہ دیتے کہ قریہ شام کے جس مینار پر حضرت عیسٰی علیہ السلام کے نزول کی خبر دی گئی وہ مینار میری ذات ہے، اور اس میں حضرت عیسٰی علیہ السلام کی روح آسمان چہارم سے اتر کر حلول کر چکی ہے تو متذکرہ صدر تاویل کی بہ نسبت اکثر لوگوں کو زودتر فریب میں مبتلا کر سکتے۔ لیکن وہ جو کہا جاتا ہے کہ عیب کرنے کے لیے ہنر چاہیے۔ اس متنبی کی ذات ہنر سے یکسر خالی تھی.....!!!

ختم نبوت اور نزول مسیح

ان تمہیدی اشارات کے قلمبند کرنے کا مقصد اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ قارئین پر اس حقیقت کو واضح کر دیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی ولادت، حیات، ممات، "**رفع الی السماء**" نزول وظہور وغیرہ کے متعلق جتنے سوالات تثلیثی مسیحیوں کے ساتھ مل کر پیدا کر رکھے ہیں اور جو ناواقف اور کم آگاہ اشخاص کے دماغوں میں طرح طرح کے شکوک وشبہات پیدا کرنے کا موجب بن جاتے ہیں ان سب کی علت اس ناشدنی خواہش میں مضمر ہے کہ کسی طرح مرزائے قادیانی کی مسیحیت کا ڈھونگ کھڑا کیا جائے اقساط مابعد میں ان تمام سوالات کا تجزیہ کر دیا جائے گا جو اس سلسلہ میں لوگوں کو فریب دینے کے لیے خوامخواہ گھڑے گئے ہیں اور دکھا دیا جائے گا

ایک ایسے مسیحیت کو جس کا عقائد اسلامی کی اساس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں، خوامخواہ کی اہمیت دیکر امت محمدیہ ﷺ میں طرح طرح کے فتن کا دروازہ کھول دیا گیا ہے۔ مسلمانوں کو مبدء فیاض سے یہ سرمدی تعلیم مل چکی ہے کہ دین الٰہی اپنی مکمل صورت میں انہیں مل چکا جو تا قیام قیامت زندہ و قائم رہے گا۔ خدا کا کوئی فرستادہ اس دین میں اضافہ کرنے کے لیے نہیں آئے گا، نوع انسانی کو اس مکمل دین تک پہنچانے کے لیے جتنے پیغمبر مبعوث ہونے تھے، ہو چکے، اور ہر ایک نبی نے مخلوق خداوندی کو **من حیث دین** پہلے کی بہ نسبت آگے لے جانے کی خدمت ادا کی۔ اس عقیدہ کے ہوتے ہوئے مسلمانوں پر کسی نئے نبی پر ایمان لانے کی ضرورت کے تمام دروازے مسدود ہو گئے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول، احیا، ظہور کی صورت میں اگر اسے ضروری سمجھ لیا جائے۔ اسلام کے دین کامل کے پیرووں کے معتقدات اساسی پر کوئی زد نہیں پڑتی، اور انہیں مسلمان ہونے کے لیے اس امر کا تسلیم کرنا یا نہ کرنا ضروری نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دنیوی مستقبل کے متعلق کیا عقیدہ رکھیں۔ ان کے لیے ضروری ہے کہ نبوت و رسالت کے کسی نئے دعویٰ دار کو کذاب سمجھیں۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ مسلمان نہیں رہ سکتے۔ خدا کے اسی جلیل القدر پیغمبر یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم علیہا السلام کا قیامت کے نزدیک اس دنیا میں تشریف لانا اس لیے نہیں مانا جا رہا ہے کہ وہ دین اسلام کے کسی نقص کو پورا کرنے کے لیے از سر نو مبعوث ہوں گے۔ کیونکہ دین اسلام تو دین کامل ہے بلکہ ان کی متوقع آمد و تشریف آوری کی غرض و غایت بالکل دوسری ہے جسے میں اپنے موقع پر بالتصریح بیان کروں گا۔ اس موقع پر صرف اتنا عرض کر دینا ضروری ہے کہ جس ''کل'' کو نوع انسانی کی طرف پہنچانے کیلئے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث ہوتے رہے اور اس ''کل'' کی تکمیل کے لیے سابقہ طے شدہ کام پر

اضافہ کرتے رہے اسے پایہ تکمیل تک پہنچانے کا سہرا صرف ایک ہی ذات قدسی کے لیے مختص تھا۔ جب اس وجود قدسی کا ظہور ہو گیا تو اس کے عہد میں کسی سابقہ پیغمبر کا موجود ہونا اس کے "خاتم النبیین" ہونے کی نفی نہیں کرتا۔ البتہ کسی نئے شخص کے نبی ہو کر مبعوث ہونے کی ضرورت اسی وقت قابل تسلیم ہوگی جب دین اسلام کو ناقص اور اس کے الفاظ میں تحریف وتبدیلی یا ان کی گم شدگی کا امکان تسلیم کر لیا جائے۔ اس صورت میں ماننا پڑے گا کہ "خاتم الانبیاء" یعنی وہ نبی جس کی وساطت سے خدا کا دین پایہ تکمیل کو پہنچے اور اللہ کی وہ نعمت جو روز ازل میں نوع انسانی کی نجات کے لیے مقدر ہو چکی تھی اور انبیائے کرام علیہم السلام کی وساطت سے اس تک جزءً جزءً پہنچتی رہی، تمام ہو، ابھی آنے والا ہے۔ اس صورت میں قرآن پاک کے وہ تمام ربانی ارشادات جو ﴿اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا﴾ اور ﴿اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ﴾ کی صورت میں مذکور ہوئے ہیں، غلط ٹھہرتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ اگر حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے عہد تک تمام انبیائے کرام علیہم السلام یا ان کی ایک تعداد کثیر زندہ رہتی تو ان کے لیے اس کے سوا اور کوئی چارہ کار ہی نہ تھا کہ اس دین کو جس کے بعض حصوں کو نوع انسانی کی مختلف اقوام تک پہنچانے کا کام وہ سر انجام دیتے رہے تھے اپنی کامل ومکمل شکل میں پا کر اس کے سامنے سر تسلیم واطاعت جھکا دیتے، اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی امت میں داخل ہو جاتے، جو اس دین کامل کو قبول کرنے اور اسے تا قیام قیامت برقرار رکھنے کی سعادت کے باعث "خیر الامم" کہلانے کی مستحق بنی۔ میں لکھ چکا ہوں کہ قرآن پاک کی آیت: ﴿وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَآ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهٖ وَلَتَنْصُرُنَّهٗ ؕ

https://ataunnabi.blogspot.com/

قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰى ذٰلِكُمْ اِصْرِىْ ط قَالُوْا اَقْرَرْنَا ط قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ ﴾ (آل عمران، رکوع ۹) ''اور یاد کرو جب اللہ نے پیغمبروں سے ان کا عہد لیا جو میں تم کو کتاب اور حکمت دوں پھر تشریف لائے تمہارے پاس وہ رسول کہ تمہاری کتابوں کی تصدیق فرمائے تو تم ضرور اس پر ایمان لانا اور ضرور ضرور اس کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا سب نے عرض کی ہم نے اقرار کیا فرمایا تو ایک دوسرے پر گواہ ہو جاؤ اور میں تمہارے ساتھ گواہوں میں ہوں''۔ اسی مطلب پر شاہد دال ہے۔ اس آیت شریف میں تمام نبیوں کو ایک طرف اور آنے والے رسول کو جس پر ایمان لانے کے لیے میثاق لیا جا رہا ہے ایک طرف رکھا گیا ہے۔ یہ حقیقت توریت اور انجیل کے صحائف پڑھنے کے بعد اور بھی روشن ہو جاتی ہے۔ جن میں جا بجا بنی اسرائیل کے انبیاء علیہم السلام نے آنے والے رسول کی نہ صرف خبر دی ہے بلکہ اپنے آپ پر اس آنے والے کی فضیلت و برتری کا اعتراف بھی کیا ہے، اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی بعثت کا انتظار حضور کی تشریف آوری سے قبل اس قدر شدید تھا کہ قرآن پاک نے ان اہل کتاب کے متعلق جو انتظار کرنے، جاننے، سمجھنے اور پہچاننے کے باوجود حضرت ختمی مرتبت ﷺ پر ایمان لانے میں متذبذب و متامل تھے صاف اعلان کر دیا: ﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنْهُمْ لَيَكْتُمُوْنَ الْحَقَّ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ﴾ (البقرہ) ''جن لوگوں کو ہم نے کتاب دے رکھی ہے وہ (رسول ختمی مرتبت کو) اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن بے شک ان میں کا ایک گروہ حق کو چھپا رہا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت حال سے آگاہ ہے''۔

﴿اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ اَلَّذِيْنَ

خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (انعام) "وہ لوگ جنہیں ہم نے کتاب دے رکھی ہے۔ وہ (رسول آخری کو) اسی طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں، لیکن ان میں سے جن لوگوں نے اپنے آپ کو خسارے میں ڈال رکھا ہے وہ ایمان نہیں لاتے"۔

قادیانیوں کی طرف سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول یا ان کی حیات کو حضور سرورکونین ﷺ کے مرتبہ خاتمیت کی نفی ثابت کرنے کی جتنی کوششیں کی جاتی ہیں، وہ یکسر فضول ہیں۔ لطف یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو تو وہ حضور سرورکونین ﷺ کے مرتبہ خاتمیت کی نفی قرار دے کر لوگوں کو اس عقیدہ سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ لیکن خود امت محمدیہ ﷺ میں نبوت کا "باب وا" رکھ کر حضور کے مرتبہ خاتمیت کے ایسے منکر ہو جاتے ہیں کہ اساس اسلام ہی کو خیر باد کہہ دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں ایک پرانے اور سچے نبی کا زندہ رہنا، آسمان پر اُٹھایا جانا حضرت ختمی مرتبت پر ایمان لانا اور ایک امتی کی حیثیت میں زمین پر نازل ہونا حضور سرورکونین ﷺ کی شان فضیلت کے منافی ہے۔ لیکن مرزائے قادیانی کا دعوائے نبوت کر کے اسلام کو ناقص ٹھہرانا، قرآن پاک کی تکذیب کرنا، اساس دین کو اُڑا دینا اور مرتبہ خاتمیت کا منہ چڑانا حضور کی شان فضیلت کو دوبالا کرنے والا ہے.....!!!

ع بریں عقل و دانش بباید گریست

ایک مابہ النزاع زندگی

اس سے قبل کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت زندگی اور حالات مابعد کے متعلق قرآنِ حکیم کے قولِ فیصل کو بیان کیا جائے۔ ان اختلافات ونزاعات کا بیان کر دینا ضروری

ہے جو اس پیغمبر کے متعلق ظہور اسلام سے قبل یہودیوں اور نصرانیوں اور ان کے مختلف فرقوں کے مابین پائے جاتے تھے، اور آج تک موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ملک شام کے راہ گم کردہ یہودیوں کو راہِ راست پر لانے کے لیے مبعوث ہوئے یہودیوں نے انہیں قبول نہ کیا۔ ان کا خیال یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے سچے نبی نہ تھے۔ ان کی پیدائش بھی آیات الٰہی کا کوئی محیر العقول واقعہ نہ تھی یعنی وہ باپ کے بغیر پیدا نہیں ہوئے۔ ان کی زبانیں حضرت مریم علیہا السلام کی عفت وعصمت پر حملہ آور ہوئیں، اور آج تک ہیں۔ وہ تا حال اس مسیح کی بعثت کے منتظر ہیں۔ جس کی خبر ان کے آسمانی صحیفوں میں موجود ہے۔ مسیح ناصری یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو وہ جھوٹا سمجھتے ہیں، اور یہ یقین رکھتے ہیں کہ ہمارے آبا واجداد نے اسے شام کے رومی حاکم پر دباؤ ڈال کر صلیب دلوادی تھی، جو اس کی زندگی کا خاتمہ کرنے پر منتج ہوئی۔

عیسائی عام طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بے باپ معجز نما طور پر پیدا ہونا تسلیم کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ وہ بچہ جو خدا کی قدرت سے حضرت مریم علیہا السلام کی گود میں آ گیا تھا، خدا کا بیٹا تھا۔ جس نے نوع انسانی کے دردوں اور دکھوں کو دور کرنے کی کوشش کی، لیکن یہودیوں نے اسے نہ مانا، بلکہ صلیب پر لٹکوادیا۔ صلیب دیئے جانے اور دفن ہو جانے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام تیسرے دن پھر زندہ ہو گئے، اور اپنے بعض حواریوں سے ہم کلام ہونے کے بعد بادل پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف چلے گئے، جہاں وہ اپنے باپ یعنی خدائے ذوالجلال کے پاس اس وقت کا انتظار کر رہے ہیں۔ جب انہیں دنیا کی اصلاح کے لیے دوبارہ کرۂ ارضی پر بھیجا جائے گا۔

عیسائیوں کے کئی فرقے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو یوسف نجار کا جائز فرزند قرار

دیتے ہیں۔لیکن یہ کہتے ہیں کہ خدا خود اس شکل میں زمین پر اُتر آیا تھا۔ یہ عقیدہ بالکل ایسا ہی ہے جیسا ہندوؤں میں اوتاروں وغیرہ کے متعلق پایا جاتا ہے، اور جس کی تشریح کرشن کی کتاب گیتا میں موجود ہے، وہ حضرت عیسیٰ کے مصلوب ہونے، وفات پا جانے، دوبارہ زندہ ہونے، آسمان پر اُٹھائے جانے کے عقائد میں دوسرے عیسائیوں سے اتفاق کرتے ہیں۔

عصر حاضر کے عیسائیوں کا ایک گروہ جس پر مادیت کا اثر غالب ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے وجود ہی کا منکر ہو رہا ہے، اور کہتا ہے کہ یہ سب عقائد انسان کے فکری ارتقا کا نتیجہ ہیں۔ ایک گروہ اس امر کا قائل بھی ہے کہ رومی حاکم نے یہودیوں کے پرزور مطالبہ سے متاثر ہو کر انہیں صلیب پر تو لٹکا دیا تھا، لیکن ابھی وہ زندہ ہی تھے کہ خفیہ طور پر صلیب پر سے اُتروالیا۔ کیونکہ وہ دل سے ان کی نیکی اور صداقت کا قائل تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا وجود گرامی اور ان کی زندگی کے حالات ظہور اسلام سے قبل لوگوں میں اس قدر مسئلہ ''مابہ النزاع'' بن چکے تھے کہ سوچنے والوں کے افکار کی پریشانی کا موجب بنے ہوئے تھے۔ آج بھی ان مسائل کے متعلق یہودیوں، عیسائیوں اور خود مسلمانوں میں جتنی بحثیں نظر آ رہی ہیں وہ انہی بحثوں کی صدا ہائے بازگشت ہیں، جو قبل از ظہور اسلام پائی جاتی تھیں۔ قرآن حکیم نے ان عقائد مختلفہ میں سے ان کی تردید کر دی جو خدا کے صحیح دین میں رخنہ اندازی کا موجب ہو رہے تھے، اور یہودیوں اور نصرانیوں کے ان جھگڑوں کا فیصلہ چکا دیا، جو ان کے باہمی سر پھٹول کا موجب بنے ہوئے تھے۔ یہ امر کس قدر افسوس ناک ہے کہ بعض لوگوں نے امت محمدیہ ﷺ کو بھی بعض ایسے مباحث میں الجھانے کی کوششیں شروع کر دیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے متعلق پیدا ہو چکے تھے۔لیکن

اساس عقیدہ اسلام سے کسی قسم کا تعلق نہ رکھتے تھے۔ ایسے لوگوں کی کوششیں اس وقت اور بھی قابلِ افسوس ہو جاتی ہیں جب وہ اپنے معہود ذہنی کے لیے جواز کے پہلو نکالنے کے لیے دین اسلام کے اساسی عقائد میں رخنہ اندازی کا موجب بن جاتے ہیں۔ خدا کے اوتار بن کر زمین پر اترنے، ایک روح کے دوسرے جسم میں حلول کر جانے، نبوت کے دروازے کھولنے اور دین اسلام کے کامل ہونے کے مسلمہ کو معرض بطلان میں ڈالنے کے سراسر ملحدانہ عقائد کی نشر و اشاعت پر کمر باندھ لیتے ہیں۔ قادیانیت کا سارا تار پود انہی موخر الذکر قسم کے لوگوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔ جسے دین اسلام سے دور کا تعلق بھی نہیں۔ اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق کیا گواہی دی ہے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش آیت اللہ تھی

قرآنِ حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق متضاد بیانات کی اس تمام ''افراط تفریط'' کی اصلاح کر دی۔ جن میں یہودی اور عیسائی اور اُن کے مختلف گروہ مبتلا ہو چکے تھے۔ جو لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت پر معترض ہو کر حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دامنِ عصمت کو آلودہ بہ عصیان ظاہر کرنے کے درپے تھے۔ انہیں صاف الفاظ میں بتا دیا گیا کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا واقعہ دراصل یوں ہے: اِذْ قَالَتِ امْرَاَةُ عِمْرَانَ رَبِّ اِنِّیْ نَذَرْتُ لَکَ مَا فِیْ بَطْنِیْ مُحَرَّرًا فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُo فَلَمَّا وَضَعَتْهَا قَالَتْ رَبِّ اِنِّیْ وَضَعْتُهَا اُنْثٰی وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا وَضَعَتْ وَلَیْسَ الذَّکَرُ کَالْاُنْثٰی وَاِنِّیْ سَمَّیْتُهَا مَرْیَمَ وَاِنِّیْ اُعِیْذُهَا بِکَ وَذُرِّیَّتَهَا مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِo فَتَقَبَّلَهَا رَبُّهَا بِقَبُوْلٍ حَسَنٍ وَّاَنْۢبَتَهَا نَبَاتًا حَسَنًا وَّكَفَّلَهَا

زَکَرِیَّا﴾(آل عمران، رکوع ۴) "جب عمران کی بیوی نے کہا اے میرے پروردگار! میں تیرے لیے نذر مانتی ہوں کہ جو بچہ میرے پیٹ میں ہے وہ تیری عبادت کے لیے آزاد کر دیا جائے گا۔ پس تو میری یہ نذر قبول کر بے شک تو سنتا اور جانتا ہے۔ پس جب اس نے بیٹی جنی تو کہا اے میرے پروردگار میں نے بیٹی جنی۔ اللہ بہتر جانتا تھا کہ اس نے کیا جنا (کیونکہ) بیٹا (جو اس کی مراد تھی) اس بیٹی کی طرح نہ ہوتا (اس نے کہا) میں نے اس لڑکی کا نام مریم رکھا، اور میں اس کو اور اس کی اولاد کو **"شیطان رجیم"** سے تیری پناہ دیتی ہوں پس اس کے پروردگار نے اس کی نذر کو اچھی طرح قبول کر لیا اور اس لڑکی کو پروان چڑھایا اور زکریا کو اس کا کفیل مقرر کر دیا"۔

﴿وَاذْکُرْ فِیْ الْکِتٰبِ مَرْیَمَ اِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ اَھْلِھَا مَکَاناً شَرْقِیّاًo فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِھِمْ حِجَاباً فَاَرْسَلْنَا اِلَیْھَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَھَا بَشَراً سَوِیّاًo قَالَتْ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْکَ اِنْ کُنْتَ تَقِیّاًoقَالَ اِنَّمَا اَنَا رَسُوْلُ رَبِّکِ لِاَھَبَ لَکِ غُلٰماً زَکِیّاًo قَالَتْ اَنّٰی یَکُوْنُ لِیْ غُلٰمٌ وَّلَمْ یَمْسَسْنِیْ بَشَرٌ وَّلَمْ اَکُ بَغِیّاًo قَالَ کَذٰلِکِ قَالَ رَبُّکِ ھُوَعَلَیَّ ھَیِّنٌ ج وَلِنَجْعَلَهٗ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَرَحْمَةً مِّنَّا ج وَکَانَ اَمْراً مَّقْضِیّاًoفَحَمَلَتْهُ فَانْتَبَذَتْ بِهٖ مَکَاناً قَصِیّاًo فَاَجَآءَ ھَا الْمَخَاضُ اِلٰی جِذْعِ النَّخْلَةِ ج قَالَتْ یٰلَیْتَنِیْ مِتُّ قَبْلَ ھٰذَا وَکُنْتُ نَسْیاً مَّنْسِیّاًoفَنَادٰھَامِنْ تَحْتِھَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیّاًo وَھُزِّیْ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَباً جَنِیّاًoفَکُلِیْ وَاشْرَبِیْ وَقَرِّیْ عَیْناً فَاِمَّا تَرَیِنَّ مِنَ الْبَشَرِ اَحَداً فَقُوْلِیْ اِنِّیْ نَذَرْتُ لِلرَّحْمٰنِ صَوْماً فَلَنْ اُکَلِّمَ الْیَوْمَ اِنْسِیّاًoفَاَتَتْ بِهٖ قَوْمَھَا تَحْمِلُهٗ ط قَالُوْا یٰمَرْیَمُ لَقَدْ جِئْتِ شَیْئاً فَرِیّاًoیٰٓا اُخْتَ ھٰرُوْنَ مَا کَانَ

اَبُوْکِ امْرَأَ سَوْءٍ وَّمَا کَانَتْ اُمُّکِ بَغِیًّاo فَاَشَارَتْ اِلَیْهِ قَالُوْا کَیْفَ نُکَلِّمُ مَنْ کَانَ فِی الْمَهْدِ صَبِیًّاo قَالَ اِنِّیْ عَبْدُ اللّٰهِ اٰتٰنِیَ الْکِتٰبَ وَجَعَلَنِیْ نَبِیًّاo وَّجَعَلَنِیْ مُبٰرَکًا اَیْنَ مَا کُنْتُ وَاَوْصٰنِیْ بِالصَّلٰوةِ وَالزَّکٰوةِ مَا دُمْتُ حَیًّاo وَّبَرًّا بِوَالِدَتِیْ وَلَمْ یَجْعَلْنِیْ جَبَّارًا شَقِیًّاo وَالسَّلٰمُ عَلَیَّ یَوْمَ وُلِدْتُّ وَیَوْمَ اَمُوْتُ وَیَوْمَ اُبْعَثُ حَیًّاo ذٰلِکَ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ قَوْلَ الْحَقِّ الَّذِیْ فِیْهِ یَمْتَرُوْنَ﴾ (مریم رکوع ۲)

''(اے محمد) قرآن میں مریم کا قصہ بیان کر جب وہ اپنے لوگوں سے الگ ہو کر (ہیکل سے) مشرق کی طرف ایک جگہ پر جا بیٹھی، اور اپنے اور ان کے درمیان اس نے پردہ حائل کر لیا تو ہم نے اس کی طرف اپنی روح کو (حضرت جبرائیل) بھیجا جو اسے صحیح سالم انسان کی شکل میں نظر آیا۔ مریم نے کہا۔ اگر تو خدا سے ڈرنے والا ہے تو میں تجھ سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ اس نے جواب دیا میں تو تیرے پاس تیرے پروردگار کی طرف سے بھیجا ہوا آیا ہوں۔ تاکہ تجھے ایک پاک لڑکا دوں مریم نے جواب دیا کہ مجھے لڑکا کیونکر ہوگا، حالانکہ کسی مرد نے مجھے چھوا تک نہیں اور نہ میں بدکار عورت ہوں۔ فرشتے نے کہا کہ یوں ہی ہوگا کیونکہ تیرا پروردگار کہتا ہے کہ یہ بات میرے لیے آسان ہے (کہ تجھے مس بشر کے بغیر ہی بچہ ہو جائے) تاکہ ہم اس کو نوع بشر کے لیے آیت یعنی نشانی بنائیں، اور اپنی طرف سے رحمت بنائیں، اور یہ بات (بے باپ کے لڑکا ہونا) طے شدہ امر ہے پس وہ لڑکے سے حاملہ ہوگئی اور اس حالت میں ایک دور کے مکان میں چلی گئی، پھر دردِ زہ اسے کھجور کی جڑ کی طرف لے گیا تو وہ کہنے لگی اے کاش میں اس وقت سے پہلے مر جاتی، اور مر مٹ کر بھولی بسری ہو جاتی۔ پھر نیچے کی طرف سے (فرشتے نے) اسے آواز دی کہ تو فکر نہ کر تیرے پروردگار نے تیرے نیچے سرداب رکھا ہے، اور کھجور کی جڑ پکڑ کر اسے اپنی طرف ہلا تجھ پر

https://ataunnabi.blogspot.com/

تازی پکی کھجوریں گریں گی۔ پس کھا اور پی اور اپنی آنکھیں (نومولود کو دیکھ کر) ٹھنڈی کر۔ پس اگر تو کسی بشر کو دیکھے تو کہہ دے کہ میں نے اللہ کی منت کا روزہ رکھا ہے۔ پس میں آج کسی سے کلام نہیں کر سکتی۔ پھر مریم لڑکے کو گود میں لیے ہوئے اپنی قوم کی طرف آئی۔ لوگوں نے کہا اے مریم تو نے یہ کیا غضب کیا اے ہارون کی بہن تیرا باپ بھی بُرا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی۔ پس مریم نے (ان سوالات کے جوابات میں) اپنے لڑکے کی طرف اشارہ کر دیا کہ (اس سے پوچھ لو) انہوں نے کہا یہ پنگھوڑے میں لیٹا ہوا بچہ کس طرح بتائے گا (لیکن) وہ لڑکا بولا میں اللہ کا بندہ ہوں، اس نے مجھے کتاب دی ہے اور نبی بنایا ہے اور جہاں میں رہوں اس نے مجھے برکت والا بنایا ہے اور جب تک میں زندہ رہوں اس نے مجھے نماز پڑھنے اور زکوۃ دینے کا حکم دیا ہے اور اپنی ماں کا تابعدار بنایا ہے۔ اس نے مجھے جبار اور شقی نہیں بنایا۔ سلام ہوا اس دن پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن میں مروں گا، اور جس دن از سرِ نو زندہ کیا جاؤں گا۔ یہ ہے عیسیٰ بن مریم کا صحیح حال یہی بات جس میں وہ جھگڑا کر رہے ہیں"۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا یہ حال اور حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے دامنِ عصمت کی پاکیزگی کی شہادت قرآن حکیم نے سورۂ مریم کے علاوہ اور بہت سے مقامات پر دی ہے، اور صاف طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کو اپنی آیت بنایا اور اس آیت کے ظہور کے لیے حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو دنیا بھر کی عورتوں سے چن لیا۔ سورۂ آل عمران رکوع ۵ میں مذکور ہے: ﴿وَاِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰكِ وَ طَهَّرَكِ وَاصْطَفٰكِ عَلٰى نِسَآءِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ "جب فرشتوں نے کہا اے مریم بیشک اللہ نے تجھے چن لیا اور تجھے پاک کیا اور سارے جہانوں کی

https://ataunnabi.blogspot.com/

عورتوں میں سے تجھے (اس آیت کے لیے) چن لیا''۔

قرآن حکیم کے اس بیان سے یہودیوں کے اس بہتان عظیم کی تکذیب کے ساتھ ساتھ جو وہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عصمت پر لگانے کے عادی ہو چکے تھے بعض عیسائی فرقوں کے اس خیال کی تردید بھی ہو جاتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے جائز فرزند تھے، اور یہ کہ حضرت مریم رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن ہی سے یوسف مذکور کے ساتھ نامزد ہو چکی تھیں۔ اگر حضرت عیسیٰ کی پیدائش میں کوئی ندرت نہ ہوتی تو قرآن پاک اس واقعہ کو بھی ''آیۃ للناس'' قرار نہ دیتا، اور یہ نہ کہتا کہ عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کی ندرت کو جاننا چاہو تو آدم کی پیدائش کے مسئلہ کو سامنے رکھ لو۔ ملاحظہ ہو ارشاد ربانی: ﴿**اِنَّ مَثَلَ عِیْسٰی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ اٰدَمَ خَلَقَہٗ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَہٗ کُنْ فَیَکُوْنُ○اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّکَ فَلَا تَکُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ**﴾ (آل عمران، رکوع ۶) ''بیشک اللہ کے نزدیک عیسیٰ کی پیدائش کی مثال بالکل ایسی ہے جیسی آدم کی پیدائش آدم کو مٹی سے پیدا کیا پھر کہا کہ آدم بن جا، پس وہ آدم بن گیا۔ تیرے پروردگار کی طرف سے یہ حق ہے۔ پس تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو''۔

جو لوگ آدم یعنی نوع بشر کو حیات کے ارتقائی عمل کا نتیجہ مانتے ہیں وہ بھی یہ نہیں بتا سکتے کہ ماء وطین کے درمیان حیات کی اولین صورت جو بعد میں ترقی کر کے حیوانات و انسان کے مدارج تک پہنچی، کس طرح پیدا ہوئی تھی۔ جب حیات کے لیے ایک دفعہ ''ماء وطین'' سے خود بخود ابھر آنے کا امکان تسلیم کرتے ہو تو اس امکان سے تمہاری عقلیں کس طرح انکار کر سکتی ہیں کہ ایک عورت کے شکم میں حیات انسانی اس عمل مروجہ کے بغیر ظہور پذیر ہو گئی، جو تولید و تناسل کے لیے عام ہو چکا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش پر عقل

https://ataunnabi.blogspot.com/

کے اعتبار سے اعتراض کرنے والے لوگوں کا حال یہ ہے کہ اگر دوسروں اور چھ ٹانگوں کے جانور پیدا ہونے یا عورت کے پیٹ سے سانپ یا کسی اور قسم کے جانور کے تولد ہو جانے یا اسی قسم کی کسی اور واردات کے ظاہر ہونے کی خبر سنائی جائے تو (Treak of Nature) (خرق عادت) کہہ کر فوراً باور کر لیتے ہیں۔ لیکن اس امر کو باور کرنے میں انہیں تامل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بے باپ کے پیدا ہو گئے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے واقعہ کو قرآن حکیم نے آیت اللہ ظاہر کیا ہے، اور صاف اور صریح الفاظ میں اعلان کر دیا ہے کہ یہ ولادت بقائے سلسلۂ تناسل کے اس عام طریق کے مطابق نہ تھی، جو اولین آدم کی پیدائش کے بعد اس کی نسل میں مروج ہو چکا ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے واقعات کے متعلق قرآن حکیم نے اس امر کی تصدیق کر دی کہ ان کی زندگی بھی آیات اللہ سے پر تھی۔ ارشاد ربانی ہے: ﴿وَيُعَلِّمُهُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَالتَّوْرٰةَ وَالْاِنْجِيْلَ ۝ وَرَسُوْلًا اِلٰى بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اَنِّيْ قَدْ جِئْتُكُمْ بِاٰيَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ اَنِّيْٓ اَخْلُقُ لَكُمْ مِّنَ الطِّيْنِ كَهَيْـَٔةِ الطَّيْرِ فَاَنْفُخُ فِيْهِ فَيَكُوْنُ طَيْرًا بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُبْرِئُ الْاَكْمَهَ وَالْاَبْرَصَ وَاُحْيِ الْمَوْتٰى بِاِذْنِ اللّٰهِ ج وَاُنَبِّئُكُمْ بِمَا تَاْكُلُوْنَ وَمَا تَدَّخِرُوْنَ فِيْ بُيُوْتِكُمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ (آل عمران، رکوع ۵) ''اللہ اسے کتاب وحکمت اور تورات اور انجیل سکھا دے گا۔ وہ بنی اسرائیل کی طرف خدا کا رسول بن کر آئے گا (اور کہے گا) میں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں۔ میں مٹی کا ایک پتلا

https://ataunnabi.blogspot.com/

پرندے کی شکل کا بناتا ہوں۔ پھر اس میں پھونک مارتا ہوں اور وہ اللہ کے حکم سے (میرے کمال سے نہیں) پرندا بن جاتا ہے اور میں اللہ کے حکم سے مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو تندرست کر دیتا ہوں اور مردے کو جلا دیتا ہوں اور تم جو کھا کر آؤ یا گھروں پر چھوڑ کر آؤ۔ اس کی تمہیں خبر دے دیتا ہوں۔ اگر تم ایمان لانے والے ہو تو (ان امور میں) تمہارے لیے (اللہ کی قدرت کا) نشان ہے''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے آیات الٰہی کے ظہور کا تذکرہ قرآن حکیم میں دوسرے مقامات پر بھی آیا ہے اور پنگھوڑے میں لیٹے لیٹے کلام کرنا اور اپنی ماں کی عصمت کی شہادت دینا اوپر مذکور ہو چکا ہے۔ بعض انسانوں کی حیرت زدہ عقلیں معجزے کو قبول نہیں کرتیں تو نہ کریں۔ لیکن خرق عادت کا ظہور سنن الٰہی میں سے ایک ایسی سنت ہے۔ جس کے مشاہدوں سے نوع انسانی کو بارہا سابقہ پڑ چکا ہے۔ دانش فروشان اسباب ظاہری کو اگر یہ بتایا جائے کہ علم طب اتنا ترقی کر چکا ہے کہ مادر زاد اندھوں اور جذامیوں کا علاج ممکن ہو گیا ہے، تو وہ باور کر لیں گے۔ اگر ان سے یہ کہا جائے گا کہ میڈیکل سائنس کی ترقی کے امکانات مُردوں کو زندہ کرنے کی کامیابی کی طرف اشارہ کر رہے ہیں تو مان لیں گے۔ لیکن اگر ان سے یہ کہا جائے، یہی باتیں معجزہ کے طور پر پہلے بھی ظہور پذیر ہو چکی ہیں تو بول اٹھیں گے کہ یہ بات عقل کے منافی اور غیر ممکن ہے۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کے معجزے نوع انسانی کی ممکنات مضمر کو ظاہر کر کے اس پر علمی ترقیوں کے دروازے کھولنے کی خبر دے رہے ہیں۔ معجزات پر بحث کرنے کا یہ وقت نہیں۔ کبھی موقع ہوا تو اس موضوع پر بھی دیدہ افروز روشنی ڈالی جائے گی۔ اس موقع پر صرف یہی ظاہر کرنا مقصود ہے کہ پروردگار عالم نے عیسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کے لیے اپنی ایک نشانی بنا کر پیدا کیا، اور ان کی زندگی

ان کے لیے خدا کا ایک واضح نشان بنی رہی۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رفع الی السماء

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جسمانی زندگی کے خاتمہ کے متعلق یہود کا یہ دعویٰ تھا کہ انہوں نے رومی حاکم پر زور ڈال کر اسے صلیب پر لٹکوا دیا جہاں وہ جانبر نہ ہو سکا، اور اس کی لاش کو دفن کر دیا گیا۔ عیسائی کہتے ہیں کہ بلاشبہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب دی گئی، اور انہیں مٹی کے نیچے دفن بھی کر دیا گیا۔ لیکن حضرت مسیح علیہ السلام دفن ہونے کے تیسرے روز دوبارہ زندہ ہو کر قبر سے باہر نکل آئے۔ اپنے بعض حواریوں سے ملے اور بادل پر سوار ہو کر آسمانوں کی طرف چلے گئے۔ قرآن حکیم نے ان غلط عقائد کی تصحیح کرتے ہوئے اعلان کیا۔ ﴿بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَیْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلًاO وَبِكُفْرِهِمْ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْیَمَ بُهْتَانًا عَظِیْمًاO وَقَوْلِهِمْ اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِیْحَ عِیْسَى ابْنَ مَرْیَمَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ج وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ ط وَاِنَّ الَّذِیْنَ اخْتَلَفُوْا فِیْهِ لَفِیْ شَكٍّ مِّنْهُ ط مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ عِلْمٍ اِلَّا اتِّبَاعَ الظَّنِّ وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًاO بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِیْزًا حَكِیْمًاO وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَكُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا﴾ (النساء رکوع ۲۲) "حالانکہ اللہ نے ان کے کفر کی وجہ سے ان پر مہر کر دی۔ پس وہ ایمان نہ لائیں گے مگر تھوڑا (ان پر لعنت کی گئی) بسبب ان کے کفر اور ان کے اس قول کے (جس سے) مریم پر بہتان عظیم لگایا، اور بسبب ان کے اس قول کے کہ ہم نے اللہ کے رسول مسیح ابن مریم کو قتل کر دیا حالانکہ (امر واقعہ یہ ہے) کہ نہ انہوں نے اسے قتل کیا اور نہ انہوں نے اسے صلیب دیا۔ لیکن اس امر میں انہیں اشتباہ ہو گیا۔ بے شک وہ لوگ جنہوں نے اس کے بارے میں اختلاف کیا وہ اس کے متعلق شک

میں ہیں، اور ان کے پاس اس (واقعہ کا) کوئی علم نہیں (صرف وہ) ظن و گمان کی پیروی کرتے ہیں (حتمی بات یہ ہے) کہ انہوں نے یقینی طور پر اسے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اسے اللہ نے اپنی طرف اٹھالیا، اور بے شک اللہ زبردست حکمت والا ہے (اور یہ بھی واضح ہو) کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایسا شخص نہیں رہے گا جو اس (حضرت عیسٰی) کی موت سے پہلے اس پر ایمان نہ لے آئے اور قیامت کے دن وہ ان پر گواہ ہوگا''۔

یہی وہ صاف اور صریح ارشاد ربانی ہے جو یہودیوں اور نصرانیوں کے جھگڑوں اور ان کے ظنوں کا فیصلہ کرنے کے لیے بطور حکم فیصل نازل ہوا، اس ارشاد میں پروردگار عالم نے یہودیوں کے اس دعوے کی تکذیب کردی کہ انہیں حضرت عیسٰی علیہ السلام کو قتل کرنے اور صلیب دینے کے معاملہ میں کامیابی حاصل ہوگئی تھی، اور عیسائیوں کے اس ظن کی بھی تغلیط کردی گئی کہ ان کے خداوند کو صلیب دی گئی تھی۔ البتہ اس ارشاد ربانی میں عیسائیوں کے اس بیان کی تصدیق کردی گئی کہ اللہ نے اسے اپنی طرف اُٹھالیا تھا۔

قادیانی ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ سے اپنے حسب دل خواہ یہ معنی نکالنے کے خوگر ہے کہ اس ''**رفع**'' سے وہ رفع روحانی مراد ہے جو ہر انسان پر موت آنے کے بعد وارد ہوتا ہے۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ اگر عیسائیوں کا یہ عقیدہ یعنی حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ''**رفع الی السماء**'' کا عقیدہ صلیب و قتل کے عقیدہ کی طرح غلط اور بے بنیاد ہوتا تو پروردگار عالم کو اس جگہ لفظ ''موت'' کا کوئی مشتق استعمال کرنے سے کوئی عیسائی روکنے والا نہ تھا۔ جہاں قرآن پاک نے یہودیوں کے بے شمار عقائد باطلہ کی تردید و تصحیح نہایت صاف اور واضح الفاظ میں کی ہے۔ وہاں حضرت عیسٰی علیہ السلام کے ''**رفع الی السماء**'' کے عقیدہ کی تغلیط کرتے ہوئے (بشرطیکہ وہ غلط ہوتا) اسے کوئی عار نہیں ہوسکتی تھی۔ جب ہم دیکھتے

ہیں کہ انہی آیات میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لیے موت کا لفظ صاف طور پر استعمال نہیں کیا گیا ہے تو صاف ثابت ہو جاتا ہے کہ ﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ میں ''رفع'' کا لفظ موت کے معنی میں استعمال نہیں ہوا بلکہ اس کے معنی وہ ہی ہیں جو لفظ ''رفع'' سے سیدھی سادی عربی زبان میں مراد لیے جاتے ہیں۔

عیسائیوں کے دیگر معتقدات کی تکذیب

از بس کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا واقعہ ان کی زندگی کے دوسرے امور اور ان کا آسمان پر اُٹھایا جانا ایسے غیر معمولی واقعات تھے جن سے نوع انسانی کو بہت کم واسطہ پڑا تھا، لہٰذا عیسائیوں میں یہ واقعات حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو الوہیت یا ابن الٰہی کے عقائد پیدا کرنے کا موجب بن گئے۔ قرآن حکیم نے جہاں ان کے صحیح عقائد کی تصدیق کی، وہاں ان کے غلط عقائد کی تردید بھی کر دی۔ جن میں سب سے بڑی تردید ان کے صلیب دیئے جانے کے واقعہ کے متعلق ہے۔ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے غیر معمولی اور محیر العقول واقعات سے مرعوب ہو کر انہیں الوہیت کا درجہ دے رہے تھے، اور جسم انسانی میں خدا کے حلول کرنے، نیز حضرت مریم رضی اللہ عنہا پر خدا کی بیوی ہونے اور خدا پر نکاح کرنے کے اتہام باندھ کر ''تثلیث'' کا عقیدہ قائم کرنے کے مرتکب ہو گئے تھے۔ قرآن حکیم نے انہیں اور ان کے ساتھ تمام نوع انسانی کو بتایا کہ یہ محیر العقول واقعات جن سے تم اس قدر مرعوب ہو رہے ہو محض اللہ کے نشان ہیں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے مظہر نہیں۔ خدا وہی خدائے واحد لاشریک ہے۔ عیسائیوں کے ان عقائد کی تردید قرآن پاک نے بڑے زور اور تحدی کے ساتھ کی اور فرمایا: ﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ؕ قُلْ فَمَنْ يَّمْلِكُ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا اِنْ اَرَادَ اَنْ

یُّهْلِكَ الْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَاُمَّهٗ وَمَنْ فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا﴾(المائدہ، رکوع ۳)''بے شک وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہ مسیح ابن مریم ہی تھا (اے محمد) کہہ دے کہ اگر اللہ مسیح ابن مریم ماں اس کی اور جو کوئی بھی زمین میں ہے سب کو ہلاک کرنے پر آ جائے تو اسے کون روک سکتا ہے''۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ط وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ﴾ ط (المائدہ، رکوع ۱۰)''بے شک کافر ہیں وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ تو وہ مسیح ابن مریم ہی تھا۔ حالانکہ مسیح نے تو کہا تھا کہ اے بنی اسرائیل تم (میری نہیں بلکہ) اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا پروردگار ہے''۔

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ ثَلٰثَةٍ ط وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ﴾(المائدہ، رکوع ۱۴)''بے شک وہ لوگ کافر ہوئے جو کہتے ہیں کہ اللہ تین میں کا ایک ہے حقیقت یہ ہے کہ خدائے واحد کے سوا اور کوئی معبود نہیں''۔

﴿مَا الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ج قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ط وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ط كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ﴾(المائدہ، رکوع ۱۰)''مسیح ابن مریم کچھ نہ تھا مگر رسول تھا ایسا ہی جیسے اس سے قبل اور بہت سے رسول ہو گزرے ہیں اور اس کی ماں بڑی ایماندار تھی۔ دونوں کھانا کھایا کرتے تھے''۔

اِنْ هُوَ اِلَّا عَبْدٌ اَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلًا لِّبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ○وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنْكُمْ مَّلٰٓئِكَةً فِي الْاَرْضِ يَخْلُفُوْنَ﴾(الزخرف، رکوع ۶)''وہ (ابن مریم) کچھ نہ تھا مگر بندہ۔ اس پر ہم نے انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے ہم نے اپنی قدرت کا ایک نمونہ بنایا (ہماری قدرت ایسی ہے کہ) اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتہ بنا دیں جو زمین

https://ataunnabi.blogspot.com/

میں تمہاری جگہ رہیں"۔

نوٹ: اس آیت شریفہ میں پروردگار عالم فرماتا ہے کہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش، زندگی اور ان کے "رفع الی السماء" کے واقعات پر تعجب کر کے مرعوب کیوں ہوئے جارہے ہو۔ یہ سب ہماری قدرت کاملہ کے مختلف ظہور ہیں۔ ہم تو اس سے زیادہ حیرت انگیز کام کر کے دکھا سکتے ہیں۔ یعنی تمہیں میں سے تمہارے اخلاف کو فرشتے بنا سکتے ہیں۔ یعنی جو نہ کھائیں نہ پئیں اور عوارض بشری سے بالا ہو کر زندگی بسر کریں۔ پس اگر آج ہمیں کسی انسان کی زندگی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی سے بھی زیادہ محیر العقول نظر آئے تو سچے مسلمان کبھی اس کو الوہیت کا درجہ دینے کے لیے تیار نہ ہوں گے۔ بلکہ یہی سمجھیں گے کہ یہ بھی خدا کی قدرت کاملہ کا ایک مظہر ہے۔ میرے خیال میں یہ آیت نوع انسانی کے ارتقا کی ایک آئندہ منزل کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ جس میں پہنچ کر انسان فرشتہ بن جائیں گے۔ یعنی وہ صفات حاصل کر لیں گے جو فرشتوں کو حاصل ہیں۔

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ الرَّحْمٰنُ وَلَدًا ۝ لَقَدْ جِئْتُمْ شَيْئًا اِدًّا ۝ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْهُ وَتَنْشَقُّ الْاَرْضُ وَتَخِرُّ الْجِبَالُ هَدًّا ۝ اَنْ دَعَوْا لِلرَّحْمٰنِ وَلَدًا ۝ وَمَا يَنْبَغِىْ لِلرَّحْمٰنِ اَنْ يَّتَّخِذَ وَلَدًا ۝ اِنْ كُلُّ مَنْ فِى السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّا اٰتِى الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ (مریم، رکوع ۵) "کہتے ہیں کہ رحمٰن نے بیٹا بنایا (اے کفار) تم نے تو ایسی بات گھڑ لی کہ عجب نہیں آسمان پھٹ پڑیں اور زمین شق ہو جائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو کر گر جائیں، اس لیے کہ انہوں نے خدا کے لیے بیٹا پکارا۔ خدا کی شان اس سے ارفع و اعلیٰ ہے کہ وہ بیٹا بنا لے۔ آسمانوں اور زمین میں جتنے لوگ بھی ہیں سب اس کے سامنے "عبد" یعنی غلام اور ناچیز بندے بن کر آئیں گے"۔

یہ تمام آیات جو اوپر مذکور ہوئیں قرآن پاک میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی کے تذکارکے سلسلہ میں نازل ہوئیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور زندگی کے متعلق جتنی باتیں بھی یہود اور نصاریٰ میں پھیل چکی تھیں ان کی صحت وعدم صحت کا فیصلہ قرآن حکیم نے نہایت صاف اور واضح الفاظ میں کر دیا۔ اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **رفع الی السماء** کا عقیدہ جو عیسائیوں میں مروّج اور عام تھا، غلط یا دین الٰہی کی مسلمات کے خلاف ہوتا، تو قرآن حکیم اس کی اصلاح بھی کر دیتا۔ لیکن قرآن پاک نے عیسائیوں کے ان عقائد کو جو حضرت مریم رضی اللہ عنہا کی **عفت وعصمت**، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت **بلا اب**، ان کی زندگی کے معجزات اور ان کے "**رفع الی السماء**" کے متعلق تھے، برحق قرار دیا، اور ان کے صلیب دیئے جانے، قتل ہوکر دفن ہونے اور ان کی الوہیت کے تمام فسانوں کی تردید کردی اور بتادیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی خواہ عام انسانوں کی زندگیوں کے اسلوب سے کسی قدر مغائر ہی واقع ہوئی ہے۔ لیکن ان کی ہستی اس سے زیادہ نہ تھی کہ وہ دوسرے انسانوں کی طرح خدا کے ایک بندے اور اس کے ویسے ہی رسول تھے جیسے ان سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔ وہ خوارق عادات اور معجزے جو ان کی زندگی میں نظر آرہے ہیں اس سے زیادہ کوئی اور اہمیت نہیں رکھتے کہ وہ خدا کی قدرت کاملہ کے عجائب میں سے اس کا ایک واضح اور بیّن نشان ہیں جو بنی اسرائیل کو حق کی طرف بلانے کے لیے دکھایا گیا۔

قادیانیوں سے ایک سوال

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ کی تفسیر میں رفع کو رفع روحانی سے تعبیر کرنے والے قادیانیوں سے میں پوچھتا ہوں کہ اگر یہود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب پر لٹکانے میں

کامیاب ہو جاتے اور ان کی زندگی کا اختتام وہیں ہو جاتا۔ یعنی ان کی روح ان کے بدن سے الگ ہو جاتی تو کیا اس صورت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح اوپر نہ اُٹھائی جاتی اور وہ یہیں مقید رہتی۔ جس ﴿رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ کو ﴿مَا قَتَلُوْهُ وَ مَا صَلَبُوْهُ﴾ کے بالمقابل لانے کے معنی یہی ہیں کہ جس جسم کو یہودی صلیب پر لٹکانے کے در پے تھے اُسے خدا نے اپنی طرف اُٹھا لیا۔ **"رفع"** کو رفع روحانی پر محمول کر کے مطلب نکالنا ہرگز صحیح نہیں۔ کیونکہ روح کا جسم سے الگ ہونا خواہ وہ قتل، صلیب، مرض یا حادثہ کی وجہ سے ہو، ہر صورت میں روح کے **"رفع"** اور جسم کے سقوط پر منتج ہوتا ہے اور جو لفظ **"توفی و متوفی"** سے موت کے معانی نکالنے کی کوششیں کی جاتی ہیں، وہ بھی مبنی بر اغراض تکلف کا نتیجہ ہیں، کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اس زندگی کے خاتمہ کے لیے جو ان کی **"رفع الی السماء"** سے پہلے گزر چکی ہے لفظ **"توفی"** کا استعمال ہی یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ موت سے کچھ مغائر کیفیت کا نام ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حقیقی وفات کے لیے جو اسلام کے صحیح عقیدہ کے مطابق نزول کے بعد وقوع پذیر ہوگی قرآن حکیم نے **"موت"** کا لفظ استعمال کیا ہے۔ ان الفاظ اور ان کے معانی کی بحث پر قادیانی ماوّل ہمارے علمائے کرام کا کافی وقت ضائع کر چکے ہیں۔ لہٰذا مجھے ان جھگڑوں میں پڑنے کی ضرورت نہیں۔ اپنے استدلال کے لیے میں اسی امر کو مکتفی سمجھتا ہوں کہ قادیانیوں کو دکھا دوں کہ قرآن حکیم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **"رفع الی السماء"** کی صاف اور صریح الفاظ میں تصدیق کرتا ہے، اور اس زندگی کے خاتمہ کے لیے جو اس **"رفع"** کے واقعہ سے پہلے گزر چکی ہے موت کا لفظ استعمال نہیں کرتا بلکہ **"توفی"** کو مشتق استعمال کرتا ہے۔ جس کے معنی پورا ہونے کے ہیں۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں

﴿بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ﴾ کے معانی کو رفع جسمانی پر محمول کرنے پر معترضین کا سب سے بڑا اعتراض یہ ہے کہ ایسا کبھی نہیں ہوا اور ایسا ہونا ممکنات سے نہیں۔ لیکن قدرت خداوندی کی ممکنات کا فیصلہ کرنا میرا اور آپ کا کام نہیں، ہماری عقلیں تو ان ممکنات مضمر کا اندازہ بھی نہیں لگا سکتیں، جو خدائے قدوس وجلیل نے انسان کے اندر ودیعت کر رکھی ہیں اور جن کی طرف نوع انسانی بڑی سرعت رفتار کے ساتھ گامزن ہے۔ اگر قرآن پاک کو کلام ربانی سمجھتے ہو تو جان لو کہ اس کے واضح اور بین بیانات کو اپنی رائے کے تابع بنانا ملحدوں کا کام ہے مسلمان کا کام یہی ہے کہ اسے من وعن قبول کرلے اور اس کی روشنی میں اپنی عقل کو چلانے کی کوشش کرے تاکہ منزل مقصود سے نزدیک تر ہوتا چلا جائے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے **"رفع الی السماء"** کے بعد ان پر کیا گزری۔ اس کا جواب قرآن پاک نے اس سے اگلی آیت میں دیا ہے جو اس کے بالکل متصل آئی ہے۔ ارشاد ہوا ہے: **﴿وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا﴾** (النساء:۲۲)

"اہل کتاب میں سے کوئی لازمی طور پر اس (حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر) کی موت سے پہلے ایمان لائے بغیر نہیں رہے گا اور قیامت کے دن وہ (حضرت عیسیٰ علیہ السلام) ان پر گواہ ہوں گے (کہ ہاں یہ ایمان لے آئے تھے)"

اس آیت شریفہ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مستقبل کے متعلق حسب ذیل امور واضح ہو جاتے ہیں۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

۱.....ان کا ''رفع الی اللہ'' موت کے مترادف نہ تھا۔

۲.....ان کے لیے موت کا وقت معین ہے۔یعنی اس ''رفع'' ہی پر اس دنیا سے ان کا چھٹکارا نہیں ہوا۔

۳.....ان کے مرنے سے پہلے تمام اہل کتاب کا ان پر ایمان لانا ضروری ہے۔

۴.....حضرت عیسیٰ علیہ السلام اہل کتاب کے ایمان لانے کے واقعہ کی شہادت قیامت کے روز بارگاہ ذوالجلال میں پیش کریں گے اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ یہ واقعہ ان کی زندگی میں ان کی آنکھوں کے سامنے وقوع پذیر ہو۔

اب دیکھنا چاہیے کہ آیا اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لاچکے ہیں؟ اس سوال کا جواب نفی میں ہے۔ یہود آج تک انہیں جھوٹا نبی قرار دے رہے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے آباؤاجداد نے انہیں صلیب دلوادی تھی۔ عیسائی آج تک انہیں مصلوب قرار دے کر اور ''اللہ، ابن اللہ، ثالث ثلاثۃ'' کہہ کر ان کی رسالت کے منکر ہیں۔ صرف مسلمان ہی ایک ایسی قوم ہیں جو دیگر انبیائے کرام کے ساتھ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی خدا کا نبی برحق سمجھتی ہے، یعنی ان پر ایمان لاچکی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ابھی وقت نہیں آیا جس کے متعلق خدائے پاک نے متذکرہ صدر آیت میں اشارہ کیا ہے۔ یعنی ابھی اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان نہیں لائے۔ چونکہ ان کا ایمان لانا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے ساتھ مشروط کردیا گیا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی زندہ ہیں ﴿لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ﴾ کی طرف سورۂ آل عمران، ع ۶ کی اس آیت میں بھی ارشاد موجود ہے: ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسٰۤى اِنِّىْ مُتَوَفِّيْكَ وَرَافِعُكَ اِلَىَّ وَمُطَهِّرُكَ مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْكَ فَوْقَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ

https://ataunnabi.blogspot.com/

ج ﴿ثُمَّ اِلَیَّ مَرۡجِعُکُمۡ فَاَحۡکُمُ بَیۡنَکُمۡ فِیۡمَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ﴾ ''جب خدا نے فرمایا اے عیسیٰ میں تیرا عہد پورا کروں گا اور تجھے اپنی طرف اُٹھا لوں گا اور تجھے ان لوگوں کے (الزامات اور شرارتوں سے) پاک کروں گا۔ جنہوں نے کفر کیا اور جن لوگوں نے تیری پیروی کی ان کو کفر کرنے والوں پر قیامت کے دن تک غالب رکھوں گا۔ پھر تم سب میری طرف لوٹ آؤ گے اور میں ان امور میں جن میں تم اختلاف کر رہے تھے فیصلہ کردوں گا''۔

﴿مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا﴾ کی آیت اپنے منہ سے بول رہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق جتنے بہتان بھی تراشے جا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ان سب سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ذات کو پاک کر کے دکھائے گا اور یہ اسی صورت میں ہوسکتا ہے کہ قتل اور صلیب کے ذریعے موت کا الزام دینے والے یا مرزائے قادیانی کے متبعین کی طرح طبعی موت وارد ہو چکنے کا بہتان لگانے والے یا ان کو الوہیت کا درجہ دینے والے لوگوں پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ظاہر ہو کر اتمام حجت کردیں۔ جب ﴿مُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا﴾ کو ﴿لَیُؤۡمِنَنَّ بِہٖ قَبۡلَ مَوۡتِہٖ﴾ کے ساتھ رکھ کر حقیقت حال کو جاننے کی کوشش کی جائے تو حضرت عیسیٰ کے ''ظہور ثانی'' کا مقصد بالکل واضح ہو جاتا ہے اور اس امر میں شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے پر ''سورۂ آل عمران'' کی وہ ''میثاق النبیین'' والی آیت بھی گواہی دے رہی ہے۔ اس امر میں تمام مفسرین کا اتفاق ہے کہ سورۂ آل عمران کا حصہ غالب عیسائیوں کو دین اسلام کی تبلیغ کرنے کے متعلق ہے۔ اسی سورۃ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا تذکرہ اور عیسائیوں کے عقائد کا تذکرہ زیادہ وضاحت سے پایا جاتا ہے اور اسی تذکار کے سلسلہ میں ''میثاق'' والی آیت مذکور ہوئی ہے۔ جس میں عیسائیوں کو

بتایا گیا ہے کہ ''حضور ختم المرسلین'' سے پہلے جتنے انبیائے کرام علیہم السلام گزر چکے ہیں ان سب سے اس امر کا عہد لیا جا چکا ہے کہ اگر وہ اور (ان کی امتوں کے افراد) اپنی زندگی میں حضور سرور کائنات ﷺ کو پالیں گے تو حضور پر ایمان لائیں گے اور حضور کی مدد کریں گے۔ ظاہر ہے کہ یہ آیت عیسائیوں کے اس شبہ کو دور کرنے کے لیے نازل ہوئی کہ جب ہمارا خداوند زندہ ہے تو ہمیں کسی نبی پر ایمان لانے کی کیا ضرورت ہے؟ انہیں بتایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود حضرت رسول اکرم ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اگر مرسلین سابقین علیہم السلام میں سے کوئی نبی حضور سرور کائنات ﷺ کے زمانہ تک زندہ نہ رہتے اور ان پر ایمان لا کر ان کی مدد نہ کرتے تو خدائے جلیل کے اس فرمان کی جو میثاق والی آیت میں مذکور ہوا۔ اس دنیا میں عملی تصدیق کا سامان کیا تھا۔ حضرت ایزد متعال جل جلالہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جو زندہ رکھا ہے تو اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ عملی طور پر انبیائے کرام علیہم السلام کے اس میثاق کی تصدیق ہو جائے جو ان سے خدا نے ان سب کی رسالتوں اور کتابوں کے مصدق رسول خاتم الانبیاء وافضل المرسلین (بِاَبِیْ هُوَ وَاُمِّیْ) پر ایمان لانے اور اس کی مدد کرنے کے لیے لے رکھا تھا۔ یاد رہے کہ جب تک قرآن پاک کے بیان کردہ حقائق کا شوشہ عملی طور پر منکشف اور وارد ہو کر نوع بشر پر اتمام حجت نہیں کر لے گا، اس وقت تک قیامت نہیں آ سکتی۔ میرا عقیدہ ہے کہ ماضی اور مستقبل کے متعلق جتنی باتیں قرآن حکیم میں مذکور ہوئی ہیں۔ ان کی حقیقت اور واقعیت قیامت سے پہلے پہلے نوع بشر پر آئینے کی طرح روشن ہو کر رہے گی اور قیامت ان لوگوں پر آئے گی جو حجت کامل کا اتمام ہو چکنے کے باوجود محض اپنی رعونتوں کے باعث خدا کے دین کے منکر ہو جائیں گے۔ کیا ان نصائص واضح کے علی الرغم کسی شخص کو جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے، یہ کہنے کی جرأت

ہوسکتی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ نہیں بلکہ کسی نہ کسی طریق سے کسی نہ کسی مقام پر فوت ہو چکے ہیں۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کہاں ہیں؟

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق یہ جان لینے کے بعد کہ وہ زندہ ہیں، سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کہاں ہیں؟ قرآن پاک میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ نے انہیں اپنی طرف اُٹھا لیا۔ ایک مسلمان کے لیے اس نص صریح کے بعد اس کے معانی کے تعمق میں جانے کی ضرورت نہیں کہ خدا نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو جسم وروح کی اس مجموعی حیثیت سے جس میں انہوں نے اپنی زندگی کے حسب روایت انجیل ۳۳ سال اس کرۂ ارضی پر بسر کیے اُٹھا کر کہاں رکھا؟ خدائے قدیر کی کائنات بہت وسیع ہے۔ اس کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ارض کے سوا عوالم سماوی میں کوئی مسکن دے دینا چنداں مشکل امر نہیں۔ انسان اپنی علمی کاوشوں میں ترقی کر کے آج اس نقطہ پر پہنچ چکا ہے کہ وہ ان اجرام فلکیہ کے متعلق جو کائنات کی لامتناہی فضا میں کرۂ ارضی کی طرح تیر رہے ہیں، کچھ کچھ معلومات حاصل کرنے لگا ہے اور اسے معلوم ہو رہا ہے کہ یہ اجرام فلکی بھی ارض سے مختلف نہیں۔ بعض اس وقت ایسی حالت میں ہیں جو ارض پر کروڑوں سال پہلے گزر چکی ہے۔ بعض ایسی حالت میں ہیں جو کروڑوں سالوں کے بعد زمین پر وارد ہو کر رہے گی۔ بعض ارضی حالت کے اس قدر قریب ہیں اور اس سے اسی قدر مماثل ہیں کہ ان کی فضاؤں میں نباتی اور حیوانی زندگی کو تربیت کرنے کی صلاحیتیں رکھنے کا امکان تسلیم کیا جا رہا ہے۔ اگر ان علمی تحقیقاتوں سے جو ابھی ۲x۲=۴ کے مطابق واقعیت کی حیثیت حاصل نہیں ہوئی قطع نظر کر لیا جائے تو بھی

https://ataunnabi.blogspot.com/

مسلمان کے لیے یہ ماننا ضروری ہے کہ اجرام فلکی میں سے بعض کی کیفیات ارض کے مماثل ہیں اور کائنات میں ارض کے علاوہ اور بھی بہت سے عوالم موجود ہیں، جن میں نباتات، حیوانات بلکہ حیات باشعور کی کوئی نہ کوئی ترقی یافتہ شکل آباد ہے۔ اس حقیقت کو قرآن حکیم نے جا بجا بیان کیا ہے۔ چند آیات مثال کے طور پر ذیل میں درج کی جاتی ہیں: ﴿وَمِنْ اٰیٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَثَّ فِیْهِمَا مِنْ دَآبَّةٍ ؕ وَهُوَ عَلٰی جَمْعِهِمْ اِذَا یَشَآءُ قَدِیْرٌ﴾ (الشوریٰ، رکوع ۳) ''اور اس کی نشانیوں میں سے اجرام فلکی اور زمین کا نیز جانداروں کا جو ان میں نشو ونما پا کر پھیل چکے ہیں، پیدا کرنا بھی ہے اور وہ ان سب کو یک جا کرنے پر جب چاہے قادر ہے''۔

﴿تُسَبِّحُ لَهُ السَّمٰوٰتُ السَّبْعُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهِنَّ﴾ (بنی اسرائیل، رکوع ۵)

''سات آسمان اور زمین اور جو ذی شعور ہستیاں ان میں ہیں سب اس کی تسبیح کرتے ہیں''۔

﴿وَرَبُّكَ اَعْلَمُ بِمَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ (بنی اسرائیل، رکوع ۶) ''اور تیرا پروردگار ان سے جو آسمانوں اور زمین میں ہیں زیادہ باخبر ہے''۔

﴿مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ کی ترکیب قرآن پاک میں جا بجا آئی ہے اور ''من'' کی ضمیر عربی زبان میں عام طور پر ذی شعور جاندار ہستی کے لیے استعمال ہوتی ہے۔ پس اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام ''رفع'' کے بعد کسی ایسے سیارے میں پہنچ گئے ہوں جس کی کیفیات ارض کی کیفیتوں سے متماثل ہیں تو وہاں پر جسم و روح کے اتحاد کے ساتھ زندہ رہنا ایک غیر اغلب امر نہیں، بلکہ عین ممکن ہے۔ یہ کہنا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کسی دوسرے سیارے پر پہنچانے کے اسباب عالم مادی میں کیا تھے؟ کوئی ایسا مسئلہ نہیں جس کے پیچھے انسان کو سرگرداں ہونا پڑے اگر آج انسان کی عقلیں اسے اور اس جیسے دوسرے معجزات کو

سمجھنے سے قاصر ہیں تو ہوا کریں، ایک وقت آئے گا جب نوع انسانی پر یہ سارے اسرار منکشف ہو جائیں گے۔ قرآن حکیم کے بیان کردہ ان حقائق کو جن کے سمجھنے سے ابھی تک انسان کی محدود عقلیں قاصر ہیں، تسلیم نہ کرنا ایک کھلا ہوا الحاد ہے۔ فرد مسلم و مرد مومن کا فرض یہ ہے کہ قدرت خداوندی کے مظاہر کو اپنے علم وفہم کے مطابق سمجھنے کی کوشش جاری رکھے اور جو باتیں اس کی سمجھ میں نہ آئیں اپنے قصور فہم کا اعتراف کرتے ہوئے قبول کرلے اور جان لے کہ **"اعلم و خبیر"** صرف خدا کی ذات ہے۔ ﴿**وَمَا اُوْتِیْتُمْ مِّنَ الْعِلْمِ اِلَّا قَلِیْلاً**﴾

حضرت عیسیٰ کا نزول اور اس کی غرض و غایت

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت اور زندگی کو قرآن حکیم نے جا بجا آیت اللہ سے تعبیر کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس زندگی کے محیر العقول واقعات جو نوع انسانی کے عام طریق سے بظاہر مختلف و متغائر نظر آتے ہیں، محض اس لیے ہیں کہ انسان ان میں خدائے لا یزال کی قدرتوں کا مطالعہ کرے اور جان لے کہ اس کی قدرت کاملہ سے بڑی سے بڑی حیرت زا واردات کا ظہور بھی بعید از قیاس امر نہیں۔ میں لکھ چکا ہوں کہ قرآن حکیم نے عیسائیوں کے اس عقیدہ کی تکذیب و تغلیط کی ہے جو انہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کے محیر العقول واقعات کی بنا پر ان کی الوہیت کے متعلق قائم کیا تھا۔ قرآن پاک نے نوع انسانی کو بتایا کہ جن عجیب مظاہر پر تم حیرت زدہ اور خوف زدہ ہو کر اپنی عبدیت کی گردنیں غیر اللہ کے آگے جھکانے پر آمادہ ہو رہے ہو وہ مظاہر سولہ آنے صحیح ہیں لیکن یہ سب آیات اللہ ہیں، اللہ نہیں۔ اس کی قدرت کاملہ کے ظہور ہیں جن کو ضرورت سے زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے بلکہ ان کی ندرت کو عرفان کبریائی سے قریب تر جانے کا ایک وسیلہ سمجھنا چاہیے۔

قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "رفع ونزول" کے متعلق عیسائیوں کے عقیدہ کی تکذیب نہیں کی بلکہ اس عقیدہ کی تغلیط کی جو اس "رفع" اور متوقع نزول کی بدولت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کے متعلق ان میں پیدا ہو گیا تھا۔

اب دیکھنا چاہیے کہ عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "رفع و نزول" کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ قرآن حکیم ان کے بیان کے کس حصہ کی تردید کرتا ہے اور کسے صحیح قرار دے کر امر واقعہ کے طور پر تسلیم کر رہا ہے۔ متی کی انجیل، باب ۲۴ میں مذکور ہے۔

"اور جب وہ زیتون کے درخت پر بیٹھا تھا تو اس کے شاگرد الگ اس کے پاس آ کر بولے۔ ہمیں بتا کہ یہ باتیں کب ہوں گی اور تیرے آنے اور دنیا کے آخر ہونے کا نشان کیا ہوگا۔ یسوع نے جواب میں ان سے کہا کہ خبردار کوئی تمہیں گمراہ نہ کر دے۔ کیونکہ بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیاں اور لڑائیوں کی افواہ سنو گے۔ خبردار گھبرا نہ جانا۔ کیونکہ ان باتوں کا واقع ہونا ضرور ہے۔ لیکن اس وقت خاتمہ نہ ہوگا۔ کیونکہ قوم پر قوم اور بادشاہت پر بادشاہت چڑھائی کرے گی اور جگہ جگہ کال پڑیں گے۔ لیکن یہ سب باتیں مصیبتوں کا شروع ہی ہوں گی اس وقت لوگ تمہیں تکلیف دینے کے لیے پکڑوائیں گے اور ایک دوسرے سے عداوت رکھیں گے اور بہت سے جھوٹے نبی اٹھ کھڑے ہوں گے اور بہتیروں کو گمراہ کریں گے اور بے دینی کے بڑھ جانے کے سبب بہتیروں کی محبت ٹھنڈی پڑ جائے گی، مگر جو آخر تک برداشت کرے گا وہ نجات پائے گا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دنیا میں ہوگی۔ تاکہ سب قوموں کے لیے گواہی ہو اور اس وقت خاتمہ ہوگا۔

پس جب تم اس اجاڑنے والی مکروہ چیز کو جس کا ذکر دانیال نبی کی معرفت ہوا

https://ataunnabi.blogspot.com/

مقدس مقام میں کھڑا ہوا دیکھو تو جو یہودیہ میں ہوں وہ پہاڑوں پر بھاگ جائیں جو کوٹھے پر ہو وہ اپنے گھر کا اسباب لینے کو نیچے نہ اُترے اور جو کھیت میں ہو وہ اپنا کپڑا لینے کو پیچھے نہ لوٹے۔ مگر ان پر افسوس ہے جو ان دنوں میں حاملہ ہوں اور جو دودھ پلاتی ہوں۔ پس دعا مانگو کہ تمہیں جاڑوں میں یا سبت کے دن بھاگنا نہ پڑے۔ کیونکہ اس وقت ایسی بڑی مصیبت ہوگی کہ دنیا کے شروع سے نہ اب تک ہوئی ہے، نہ ہوگی اور اگر وہ دن گھٹائے نہ جاتے تو کوئی بشر نہ بچتا۔ مگر برگزیدوں کی خاطر وہ دن گھٹائے جائیں گے۔ اس وقت اگر کوئی تم سے کہے کہ دیکھو مسیح یہاں ہے یا وہاں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جھوٹے مسیح اور جھوٹے نبی اُٹھ کھڑے ہوں گے اور ایسے بڑے نشان اور عجیب کام دکھائیں گے اگر ممکن ہو تو برگزیدوں کو بھی گمراہ کر لیں، دیکھو میں نے تم سے کہہ دیا ہے۔ پس اگر تم سے کہیں کہ دیکھو وہ بیابان میں ہے تو باہر نہ جانا دیکھو وہ کوٹھریوں میں ہے تو یقین نہ کرنا۔ کیونکہ جیسے بجلی پورب سے کوند کر پچھم تک دکھائی دیتی ہے ویسے ہی ابن آدم کا آنا ہوگا۔ جہاں مردار ہے وہاں گدھ جمع ہو جائیں گے۔

اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہو جائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے اور آسمانوں کی قوتیں ہلائی جائیں گی اور اس وقت ابن آدم کا نشان آسمان پر دکھائی دے گا و اراس وقت زمین کی ساری قومیں چھاتی پیٹیں گی اور ابن آدم کو بڑی قدرت اور جلال کے ساتھ آسمان کے بادلوں پر آتے دیکھیں گی اور وہ نرسنگے کی بڑی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا اور وہ اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔

بعض دوسری اناجیل میں بھی اسی قسم کے بیانات آئے ہیں جن سے ظاہر ہوتا

ہے کہ آثار قیامت اور نوع انسانی کی موجودگی کے خاتمہ کی علامات کے سلسلہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ''اپنی آمد ثانی'' کا بھی ذکر کیا ہے اور ساتھ ہی جھوٹے نبیوں اور دجال مسیحوں سے بچنے اور ان کے دھوکے سے محتاط رہنے کی تاکید بھی کر دی ہے۔ نیز بتا دیا ہے کہ ان کی آمد معمولی واقعہ نہ ہوگی۔ بلکہ جس طرح مشرق سے مغرب کی طرف کوندنے والی بجلی کو دیکھنے والی آنکھیں دیکھتی اور پہچانتی ہیں۔ اس طرح انسان کی نگاہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کو دیکھیں گی اور پہچان لیں گی۔

قرآن حکیم نے اناجیل کے اس بیان کی کہیں تغلیط نہیں کی، بلکہ انہیں صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی **علامة من علامات القيامة** تسلیم کیا ہے۔

''سورۃ الزخرف'' رکوع ۲ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے حضرت باری تعالیٰ عزاسمہ کہتا ہے: ﴿**إِنْ هُوَ إِلَّا عَبْدٌ أَنْعَمْنَا عَلَيْهِ وَجَعَلْنٰهُ مَثَلاً لِّبَنِيْ إِسْرَآئِيْلَ o وَلَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَا مِنكُم مَّلٰٓئِكَةً فِي الْأَرْضِ يَخْلُفُوْنَ o وَإِنَّهُ لَعِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ فَلَا تَمْتَرُنَّ بِهَا وَاتَّبِعُوْنِ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ o وَلَا يَصُدَّنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ ج إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ o**﴾ ''(پس) وہ تو ہمارا ایک بندہ تھا جس پر ہم نے اپنا انعام کیا اور اسے بنی اسرائیل کے لیے اپنی قدرت کا نمونہ بنایا، (تم اس زندگی کے محیر العقول حالات پر حیران کیوں ہوتے ہو۔ ہماری قدرت تو وہ ہے) کہ اگر ہم چاہیں تو تم میں سے فرشتے پیدا کر دیں جو زمین میں تمہارے وارث بن جائیں۔ اور وہ (عیسیٰ علیہ السلام) **البتہ الساعة** (قیامت) کے لیے (بمنزلہ) علم کے ہے، (جو تمہیں دیا جائے گا) پس تم قیامت کے آنے میں شک نہ کرو اور میری (محمد ﷺ کی) پیروی کرو۔ یہی صراط مستقیم ہے، (دیکھنا کہیں) شیطان تمہیں اس راستے سے گمراہ نہ کر دے۔ بیشک وہ تمہارا کھلا ہوا دشمن ہے''۔

پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُٹھانے اور زندہ رکھنے کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ انہیں قیامت کے قرب اس ساعت کے آنے کے نشان کے طور پر نوع انسانی کے سامنے پیش کیا جائے۔ جس کی خبر تمام انبیائے کرام نے اپنے صحائف میں دی ہے اور جس کے متعلق قرآن پاک میں جابجا تذکرے موجود ہیں، آثارِ قیامت اور بھی بہت سے قرآن پاک میں مذکور ہوئے ہیں جو تمام کے تمام بڑے ہی حیرت افزا ہیں۔ تاہم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا غائب ہو کر صدیوں کے بعد نوع انسانی پر نمودار ہو جانا ایسا واقعہ ہوگا۔ جس کے ظہور کے بعد قرآن کے ماننے والوں کو قیامت کے نزدیک آ جانے کا کلی طور پر یقین ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی حیثیت از روئے قرآن کریم **''علم للساعۃ''** یعنی علامت ظہور قیامت سے زیادہ نہیں اور اناجیل کا دعویٰ بھی صرف اسی قدر ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی آمد ثانی کو قیامت کی خبر کے طور پر بیان فرمایا تھا۔ پس ایمانی حیثیت سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا انتظام اور انہیں ایک نئے پیغمبر کی حیثیت سے جو گمراہوں کو راہ راست پر لانے کے لیے مبعوث ہوا ہو، قبول کرنے کا لزوم اسلام کی اساس سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ قرآن ہمیں صرف اتنا بتاتا ہے کہ قیامت کے قریب قیامت کی علامت کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام زمین پر نازل ہوں گے اور یہ علامت اسی صورت میں علامت کہلائی جا سکے گی، جب نوع انسانی جان لے گی کہ نازل ہونے والی شخصیت وہی ہے جو صدہا سال پیشتر فلسطین میں باپ کے بغیر پیدا ہوئی تھی اور جسے دشمنوں کے نرغہ سے بچا کر آسمانوں کی طرف اُٹھا لیا گیا تھا۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اس وقت کسی قسم کا مابہ النزاع مسئلہ نہیں رہے گی بلکہ ان کے موافق و مخالف سب جان لیں گے کہ یہ وہی ابن مریم ہیں جو زندگی کا کچھ عرصہ پہلے اس کرۂ ارضی پر بسر کر چکے ہیں۔ اس

علامت کے ظہور کے بعد جو لوگ حق کی طرف رجوع کر لیں گے۔ وہ ''ناجی'' ہوں گی اور جو اپنے کفر وطغیان پر مصر رہیں گے، ان پر قیامت آ جائے گی۔

آیت کے ظہور کا وقت

کہا جائے گا کہ خدائے بزرگ و برتر نے اس قسم کی واضح آیت کے ظہور کا وقت قرب قیامت کیوں مقرر کیا۔ اس وقت سے پہلے آنے والے انسانوں کو اس قسم کا کوئی واضح اور بین نشان کیوں نہ دیا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ قیامت کے نزدیک زمانہ کے حالات سے ایسے دگرگوں ہو جائیں گے کہ اس وقت اس قسم کے بیّن نشان کے ظہور کی اشد ضرورت پیش آ جائے گی۔ مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ کرنے والے اشخاص جن کو کئی قسم کی طاقتیں حاصل ہوں گی، ظاہر ہونے لگیں گے جو نوع انسانی کے لیے زبردست فتنہ کا موجب بن جائیں گے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ظاہر ہو کر ان سب کے قصوں کو پاک کر دیں گے خدا کی آیتیں اپنے موقع ومحل پر ظاہر ہوتی ہیں اور جس دور میں جیسی آیت کی ضرورت ہو، ویسی ہی ظہور پذیر ہو جاتی ہے۔ اگر ہم غور سے دیکھنے والی نگاہیں پیدا کر لیں تو ہمیں اپنے گردوپیش اور تحت وفوق ہر سمت خدا کی آیات نظر آئیں گی، جو زمانے کے حسب حال ہوں گی اور جان سکیں گے کہ خدا کے بڑے بڑے نشان جو کتب سماوی میں مذکور ہو چکے ہیں۔ اپنے اپنے وقت پر ظاہر ہوتے آئے ہیں اور ہوتے رہیں گے۔ ایسی ہی ایک آیت بیّن کو نوع انسانی ۱۹۰۸ء میں ملاحظہ کر چکی ہے۔ قرآن حکیم نے آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر چار، پانچ ہزار سال پہلے کے واقعہ یعنی آل فرعون کی غرقابی کا ذکر کرتے ہوئے کہہ دیا تھا کہ ﴿فَالْیَوْمَ نُنَجِّیْکَ بِبَدَنِکَ لِتَکُوْنَ لِمَنْ خَلْفَکَ اٰیَةً ؕ وَاِنَّ کَثِیْرًا مِّنَ النَّاسِ عَنْ اٰیٰتِنَا لَغٰفِلُوْنَ﴾ ''(اے فرعون) پس آج ہم نے تیرے بدن کو (غرقابی سے) بچا لیا۔ تاکہ اس

کے لیے جو تیرے بعد آ رہا ہے آیت کا کام دے اور تحقیق اکثر لوگ ہماری نشانیوں کی طرف سے غافل ہیں''۔

فرعون کی لاش بعد میں آنے والے فرعونوں کی عبرت کے لیے آیت کے طور پر بچالی گئی اور یہ لاش عصر حاضر میں جب انسان پھر خدائی دعویٰ کرنے کے نزدیک جا رہا ہے۔ لندن کے عجائب گھر میں پڑی اپنے آیت اللہ ہونے کا اعلان کر رہی ہے۔ ظاہر ہے کہ خدا کی یہ آیت جس کا ذکر قرآن حکیم میں آیا ہے۔ چار، پانچ ہزار سال کے بعد نوع انسانی پر اس وقت ظاہر ہوئی ہے، جب اس کی ضرورت تھی۔ اسی طرح نزول عیسیٰ علیہ السلام کی آیت بھی اس وقت ظاہر ہو کر رہے گی۔ جب نوع انسانی کو اس کے ظہور کی ضرورت ہوگی۔

وفات و نزول مسیح کے متضاد عقائد

قرآن حکیم کے اور نصائص جن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے اور اپنی عمر کے آخری دور میں نوع انسانی کے ساتھ واسطہ پیدا کرنے کے متعلق استشہاد کیا جا سکتا ہے یہ ہیں: ﴿اِذْ قَالَ اللّٰهُ یٰعِیْسَی ابْنَ مَرْیَمَ اذْكُرْ نِعْمَتِیْ عَلَیْكَ وَعَلٰی وَالِدَتِكَ اِذْ اَیَّدْتُّكَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ تُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا﴾ (المائدہ، رکوع ۱۵) ''جب اللہ نے کہا اے عیسیٰ ابن مریم میری اس نعمت کو یاد کر جو میں نے تجھ پر اور تیری ماں پر کی۔ وہ جب میں نے روح القدس سے تیری مدد کی (نیز) تجھے پنگھوڑے میں اور عمر رسیدہ ہو کر لوگوں سے باتیں کرنیوالا بنایا''۔

﴿اِذْ قَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ یٰمَرْیَمُ اِنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِیْحُ عِیْسَی ابْنُ مَرْیَمَ وَجِیْهًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِیْنَ۝ وَیُكَلِّمُ النَّاسَ فِی الْمَهْدِ وَكَهْلًا وَّمِنَ الصّٰلِحِیْنَ﴾ (آل عمران، رکوع ۵) ''جب فرشتوں نے کہا

اے مریم تحقیق اللہ تجھے اپنے ایک کلمہ (نشان) کی خوشخبری دیتا ہے۔ جس کا نام مسیح ابن مریم ہوگا۔ دنیا اور آخرت میں بڑے مرتبے والا اور خدا کے مقربوں میں سے اور وہ لوگوں سے پنگوڑے میں اور عمر رسیدہ ہوکر باتیں کرے گا۔ اور صالح بندوں میں سے ہوگا''۔

ان آیات میں قرآن حکیم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پنگوڑے میں اور عمر رسیدہ لوگوں سے باتیں کرنے کو انعام خداوندی میں سے مخصوص طور پر بیان کیا ہے۔ کیونکہ دونوں محیر العقول باتیں ہونے والی تھیں۔ پیدا ہونے کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا پنگوڑے میں لیٹے لیٹے اپنی والدہ کی عصمت وعفت کی شہادت دینا دوسرے مقامات پر بھی مذکور ہوا ہے۔ لہٰذا عمر رسیدہ ہوکر لوگوں سے باتیں کرنے کا واقعہ بھی اسی صورت میں **تکلّم فی المھد** کی طرح محیر العقول ہوسکتا ہے۔ جب اس میں کوئی ندرت ہو اور وہ ندرت یہی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صدہا سال کے بعد زمین پر نازل ہوکر از سر نو زندگی شروع کریں گے اور عمر کے اس حصہ تک پہنچیں گے۔ جسے عربی زبان میں **کھل** کے لفظ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ لوگ ان کے اس کلام کرنے پر اسی طرح حیران ہوں گے جس طرح بنی اسرائیل کے افراد انہیں گود میں باتیں کرتے دیکھ کر بھونچکے رہ گئے تھے۔

آپ نے دیکھ لیا ہوگا کہ قرآن حکیم کی آیات جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق آئی ہیں، کس طرح ایک دوسری کی تائید کرتی ہوئی یہ ظاہر کرتی ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی محیر العقول زندگی از ابتدا تا انتہا آیت اللہ واقع ہوئی ہے، جس کا اظہار قرآن حکیم کا مقصد نظر آتا ہے، اگر ان میں سے کسی ایک شے کو اپنی محدود اور ناقص عقلوں کے مطابق بنانے کی سعی میں کھینچ لیا جائے اور تاویلات لاطائل کے دروازے کھول دیئے جائیں تو آیت اللہ کا یہ سارا قصر دھڑام سے زمین پر آرہتا ہے۔ اس صورت میں فرقہ مرزائیہ کے لاہوری ملاحدہ

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی طرح قرآن حکیم کی بیّنات کے علی الرغم یہ کہنا پڑے گا کہ **نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیاٰت اعمالنا**۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں کسی قسم کی ندرت نہ تھی اور وہ یوسف نجار کا فرزند تھے۔ زندگی میں ان سے کسی قسم کے معجزہ کا ظہور نہیں ہوا اور وہ صلیب پر لٹکائے گئے تھے یا صلیب پر بچا لیے گئے تھے۔ لیکن دنیا سے روپوش رہ کر زندگی بسر کر گئے۔ اس صورت میں ان کے ﴿عِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ اور **تکلم فی المھد و کھلاً** کی بھی بے سروپا تاویلیں کرنی پڑیں گی اور جو اہل کتاب کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لانے کے متعلق پیش گوئی مذکور ہوئی ہے اس کی بھی کوئی نئی توجیہہ لانی پڑے گی۔ گویا قرآن حکیم کو بالائے طاق رکھ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی زندگی کا ایک سراسر نیا اور متغائر تاروپود اپنے اوہام کی بنا پر بُننا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ اس سے بڑی معصیت انسان کے لیے اور کوئی نہیں ہوسکتی، کہ قرآن پاک کی صریح آیات کی تکذیب کرے اور ایک نبی کی زندگی پر طرح طرح کے اتہام باندھے۔ یہ میں لکھ چکا ہوں کہ جن لوگوں کو جھوٹی مسیحیت اور دجالی نبوت کے قیام کے لیے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا مسئلہ گھڑنا پڑا ان کے پیرومرشد نے تو استعارہ کے رنگ میں مریم بن کر حاملہ ہونے اور اس حمل کے نتیجہ کے طور پر خود پیدا ہو کر مسیح کہلانے کی بیہودہ سی تاویلیں گھڑنے میں بھی تامل سے کام نہیں لیا چہ جائے کہ ان سے قرآن پاک کی آیات کو صحیح طور پر سمجھنے کی امید رکھی جائے۔

کہا جاتا ہے کہ ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر اقبال اور اسلام کے بعض دیگر متقدم و متاخر اشخاص وفات مسیح کے قائل ہیں۔ ہوں گے، لیکن معلوم ہونا چاہیے کہ وفات مسیح کے قائل کسی مسیح کی آمد کے منتظر بھی نہیں۔ لہٰذا مرزائیوں کا جو اپنے متنبی کو "مسیح موعود" کہتے ہیں اور نزول و آمد مسیح کی روایات کے قائل ہیں۔ ایسے علماء کے اقوال سے استشہاد کرنا بے معنی

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے۔اے ضلالت وگمراہی کی پیروی کرنے والو! اگر تم ان اخبار کو جو مسیح کی آمد اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے متعلق ہیں درست خیال کرتے ہو تو انہی کی آمد کا انتظار کرو اور محض تاویلات کے بل پر کسی مدعی کو ابن مریم ثابت کرنے کی کوشش سے باز آجاؤ۔ جس پر صریح طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا یہ قول کہ ''بہتیرے میرے نام سے آئیں گے اور کہیں گے کہ میں مسیح ہوں''۔ نیز حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی حدیث پاک جو تیں جھوٹے نبیوں کے خروج کے متعلق ہے، وارد ہوتی ہے۔ اگر مسیح ابن مریم علیہ السلام کو فوت شدہ تصور کرتے ہو تو کہہ دو کوئی مسیح آنے والا نہیں اس صورت میں تمہیں جھوٹ کا جواز ثابت کرنے کے لیے تاویلیں گھڑنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی اور جب مسیح ابن مریم علیہ السلام آجائیں گے تو سب کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ آگئے۔ کیونکہ ان کی آمد کوئی معمولی آمد نہ ہوگی۔ جس کے ثبوت کے لیے تاویل واستدلال کی ضرورت پیش آئے گی۔ وہ خدائے جلیل وقدیر کا ایک بیّن نشان ہوگا۔ جسے موافق ومخالف سب کی آنکھیں دیکھ سکیں گی اور سب کی عقلیں جان لیں گی کہ یہ وہی مسیح ابن مریم ہیں جو صدہا سال پہلے فلسطین میں پیدا ہوئے تھے۔ جنہوں نے گود میں لیٹے لیٹے اپنی ماں کی پاک دامانی کی شہادت دی تھی۔ جنہیں یہودیوں نے مصلوب کرنے کی کوشش کی تھی۔ لیکن جنہیں خدائے جلیل وقدیر نے اپنی قدرت کاملہ سے بچالیا اور محفوظ کرلیا تھا۔ تاکہ ﴿عِلْمٌ لِلسَّاعہ﴾ کے طور پر قیامت کے قریب اپنا نشان بنائے۔

دیگر آثار قیامت اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام

میں لکھ چکا ہوں کہ نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی حیثیت ''**علم للساعة**'' یعنی قیامت کے قرب کی ایک علامت سے زیادہ اور کچھ نہیں۔ مخبر صادق حضور سرور کائنات ﷺ

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی احادیث میں بھی جہاں جہاں ابن مریم کے نزول کا ذکر آیا ہے۔علامات قیامت ہی کے ضمن میں مذکور ہوا ہے،لہٰذا مسیح کے نام سے دینی رخنہ اندازیوں کی جتنی کوششیں بھی اس وقت تک بروئے کار آچکی ہیں یا آئندہ ظاہر ہوں گی۔وہ سب باطل اور جھوٹے مدعیوں کی اس فہرست کے تحت میں آتی ہیں۔جس کی طرف خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی ارشاد کر چکے ہیں اور حضرت ختمی مرتبت ﷺ بھی اپنی امت کو ان سے ہوشیار رہنے کی تاکید فرما چکے ہیں۔احادیث نبوی میں آثار و علامت قیامت کے سلسلہ میں ''مسیح الدجال'' کے ایک بہت بڑے فتنہ کا ذکر بھی آیا ہے۔جس میں بتایا گیا ہے کہ قیامت کے قریب ایک شخص جسے بڑی محیر العقول قدرتیں حاصل ہوں گی۔حتیٰ کہ ایسا معلوم ہوگا کہ مصنوعی جنت وجہنم کی کلیدیں بھی اس کے ہاتھ میں ہیں۔جن میں وہ اپنے ماننے اور نہ ماننے والوں کو ڈالتا چلا جائے گا۔نیز اسے مردوں کو زندہ کرنے اور بظاہر انسانوں کے مرے ہوئے آباؤ اجداد سے باتیں کرانے کی قدرتیں بھی حاصل ہوں گی۔یہ شخص جس کی دونوں آنکھیں یکساں نہ ہوں گی۔اپنی محیر العقول قدرتوں کے بل پر مسیح اور خدا ہونے کا دعویٰ کرے گا۔یعنی عیسائیوں کے عقیدہ الوہیت کی تصدیق کرتے ہوئے یہ کہے گا کہ میں ہی وہ مسیح ابن اللہ ثالث من ثلٰثہ ہوں۔جس کی عبادت تم صدیوں سے کرتے آئے ہوں۔اور چونکہ اس کی طاقتیں بہت محیر العقول ہوں گی اس لیے نوع بشر کا ایک حصہ غالب اس کے سامنے اطاعت وعبدیت کی گردنیں جھکانے لگے گا۔اسی ''مسیح الدجال'' کو قتل کرنے اور اس کے فتنہ کا سدباب کرنے کا کام ایزد متعال عزاسمہ کی قدرت کاملہ نے حقیقی مسیح یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ابن مریم کے لیے مقدر کر دیا،تاکہ اس وقت کی نوع بشر کو دجال کے دجال ہونے میں کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہ رہے اور مسیح علیہ السلام کے نام سے انسانوں کو مختلف قسم کے دھوکے دینے والوں کا سارا پول کھل جائے۔

اخبار صحیحہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ''مسیح الدجال'' کا فتنہ بہت بڑا فتنہ ہوگا اور ارشادات نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں مسلمانوں کی تاکید کی گئی ہے کہ اس فتنہ سے بچنے کے لیے ہر وقت ایزد متعال کی بارگاہ میں پناہ مانگتے رہیں اور اس امر کا خیال رکھیں کہ ''مسیح الدجال'' کو خود حضرت عیسیٰ ابن مریم علیہما والسلام قتل کریں گے، لہٰذا مسلمانوں کے لیے ہر ایسے مدعی کو جو استعارہ کے رنگ میں مریم بن کر حاملہ ہونے اور اس کے نتیجہ میں خود پیدا ہو کر مسیح کہلانے کا خواہاں ہو مفتری و کاذب سمجھنا ایک لازمی امر ہے۔ کیونکہ اس مضمون پر احادیث شریفہ اس قدر واضح ہیں کہ ان میں تاویل و تحریف کی قطعاً گنجائش نہیں۔

''مسیح الدجال کے خروج'' اور ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول'' کے سلسلہ میں مخبر صادق علیہ السلام نے جس قدر ارشادات اپنی امت کی آگاہی کے لیے بیان فرمائے ہیں وہ سب آثار قیامت کے طور پر مذکور ہوئے ہیں اور بتا دیا گیا ہے کہ اُمت مسلمہ پر ایک ایسا وقت آنے والا ہے۔ جب غیر مسلم قومیں علی الخصوص نصاریٰ ان پر غالب آجائیں گے۔ تا آنکہ کفار کے لشکر اس سرزمین کو جس میں بیت المقدس واقع ہے فتح کر لیں گے اور ان کی یلغاریں جزیرۃ العرب کی پاک سرزمین پر اس حد تک تجاوز کر جائیں گی کہ مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کی حالت بھی مخدوش ہو جائے گی۔ مسلمان سخت مصیبت میں مبتلا ہوں گے۔ جنگ ہو رہی ہوگی اور اس وقت کا امیر المومنین شہید ہو جائے گا۔ اس وقت ساری دنیائے اسلام میں کوئی شخص مسلمانوں کی امارت و قیادت کی ذمہ داری کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھانے کے لیے تیار نہ ہوگا۔ امت مسلمہ امیر کے انتخاب کے معاملہ میں پریشان ہوگی۔ امت کے صلحاء مکہ معظمہ میں حج کے لیے جمع ہوں گے۔ وہیں ایک شخص کو جو طواف کر رہا ہوگا اس کے انکار کے باوجود اپنا امیر بنالیں گے اور اس کے ہاتھ پر کفار سے جنگ کرنے کے لیے بیعت

کریں گے۔ یہی وہ مہدی آخر الزمان ہوں گے۔ جن کے انتخاب کی خبر غیبی آواز کے ذریعے ساری دنیا کو سنا دی جائے گی۔ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسلمانوں کا لشکر لیکر کفار کا مقابلہ کریں گے اور انہیں شکست دیتے ہوئے شام کی سرزمین تک پہنچ جائیں گے۔ اسلامی لشکر دمشق کے مقام پر ہوگا کہ "مسیح الدجال" کے خروج کی اطلاع ملے گی۔ اس وقت حضرت عیسیٰ علیہ السلام دو فرشتوں کے سہارے مشرقی مینار پر نازل ہوں گے ظہر کی نماز تیار ہوگی۔ حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے کہیں گے کہ امامت کے فرائض آپ انجام دیجئے۔ لیکن حضرت عیسیٰ علیہ السلام یہ کہہ کر انکار فرمائیں گے کہ امامت آپ ہی کا حق ہے آپ ہی مسلمانوں کے امیر ہیں۔ میرا کام تو فقط دجال کا قتل ہے جس کے زیر قیادت کفار کے لشکر مسلمانوں کے بالمقابل صف آرا ہیں۔ دجال اور اس کے لشکروں سے مقابلہ ہوگا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کے لشکر میں شامل ہو کر ان سے جنگ کریں گے اور دجال کو اپنے نیزے سے قتل کر دیں گے۔

ان جنگوں کے واقعات احادیث نبوی میں اس تفصیل کے ساتھ بطور پیش گوئی بیان ہوئے ہیں کہ ان میں کسی قسم کے التباس کی گنجائش نہیں۔ مقام تعجب ہے کہ بعض لوگ ان پیش گوئیوں کے بعض اجزا کو لیکر ان کی تاویلیں کرنے کے درپے ہو جاتے ہیں اور یہ کہنے لگتے ہیں کہ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آخری الزمان کا ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اس وقت کی امت مسلمہ کے سیاسی اور بین الاقوامی حالات سے مختلف کیفیات کے حامل ہیں۔ ان اخبار کی حیثیت جو قرب قیامت کے فتن کے متعلق مذکور ہوئے ہیں محض اخبار اور پیش گوئی کی ہے اور ان سے یہ استنباط نہیں کیا جا سکتا کہ مہدی و مسیح دین اسلام میں کسی قسم کی تجدید و اصلاح کی خدمت انجام دیں گے۔ ظاہر ہے کہ صرف سچے مسلمان ہی ان فتن میں

https://ataunnabi.blogspot.com/

مہدی و مسیح علیہما الصلوٰۃ والسلام کا ساتھ دیں گے اور اس غزا اور جہاد میں شامل ہو کر جو کفر واسلام کا آخری معرکہ ہوگا۔ شہادت یا فتح کے درجے حاصل کر سکیں گے۔ کسی ایسے مسیح کاذب کے پیرو جس نے جہاد کو منسوخ قرار دے دیا ہو اس سعادت میں حصہ نہیں لے سکیں گے۔ کیونکہ وہ اپنے عقیدہ کے مطابق اس وقت کے دجالی حکومت کے جو روئے زمین پر پھیل جائے گی، وفادار رہنے پر مجبور ہوں گے۔

میں نے ظہور مہدی اور نزول مسیح علیہ السلام کے ان واقعات کو جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں اختصار اور اجمال کے ساتھ اوپر بیان کر دیا ہے اگر ان تمام احادیث کو جو اس آنے والے زمانہ کے فتن کے متعلق مذکور ہوئے ہیں، یک جا جمع کیا جائے تو اس کے لیے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ یہ واقعات احادیث شریفہ میں جس شکل میں بیان ہوئے ہیں۔ اسے جان لینے کے بعد کوئی مسلمان ایک لمحہ کے لیے کسی مفتری یا مدعی کاذب کے دام فریب کا شکار نہیں ہو سکتا۔ سچے مسلمان جو مسیح الدجال جیسے صاحب قدرت واختیار شخص کے مقابلہ میں جانیں لڑائیں گے، قادیان کے کسی متنبی کے جھانسے میں نہیں آ سکتے۔ جس کی پٹاری میں لاطائل تاویلوں اور بیہودہ دعووں کے سوا اور کوئی شے نہیں۔ جس نے نہ مکہ دیکھا، نہ بیت المقدس کی سیر کی، نہ میدان جنگ کی لذتوں سے شناسا ہوا، نہ جہاد کے ثواب سے بہرہ مند ہوا۔ کیا تو یہ کیا کہ جہاد بالسیف کی تنسیخ کا اعلان کر کے ان تمام احادیث پاک کی تکذیب کر دی جو کفر واسلام کے اس آخری معرکہ کے متعلق بیان ہوئی ہیں اور دین فروشوں کی ایک ایسی جماعت کھڑی کر دی جس کا کام مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کرنے اور آزاد اسلامی ممالک کو کفار کی ان سلطنتوں کے زیر نگیں لانے کی کوشش کے سوا اور کچھ نہیں، جو شائد آئندہ چل کر ''مسیح الدجال'' کی پشت پناہ بننے والی ہیں۔ لیکن دعویٰ یہ کر دیا

کہ میں ہی مہدی مسعود و مسیح موعود ہوں۔ شعر

عاشق نہ شدی محنت الفت نہ کشیدی
کس پیش تو غم نامۂ ہجراں بکشائد

احادیث واخبار کی غلط تاویلات

مرزائیت کی قادیانی لاہوری شاخوں کے امرا اور متبعین غیر عیسیٰ علیہ السلام کو عیسیٰ اور نا مسیح کو مسیح ثابت کرنے کے لیے ان اخبار کے تذکار و تاویل میں جو علامات قیامت کے طور پر بیان ہوئیں۔ اس قدر بد دیانتی سے کام لینے کے عادی ہیں کہ سب کو یک جا نہیں لیتے۔ بلکہ صرف ایسی احادیث کو جن کے معانی میں وہ تاویل و تحریف کر کے اپنے متنبی کی ذات پر چسپاں کر سکتے ہیں، بیان کرتے اور ان احادیث کو چھوڑ دیتے ہیں، جن میں صاف اور صریح الفاظ میں کفار کے ساتھ پیہم جنگیں کرنے اور دجال کے خلاف ''جہاد بالسیف'' کرنے کی خبریں دی گئی ہیں۔ ان لوگوں اور ان کے پیشوا کا سب سے بڑا دجل یہ ہے کہ وہ ان تمام احادیث کو جو آمد حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق مذکور ہوئی ہیں۔ امت مسلمہ کی دینی ضرورت کے لیے ظاہر کر کے پہلے یہ منوانے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمان کے لیے مہدی و مسیح کی نبوت و رسالت پر ایمان لانا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ حالانکہ مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر پہلے ہی ایمان لا چکے ہیں۔ جس کی حیثیت پر ان کے زندہ ہونے یا دوبارہ امت مسلمہ میں آنے سے کوئی زد نہیں پڑتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اسلام کے پیغمبر ہیں اور حضرت رسول کریم ﷺ پر اسی وقت سے ایمان لا چکے ہیں۔ جب ان کو نبوت و رسالت کا منصب عطا کرتے وقت پروردگار عالم نے ان سے

https://ataunnabi.blogspot.com/

حضرت ختمی مرتبت ﷺ پر ایمان لانے اور بشرط زندگی ان کی مدد کرنے کا وعدہ لے لیا تھا۔ (ملاحظہ ہو آیہ میثاق النبیین جس کا ذکر پہلے آچکا ہے) اور حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق اللہ کا نبی یا رسول ہونے کی کوئی خبر نہیں دی گئی۔ ان کی حیثیت صرف اس امیر المومنین کی ہے جو آخری زمانہ کے فتن میں جب کفار چاروں طرف سے مسلمانوں پر ہجوم لا چکے ہوں گے اور یہ خطرہ پیدا ہو چکا ہوگا کہ حرمین الشریفین پر کفار کا علم بلند ہونے والا ہے۔ مسلمانوں کے لشکروں کی قیادت کرتے ہوئے کفار سے "قتال بالسیف" کریں گے۔ احادیث جو اس زمانہ کے واقعات کے متعلق آئی ہیں محض پیش گوئی کی حیثیت رکھتی ہیں اور اس قدر واضح ہیں کہ ان میں کسی قسم کی تلبیس و تدلیس کی گنجائش باقی نہیں رہ جاتی۔ پس جب یہ واقعات جن کی خبر احادیث میں دی گئی ہے، رونما ہوں گے، تو مسلمان اور نا مسلمان سب سمجھ لیں گے کہ وہ وقت آگیا جسے قیام قیامت کا پیش خیمہ سمجھنا چاہیے۔ باقی رہی یہ بات کہ کون سے مسلمان اس دور فتن میں حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دیں گے، سو اس کے متعلق بھی چنداں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ وہی مسلمان حضرت مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ساتھ دیں گے جو اس وقت اسلام کی حفاظت و مدافعت کے لیے صدق دل سے کوشاں ہوں گے۔ احادیث صحیحہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ بعض لوگ جو مسلمان کہلاتے ہوں گے، یہ جان لینے کے باوجود کہ مہدی کا ساتھ دینے والے مسلمان اسلام کی صحیح خدمت کر رہے ہیں۔ اپنی دنیوی اغراض کے لیے کفار کا ساتھ دیں گے۔ اس کی مثال بعینہ وہ ہے جو گزشتہ جنگ عظیم میں ممالک اسلامی میں دیکھی گئی۔ "ترکی خلیفۃ المسلمین" نے جہاد کا علم بلند کیا۔ لیکن اکثر ممالک کے مسلمان کہلانے والے لوگ محض اپنے دنیوی فوائد کی خاطر ترکوں کے خلاف جا کر لڑے۔ حالانکہ وہ جانتے تھے کہ وہ اسلام سے صریح غداری کے

مرتکب ہو رہے ہیں۔

احادیث میں مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ مسیح دجال اور یاجوج ماجوج وغیرہ کے متعلق پیش گوئیاں علامات قیامت کے طور پر بیان ہوئی ہیں۔ وہ اس قدر واضح ہیں اور جامع ہیں کہ انہیں جان لینے کے بعد کسی کے دل میں آنے والے واقعات کے متعلق کسی قسم کے شک وشبہ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ علی الخصوص ایسے دور میں جب ہم اپنی آنکھوں سے دنیا کی سیاست کا رنگ ایسا دیکھ رہے ہیں جو احادیث کے بیان کردہ حالات کے نزدیک جارہا ہے، جب کہ حرمین الشریفین کے شمال جنوب اور مشرق ومغرب میں مغربی اقوام کے استعمار کے بڑھتے ہوئے قدم پہنچ چکے ہیں اور یورپین اقوام سیاسیات تہذیب اور تمدن میں سارے کرۂ ارض پر حاوی ہو چکی ہیں اور صاف نظر آرہا ہے کہ آنے والی جنگوں کا نقشہ غالباً احادیث کے بیان کردہ ان حالات کے مطابق ہوگا جو کفر واسلام کے آخری معرکہ کے متعلق مذکور ہوئے ہیں اور اسی آخری معرکہ میں مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ظہور، دجال کے خروج اور عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی پیش گوئیاں پوری ہونے والی ہیں۔

حضور سید المرسلین ﷺ کی شان میں گستاخی

قادیان کی دجالی مسیحیت اور جھوٹی مہدویت کا ڈھونگ رچانے کے لیے مرزائی بدبختوں اور ان کے پیشواؤں نے اس حد تک کفر صریح اور الحاد دین سے کام لیا ہے کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ "مسیح الدجال" اور "یاجوج ماجوج" کو فتنوں کے متعلق ان ممسوخ الفطرت انسانوں نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا۔ حضرت ختمی مرتبت ﷺ (**ھذا ہ**

ابی و امی) ان فتنوں کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھے اور ان کی صحیح کیفیت اگر کسی نے سمجھی ہے تو وہ قادیان کا وہ نیم ملا متنبی تھا جس کو بات تک کرنے کی تمیز نہ تھی۔ متنبی قادیان اپنی کتاب "ازالہ اوہام" صفحہ ۶۹ پر کس دلیری کے ساتھ لکھتا ہے۔" آنحضرت ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت کاملہ بوجہ نہ موجود ہونے کسی نمونہ کے موبمو منکشف نہ ہوئی اور نہ دجال کے ستر باع کے گدھے کی اصلی کیفیت کھلی اور نہ یاجوج ماجوج کی عمیق تہ تک وحی الٰہی نے اطلاع دی اور نہ دابۃ الارض کی ماہیت کما ہی ظاہر فرمائی گئی"۔

ازبس کہ متنبی قادیان کو اپنی مسیحیت اور مہدویت کا ڈھونگ کھڑا کرنے کے لیے احادیث کے معانی میں تحریف وتاویل کرنے کی ضرورت درپیش تھی۔ لہٰذا اس بدزبان نے حضور سرور کائنات ﷺ پر یہ افترا باندھ دیا کہ حضور نے جن امور کے واقع ہونے کی خبر اپنی امت کو سنائی تھی، ان کی ماہیت وحقیقت سمجھنے سے وہ خود قاصر تھے۔ حالانکہ ان احادیث میں ایک ایک واقعہ کو اس تفصیل اور جامعیت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اس میں تاویل کو کوئی گنجائش نہیں۔ یہاں تک بتا دیا گیا ہے کہ آخری جنگ میں مہدی کے زیر کمان ستر ڈویژن ہوں گے، جن میں سے ہر ڈویژن میں بارہ ہزار کی نفری ہوگی۔ نیز یہ بھی بتا دیا گیا کہ مہدی کو بلاد وامصار کے مسلمان مندوبین جنہیں ابدال کہا گیا ہے کس مقام پر اور کن حالات میں امیر المومنین اور خلیفۃ المسلمین منتخب کریں گے۔ یہ بھی مذکور ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کس مقام پر اور کن حالات میں نازل ہوں گے۔ تا آنکہ احادیث میں لکھا ہے کہ:

"مہدی (حصول فتح کے بعد) ملک کے بندوبست ہی میں مصروف ہوں گے کہ افواہ اُڑے گی کہ دجال نے مسلمانوں پر تباہی ڈالی ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی حضرت

https://ataunnabi.blogspot.com/

امام مہدی شام کی طرف مراجعت فرمائیں گے اور اس خبر کی تحقیق کے لیے پانچ یا نو سوار جن کے حق میں حضور سرور کائنات ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں انکے ماں باپ اور قبائل کے نام اور ان کے گھوڑوں کا رنگ جانتا ہوں۔ وہ اس زمانے کے روئے زمین کے آدمیوں میں سے بہتر ہوں گے لشکر کے آگے، پیچھے بطور طلیعہ روانہ ہو کر معلوم کر لیں گے کہ یہ افواہ غلط ہے"۔

(صحیح مسلم، صفحہ ۳۹۲ مطبوعہ انصاری)

حضور سرور کائنات ﷺ تو اپنی امت کے آنے والے حالات سے اس قدر جامعیت اور ہمہ گیری کے ساتھ واقف ہونے کا دعویٰ فرماتے ہیں کہ اپنے سربازوں کے گھوڑوں کے رنگ تک جانتے ہیں۔ لیکن قادیان کا متنبی اپنی جھوٹی نبوت کے قیام کے لیے یہ کہہ رہا ہے کہ حضور کے ضمیر پرنور پر یہ حالات کماحقہ منکشف نہیں ہوئے تھے۔ اس سے زیادہ بدبختی اور کیا ہو سکتی ہے اور اس کے بعد ایسے دیدہ دلیر کو کس لحاظ سے مسلمان سمجھا جا سکتا ہے۔

دجال کی شناخت اور دجال کی اطاعت

مرزائی بڑے فخر سے یہ کہنے کے عادی ہیں کہ ان کے "حضرت" ہی اس دور کے پہلے شخص تھے۔ جنہوں نے اقوام یورپ کے استعمار کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا کہ دجال کے جس فتنہ کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ وہ یہی یورپین اقوام کے غلبہ واقتدار کا فتنہ ہے۔ اور میاں محمد علی امیر جماعت لاہوری نے "المسیح الدجال" کے نام سے ایک رسالہ لکھ کر یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ دجال سے مراد انگریز قوم ہے جسے شناخت کرنے کا سہرا قادیان کے مرزا غلام احمد کے سر ہے۔

مقامِ تعجب ہے کہ "مسیح موعود" اور "مہدی مسعود" بننے کا مدعی یہ پہچان لینے کے

باوجود کہ انگریز دجال ہیں اسی دجال کی جاسوسی کرنے کو اپنے لیے موجب فخر سمجھتا ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد ۵، صفحہ ۱۱) اس کے تسلط و اقتدار کو اپنے لیے اور اپنی امت کے لیے آیۂ رحمت قرار دیتا ہے۔ (ازالہ اوہام، صفحہ ۵۰۹،۵۶ تبلیغ رسالت، جلد ہشتم، صفحہ ۶۹،۵) اپنے خاندان اور اپنی امت کو اسی دجال کا خود کاشتہ پودہ ظاہر کرتا ہے۔ (تبلیغ رسالت، جلد ہشتم، صفحہ ۲۰)، اپنی امت کو ہر حال میں اسی دجال کے فرمانبردار رہنے کی تاکید فرماتا ہے۔ (کتاب البریہ، صفحہ ۹) اور اس دجال کو یقین دلاتا ہے کہ جوں جوں میرے مرید ترقی کریں گے۔ مسلمانوں میں سے جہاد کی روح اُڑتی چلی جائے گی۔ (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، صفحہ ۱۷)، نیز اسی دجال کی خدمات بجالانے کے بڑے بڑے دعویٰ کر کے اس سے نوازشات و عنایات کا متمنی ہوتا ہے۔ (تریاق القلوب، صفحہ ۲۵، تبلیغ رسالت، جلد ۷، صفحہ ۱۱ و ۲۰، جلد ۱۰، صفحہ ۲۸) کیا ان تمام امور سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ قادیان کا مدعی مسیحیت اس مسیح الدجال کا ایک ظل تھا، جو دنیا میں فتنہ برپا کرنے کے لیے خروج کرنے والا ہے۔ اور جس کے ساتھ مسلمانوں کے جہاد بالسیف کرنے کی پیش گوئیاں احادیث اور اخبار میں مذکور ہوئی ہیں۔ مسلمان اسی سے اندازہ لگا سکتے ہیں کہ مسیح الدجال اپنے خروج کے بعد کن طریقوں سے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرے گا اور از بس کہ اسے کرۂ ارضی پر شاہی اقتدار حاصل ہوگا اور انسان کی علمی ترقیات کے باعث جس کے دروازے کھل چکے ہیں۔ وہ محیر العقول کارنامے انجام دے گا۔ دنیا کے سامنے الوہیت کا دعویٰ کر کے سامنے آئے گا اور متنبی قادیان اور اس کی امت کے افراد کی نوع کے لوگ حصول دنیا کی خاطر اس کی اطاعت کریں گے۔ جس طرح کہ وہ آج انگریزوں کو دجال کہنے کے باوجود ان کی اطاعت کو اپنا مذہبی فریضہ قرار دیتے ہیں۔

باقی رہا میاں محمد علی کا یہ دعویٰ کہ یورپ کے استعماری سیلاب کے فتنہ کو ''فتنہ المسیح

الدجال'' سمجھنے کا سہرا صرف اس کے ''حضرت مرزا صاحب'' کے سر پر ہے۔ اس دعویٰ کو بھی اگر واقعات کی کسوٹی پر پرکھا جائے تو سراسر بے بنیاد ثابت ہے۔ کیا میاں محمد علی کو معلوم نہیں کہ حضرت محمد المہدی السودانی نے جب اس استعماری سیلاب کے مقابلہ میں جہاد کا عَلَم بلند کیا تھا اور اپنے کو مہدی قرار دیا تھا تو ان کے پیش نظر بھی یہ حقیقت تھی کہ استعمار کا یہ سیلاب جو یورپ کی سرزمین سے اُٹھا ہے فتن آخرالزمان ہی کا ایک حصہ ہے۔ اگر ان کا خیال یہ نہ ہوتا تو وہ ہرگز مہدی کا لقب اختیار نہ کرتے یا ان کے پیرو انہیں مہدی کے لقب سے منسوب نہ کرتے۔ اسکے علاوہ یہ ایک کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ تیرھویں صدی ہجری کے آخر میں یورپی استعمار کے مقابلہ میں اپنے کو عاجز پا کر ساری دنیا کے مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوا چلا تھا کہ وہ دورفتن جس کا ذکر احادیث میں آیا ہے۔ آ گیا ہے اور ظہور مہدی اور نزول مسیح کا وقت قریب ہے۔ اسی عام خیال سے قادیان کے متنبی نے فائدہ اُٹھانے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کی اور جو طاقتیں اسے مہدی اور مسیح بنانے کے لیے پس پردہ تار ہلا رہی تھیں۔ ان کا مقصد و مدعا یہ تھا کہ مسلمانوں کے دماغوں سے صاحب سیف و سنان مہدی کے ظہور کا خیال نکال دیا جائے۔ تاکہ یورپین استعمار کے مقابلہ میں عالم اسلامی کے کسی خطہ پر مہدی سوڈانی کا کوئی مثیل پیدا ہو کر اس فتنہ آخرزمان کے استیصال کے لیے کوشاں نہ ہو سکے۔ پس اگر قادیان کے متنبی نے اقوام یورپ کے سیلاب استعمار کو آخری زمانہ کے دجالی فتنہ قرار دیا تو اس نے کوئی نئی یا انوکھی بات نہیں کی بلکہ وہی کہا جو اس دور کے مسلمانوں کی زبانوں پر عام ہو چکا تھا۔ اس کا نیا اور انوکھا کارنامہ تو یہ ہے کہ اس نے مسلمانوں کو اس دجالی فتنہ کی اطاعت و امداد کرنے کی تلقین کی اور دین فروشوں کی ایک ایسی جماعت پیدا کر دی جس کا مذہب اس دجالی فتنہ کی تائید و اطاعت کرنا اور اس کی جاسوسی کے

فرائض انجام دینا ہے۔

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا یورپین اقوام کا موجودہ استعماری سیلاب وہی فتنہ آخرالزمان ہے یا نہیں جس کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے متعلق وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ بہت ممکن ہے کہ یہی فتنہ ترقی کر کے ان حالات کی شکل اختیار کر لے جو احادیث میں بیان ہوئے ہیں۔ حالات جو ۱۹۱۴ء کی جنگ کے بعد پیدا ہو چکے ہیں۔ احادیث کے بیان کردہ حالات سے بہت مماثلت رکھتے ہیں اور اس امر کا قوی امکان ہے کہ انہی حالات کا ارتقاء وہ خوفناک صورت اختیار کر لے جس میں مسیح الدجال کا خروج واقع ہوگا۔ کیونکہ گزشتہ جنگ عظیم میں ''القدس'' اور'' دمشق'' مسلمانوں کے ہاتھ سے نکل چکے ہیں۔ فلسطین میں یہودیوں کا وہ ستر ہزار کا لشکر جو دجال کا معاون بنے گا پرورش پا رہا ہے۔ حرمین الشریفین کے چاروں طرف اقوام یورپ کا سیلاب استعمار گھیرا ڈال چکا ہے اور علمی ترقیات و ایجادات کا سیلاب یورپ کی اقوام کو اس نقطہ کی طرف لے جا رہا ہے جہاں پہنچ کر وہ خدائی قدرتوں کی دعوے دار بننے والی ہیں۔ پس اگر ان حالات میں کفر و اسلام کے درمیان کوئی جنگ وقوع پذیر ہوگئی تو کچھ عجب نہیں کہ احادیث کی بیان کردہ پیشں گوئیاں حرف بحرف اس کے حالات پر چسپاں ہونے لگیں اور اسی جنگ کے دوران میں مسلمان اپنے عسکری قائد سے محروم ہو جائیں جو شہادت کا رتبہ حاصل کر لے گا کسی موزون ہستی کو حرم کعبہ میں طواف کرتے پا کر اپنا امیر و قائد منتخب کر لیں۔ ساری دنیا آلات نشر صوت پر کسی اور طریقہ سے یہ سن لے کہ مسلمانوں کو خلیفۃ الہدیٰ یعنی امیر اور قائد مل گیا لیکن ان امور کے متعلق قطعیت کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا۔ جب وقت آئے گا تو احادیث کے بیان کردہ حالات حرف بحرف پورے ہو جائیں گے۔ خواہ وقت کل آ جائے۔ بہر حال مسلمانوں کو اس کے متعلق

پریشان ہونے یا پریشان رہنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ انہیں صرف یہ دیکھنا چاہیے کہ وقت حاضر میں وہ ان فرائض سے کس حد تک عہدہ برآ ہو رہے ہیں، جو دینی اور ملی حیثیت سے ان پر عائد ہوتے اور انہیں عمل کی دعوت دے رہے ہیں۔

تثلیثی مسیحیت اور دجالی مسیحیت کے اعتراضات

راقم الحروف نے مرزائیوں کے استفسارات کے جواب میں یہ سلسلہ مضامین شروع کیا اور اس کی چند اقساط کی براہین قاطعہ نے مرزائیوں کے دجالی کیمپ میں کھلبلی ڈال دی، تو قادیان کی دجالی مسیحیت نصاریٰ کی تثلیثی مسیحیت کا نقاب اوڑھ کر سامنے آ کھڑی ہوئی اور قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' نے اپنی ۱۰، اور ۱۱ جنوری ۱۹۳۵ء کی اشاعتوں میں ''راقم الحروف'' سے ایسے سوالات کیے جو مرزائیوں کے خیال میں عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے صحیح عقائد پر وارد کیے جاتے ہیں۔ قادیانی چاہتے تھے کہ ''راقم الحروف'' کو اصل بحث سے ہٹا کر یکسر دوسرے مسائل میں الجھا دیں۔ اس لیے میں نے اس وقت اعلان کر دیا کہ ''الفضل'' کے ان سوالات کا جواب حسب موقع دیا جائے گا۔ ''الفضل'' کے سوالات اگرچہ تحقیق حق کے لیے نہیں۔ بلکہ حسب عادت مرزائیہ جدال طلبی ان کی محرک ہے۔ تاہم چونکہ یہ لوگ کم فہم اور کم علم لوگوں کے دلوں میں اسی قسم کے شکوک و شبہات پیدا کر کے انہیں گمراہ کرنے کے عادی ہیں۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ لگے ہاتھوں انکا جواب بھی لکھ دوں۔ ان سوالات کا ماحصل یہ ہے کہ اگر مسلمان حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت زندگی اور ان کے رفع و نزول کے متعلق ان تمام حقائق پر ایمان رکھتے ہیں جو قرآن پاک میں مذکور ہوئے اور جن کا مجمل سا تذکرہ اقساط ماقبل میں آ چکا ہے تو ان کے پاس عیسائیوں کے ان اعتراضات کا کیا جواب ہے کہ اس محیر العقول زندگی کے باعث ان کی

الوہیت وابن اللّٰہیت مسلم ہو جاتی ہے۔ میں مناسب مواقع پر اس امر کی تشریح کر چکا ہوں کہ قرآن پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت، زندگی اور رفع کی محیر العقول واقعات کی تصدیق کرنے کے باوجود نوع انسانی پر یہ حقیقت منکشف کر رہا ہے کہ وہ انسان اور اللہ کے ایک برگزیدہ بندے تھے۔ ان کی زندگی کے جتنے واقعات زمانہ کی روش سے متغائر نظر آتے ہیں ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ اللہ نے انہیں اپنی بعض مصلحتوں کے پیش نظر اپنی آیت بنایا۔ اللہ کی آیات اور بے شمار ہیں جو ہر دور اور ہر زمانہ میں ظاہر ہوتی رہی ہیں۔ انہی میں سے ایک آیت یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اس قسم کی زندگی بخشی گئی۔ نصاریٰ نے ان کی زندگی کے واقعات سے متاثر ہو کر انہیں خدا اور خدا کا بیٹا بنا لیا۔ قرآن پاک نے اس غلط عقیدہ کی تصحیح کر دی اور کہہ دیا کہ وہ اللہ کے بیٹے نہ تھے بلکہ اس کے لاکھوں برگزیدہ بندوں اور رسولوں میں سے ایک تھے۔ مرزائیوں کا دعویٰ ہے کہ مرزائیت عیسائیوں کے ان لغو اعتراضات کا جواب دینے کے لیے معرض وجود میں لائی گئی اور عیسائی افراط کے مقابلہ میں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا بنا رہے تھے، قادیانی تفریط کا ڈھونگ کھڑا کیا گیا۔ جس کے پیشوا نے حضرت مسیح علیہ السلام کو گالیاں دیں اور ان کی جگہ چھیننے کی کوشش کی۔ لہٰذا وہ یعنی قادیانی یہ تاثر دیتے ہیں کہ مسلمانوں کو چاہیے کہ عیسائیوں کی افراط کی ضد میں آ کر ان کی یعنی قادیانیوں کی اس تفریط کو قبول کر لیں۔ (خواہ ایسا کرنے میں وہ قرآن کی دی ہوئی صحیح تعلیم سے منحرف ہونے پر مجبور ہو جائیں)۔

ع بسوخت عقل زحیرت کہ ایں چہ بوالعجبی ست

دجالی مسیحیت کے سوالات

اب ان سوالات کو ملاحظہ فرمایئے جو قادیان کی دجالی مسیحیت نے تثلیثی

مسیحیت کی طرف سے نمائندہ ہو کر کیے ہیں۔

پہلا سوال: ”خداوند یسوع مسیح از روئے قرآن چونکہ ”**کلمۃ اللّٰہ**“ اور روح اللہ ہیں اور از روئے احادیث پیغمبر اسلام۔ صرف وہ اور ان کی والدہ محترمہ مس شیطانی سے پاک ہیں، اس لیے ان کا ثانی کوئی نہیں ہوسکتا اور نہ کسی مذہب میں یہ طاقت ہے کہ خداوند جیسی اوصاف والی ہستی معرض وجود میں لا سکے“۔

الجواب: ”اسی سوال کے جواب میں قادیانی فی الفور یہ کہہ دے گا کہ قرآن میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ نہیں کہا گیا اور حدیث نبوی (ﷺ) میں انہیں اور ان کی والدہ محترمہ کو مس شیطانی سے پاک ظاہر نہیں کیا گیا۔ لیکن اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ قرآن پاک حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کلمۃ اللہ اور روح اللہ کہتا ہے اور خدا کی بین آیت ظاہر کرتا ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم رضی اللہ عنہا کو معصوم یعنی مس شیطانی سے پاک قرار دیتے ہیں، لیکن اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ خدا کے نزدیک کسی اور بشر کا درجہ وہ یا اس سے بڑھ کر نہیں ہوسکتا جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو دیا گیا۔ اسلام کے نزدیک تمام انبیاء معصوم یعنی مس شیطان سے پاک ہیں اور اگر قرآن پاک نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ”کلمۃ اللہ“، ”روح اللہ“ یعنی آیت اللہ ہونے کا درجہ دیا ہے تو حضور سرور کائنات ﷺ کو ﴿ **وَمَا رَمَيْتَ اِذْ رَمَيْتَ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ رَمٰى** ﴾ اور ﴿ **قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى** ﴾ اور اسی قسم کے دیگر خطابات سے نوازا ہے۔ جس کی تفصیلات میں جانے کی ضرورت نہیں“۔

دوسرا سوال: ”اسلام خداوند مسیح تو کیا ان کے حواریوں جیسے اوصاف والی مقدس ہستیاں بھی پیدا کرنے کی طاقت نہیں رکھتا قرآن کے رو سے یہ ثابت ہے کہ حواریان

https://ataunnabi.blogspot.com/

خداوندوحیِ الٰہی سے مستفیض فرمائے گئے۔ جیسے ﴿ وَاِذْ اَوْحَيْتُ اِلَى الْحَوَارِيّٖنَ ﴾ کی آیت سے ثابت ہے“۔

جواب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواری بھی اسلام ہی کے پیرو تھے۔ اس اسلام کے جو حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے عہد میں آ کر پایۂ تکمیل کو پہنچا۔ لہٰذا عیسائی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے حواریوں پر مسلمانوں سے زیادہ حق جتانے کے اہل نہیں۔ باقی رہا حواریوں پر وحی کے نزول کا معاملہ سو عام وحی کا نزول تو حیوانات و جمادات پر بھی قرآن میں ثابت ہے۔ وحی نبوت و وحی رسالت حضرت ختمی مرتبت پر پایۂ تکمیل کو پہنچ گئی۔

ایک واقعہ

میں اس سلسلہ میں ایک واقعہ قلمبند کیے بغیر نہیں رہ سکتا۔ جو راقم الحروف کو لڑکپن میں پیش آیا۔ عاجز ہائی کلاس میں جالندھر کے امریکن مشن ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کررہا تھا۔ اسی ماحول میں رہنے کے باعث مجھے تحقیق مذاہب کا شوق لاحق ہوا۔ پادری صاحب ایک روز انجیل پڑھا رہے تھے اور پولس رسول کی کتاب سے اس واقعہ کو پڑھ کر سنا رہے تھے۔ جس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں پر روح القدس کے نزول کا تذکرہ بیان کیا گیا ہے۔ شیطان نے جو آج ”الفضل“ قادیان کی شکل میں متذکرہ صدر سوال کررہا ہے۔ میرے دل میں وسوسہ ڈال دیا کہ امت عیسوی علیہ السلام پر تو روح القدس نازل ہو، لیکن امت محمدی ﷺ جو ”خیر الامم“ اور ”افضل الملل“ ہے۔ اس برکت ونعمت سے محروم رہ جائے۔ چند لمحے اس وسوسہ نے میری طبیعت کو خلجان میں مبتلا رکھا۔ لیکن معاً مجھے سورۃ القدر یاد آ گئی۔ اور میں نے دل ہی دل میں پڑھنا شروع کیا ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِىْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ٥ وَمَا

اَدْرٰکَ مَا لَیْلَۃُ الْقَدْرِo لَیْلَۃُ الْقَدْرِ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍo تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوْحُ فِیْھَا بِاِذْنِ رَبِّھِمْ مِّنْ کُلِّ اَمْرٍo سَلٰمٌ ھِیَ حَتّٰی مَطْلَعِ الْفَجْرِo﴾ ''بے شک ہم نے اسے لیلۃ القدر میں اُتارا۔ اے پیغمبر تجھے کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کیا ہے۔ لیلۃ القدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح القدس اپنے پروردگار کی اجازت لیکر اترتے ہیں اور ہر امر سے سلام بھیجتے ہیں۔ تا آنکہ صبح پھوٹ پڑتی ہے''۔

جب میں **تنزل الملئکۃ والروح** پر پہنچا تو یہ حقیقت کبریٰ میرے دل پر منکشف ہوگئی کہ امت محمدیہ پر ملائکہ اور روح القدس کا نزول ہر سال ''لیلۃ القدر'' میں ہوتا ہے اور امت عیسوی میں ایسی مثال صرف ایک دفعہ ملتی ہیں، پس اس قسم کے وساوس جو مرزائی شیاطین کی طرف سے مسلمانوں کے قلوب میں عام طور پر ڈالے جاتے ہیں، یکسر بے حقیقت ہیں۔ جن میں محض لفظی ہیر پھیر اور کتمان حقیقت سے کام لیا جاتا ہے۔

قادیان کی دجالی مسیحیت کے نمائندہ ''الفضل'' کا تیسرا سوال حسب ذیل ہے:

تیسرا سوال: ''وہ طاقتور ہستی جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی امت کی اصلاح فرمانے کے لیے ظہور فرمایا۔ اسی خداوند کو خدا باپ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی امت کی اصلاح وامداد کے لیے آسمان سے نازل کرنے کا بزبان پیغمبر اسلام بقول محمدیاں وکتب محمدیاں پیغام سنایا اور پیغمبر اسلام کے اس پیغام پر محمدی حضرات صدق دل سے ایمان لاکر تاایں دم خداوند کی امداد اور آسمان سے نازل ہونے کے منتظر ہیں۔ پیغمبر اسلام نے ہمارے خداوند کو نہ صرف اصلاح کرنے اور امداد دینے والا ہی فرمایا بلکہ ان کی مقدس ذات کو حکم اور عدل بھی اپنے ان اقوال میں کہا جن کو حدیثیں کہتے ہیں اور یوں خداوند کے کلام کی محمدیوں میں منادی کی''۔

جواب: حیران ہوں کہ اس بے معنی سوال کا مطلب کیا ہے؟ کیا ''الفضل'' یہ چاہتا ہے، چونکہ عیسائی مسلمانوں کو طعن دے رہے ہیں کہ حضور سرور کائنات ﷺ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درجہ کی تعریف کی ہے اور انہیں حکم وعدل بتایا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مبارک کام کی محمدیوں میں منادی کی ہے۔ لہٰذا مسلمانوں کو چاہیے کہ قرآن پاک اور حدیث شریف کے ارشاد کو بالائے طاق رکھ کر مرزائے قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے لگ جائیں۔ جنہیں خدا تعالیٰ ﴿وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ﴾ کہہ رہا ہے۔

باقی رہا یہ قصہ جو اس سوال میں مذکور ہوا ہے اور جسے مرزائی بھی بڑے زور سے اپنا رہے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام مسلمانوں کی دینی اصلاح کے لیے اس وقت آئیں گے جب امت محمدی گمراہ ہو چکی ہوگی، اس کی سند احادیث وقرآن سے کہیں نہیں ملتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول علامت قیامت کے طور پر ہے۔ جس کے سلسلہ میں حسب ذیل کام ان کے ہاتھوں پورے ہوں گے۔

قتل دجال، کسر صلیب، قتل خنزیر، رفع جزیہ ان میں کہیں مذکور نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کی (جو گمراہ ہو چکی ہوگی) دینی اصلاح کریں گے۔ ان کا نزول یہودیوں اور عیسائیوں پر ہر طرح سے اتمام حجت کرنے کے لیے ہوگا اور امت محمدیہ کے صادقین ان کے نزول سے پہلے ہی اپنے فرائض انجام دے رہے ہوں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یقیناً اسلامی لشکر میں شامل ہو کر دجالی لشکر سے جنگ کریں گے اور اس طرح اسلام اور مسلمانوں کی امداد فرمائیں گے۔ وہ پہلے بھی اسلام ہی کے پیغمبر تھے اور نبوت لیتے وقت بارگاہ ایزدی میں یہ میثاق کر چکے تھے کہ میں بشرط زندگی آخری نبی پر ایمان لاؤں گا اور

اس کی مدد کروں گا۔ مرزائیوں کا یہ طرز عمل کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اسلام سے متغائر بلکہ اس کا مدمقابل بنا کر مسلمانوں کو دھوکا دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ ان کے صحیح درجہ کو قبول کرنے سے انکار کر دیں۔ حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بھی ہمارے جیسے یعنی مسلمانوں کی طرح تھے اور جب آئیں گے تو بھی مسلمانوں میں ہوں گے۔ عیسائی جو انہیں خداوند کہہ کر پکار رہے ہیں۔ ان پر کسی قسم کا حق نہیں رکھتے۔

قادیان کی دجالی مسیحیت کے نمائندہ ''الفضل'' کا

چوتھا، پانچواں اور چھٹا سوال: یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق متذکرہ صدر عقائد رکھنے سے حضور سرور کائنات ﷺ پر ان کے درجہ کی برتری ثابت ہوتی ہے۔ یعنی ان کا آسمان پر اُٹھایا جانا۔ اتنی لمبی عمر پانا، پھر زمین پر نازل ہونا اور بقول ان کے اس امت کی اصلاح کرنا جسے حضور سید المرسلین ﷺ کی تربیت و تعلیم بھی راہ راست پر نہ رکھ سکی۔ ایسے امور ہیں جن سے حضرت ختمی مرتبت پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی برتری ظاہر ہوتی ہے۔

اس سے زیادہ لغو سوال اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ خدا کے نزدیک انبیائے کرام علیہم السلام کی تفضیل کا معیار یہ نہیں جو اوپر بیان ہوا اور نہ دنیا میں انسان کسی انسان کو روحانی طور پر اس بنا پر برتر خیال کر سکتا ہے کہ فلاں کو موٹر یا طیارہ مل چکا ہے، یا فلاں مریخ کی سیر کر آیا ہے یا فلاں کی عمر زیادہ ہے۔ اس سوال کا جواب کہ خداوند کریم نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو کفار کے ہاتھوں بچا کر آسمانوں پر اُٹھا لیا۔ لیکن حضرت ختمی مرتبت ﷺ کو ایسی حالت میں ہجرت کا حکم دیا۔ انہیں آسمانوں پر کیوں پناہ نہ دی۔ وہ واقعات شہادت دے رہے ہیں جو ہجرت کے بعد ظہور پذیر ہوئے اور جنہوں نے نوع انسانی کی تقدیر پلٹ کر رکھ دی۔

مسلمان اگر حضرت ختمی مرتبت ﷺ کا درجہ دیکھنا چاہیں تو انہیں قرآن پاک اور اس کی ان آیات کو پیش نظر رکھنا چاہیے جن میں تکمیل دین، ختم رسالت، معراج اور میثاق النبیین کا ذکر کیا گیا ہے اور اگر عیسائی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی فضیلت کا قصہ لے بیٹھیں تو ان کے ساتھ بحث کرنے اور اس بحث کے سلسلہ میں مرزائے قادیانی کی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالیاں دینے کی بجائے انجیل ہی دکھا دینی چاہیے کہ خود حضرت عیسیٰ علیہ السلام حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے متعلق کیا کہہ گئے ہیں، ''یوحنا'' کی انجیل باب ۱۴ میں لکھا ہے۔ ''اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار (وکیل اور شفیع) بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے یعنی سچائی کا روح جسے دنیا حاصل نہیں کر سکتی''۔ (آیت ۱۶ و ۱۷) ''میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کیں۔ لیکن مددگار (وکیل اور شفیع) یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا ہے وہ سب تمہیں یاد دلائے گا'' (**مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَكُمْ**)''۔ (آیت ۲۵، ۲۶) ''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار (سرور کونین ﷺ) آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں''۔ (آیت ۳۰) ''میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لیے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار (وکیل و شفیع) تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارے میں قصوروار ٹھہرائے گا۔ گناہ کے بارے میں اس لیے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارے میں اس لیے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں اور تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارے میں اس لیے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے۔ مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنی ہیں مگر اب تم ان کی برداشت نہیں کر سکتے لیکن وہ یعنی سچائی (دین کامل) کی راہ دکھائے گا اس لیے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو کچھ سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے۔ ''وَمَا

یَنطِقُ عَنِ الْهَوٰی اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی﴾ (آیت ۳، ۴، نجم ۱۴)

انجیل میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ان ارشادات کی موجودگی میں اگر عیسائی حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے فیضان رحمت سے محروم رہیں تو ان کی مرضی۔ مسلمان مرزائیوں اور ان کے پیشوا کی طرح یہ نہیں کر سکتے کہ عیسائیوں کی ضد میں آ کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو برا بھلا کہنے لگیں اور اسی طرح مردود ہو جائیں۔ جس طرح عیسائی اور مرزائی ایک یا دوسرے اولوالعزم نبی کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہو کر مردود ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں کی تثلیثی مسیحیت اور مرزائیوں کی دجالی مسیحیت میں اسلام کی تخریب کے لیے جو چولی دامن کا ساتھ ہے اور جو خفیہ معاہدہ ہو چکا ہے۔ اس پر اس سلسلہ مضامین کے آخیر میں روشنی ڈالی جائے گی۔

لاہوری مرزائیوں کی منطقی موشگافیاں

استفسارات کے سلسلہ میں ایک لاہوری مرزائی نے بھی راقم الحروف سے چند سوالات کیے ہیں۔ جن کی حیثیت منطقی موشگافیوں سے زیادہ نہیں یہ سوالات اور ان کے جواب ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

سوال نمبرا: ہمارا ایمان ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہو کر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر ختم ہو گیا۔ اب قیامت تک وحی رسالت اور باب نبوت بند ہو چکا ہے۔ جیسا کہ قرآن شریف اور احادیث شریف سے ثابت ہے تو:

ا..... یہ آپ کس طرح مانتے ہیں کہ حضرت مسیح ابن مریم دوبارہ تشریف لائیں گے جب کہ نبوت اور وحی رسالت کا سلسلہ بند ہو چکا ہے اور قرآن ''خاتم الکتب'' سماوی ہے۔

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے سلسلہ میں جو نصائص قرآن حکیم میں ملتے

ہیں اور جو خبریں احادیث صحیحہ میں دی گئی ہیں ان میں کہیں یہ مذکور نہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد اجرائے وظیفہ نبوت کے لیے ہوگی اور ان پر قرآن پاک کے علاوہ کوئی اور بھی آسمانی کتاب نازل ہوگی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کا مقصد قرآن کی رو سے ﴿عِلْمٌ لِّلسَّاعَةِ﴾ سے زیادہ نہیں۔ جیسا کہ میں اسی سلسلہ مضامین قرآن حکیم کے نصوص بیان کر کے دکھا چکا ہوں۔

سوال (ب): حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات قرآن مجید اور احادیث شریف، ائمہ اور مجتہدین کے اقوال سے ثابت ہے اور ہندوستان کے مشہور حضرات مثلاً ابوالکلام آزاد، ڈاکٹر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی اور یوسف علی وغیرہ وغیرہ وفات مسیح علیہ السلام کے قائل ہیں۔

الجواب: میں لکھ چکا ہوں کہ مجھے اس بات کا علم نہیں کہ متقدمین و متاخرین میں کون کون سے علماء وفات مسیح علیہ السلام کے قائل تھے، یا ہیں لیکن اتنا میں جانتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں مسیح کے زندہ ہونے اور دوبارہ آنے کی خبر دی ہے اور قرآن کریم کی آیات سے بھی یہی ثابت ہے۔ اگر بعض حضرات وفات مسیح کے قائل ہیں تو ہوا کریں، مجھے ان سے کوئی سروکار نہیں۔

سوال (ج): اگر حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ آسمان سے نزول فرمائیں۔ تو لامحالہ ان کو قرآن شریف کی تعلیم پر چلنا اور پڑھنا ضروری ہوگا۔ اگر ان کا یہ فعل خدا کے حکم کے ماتحت ہوگا جو جبرئیل کے ذریعے ان کو ملے گا تو یہ قرآن شریف کے خلاف ہے کیونکہ وحی رسالت کا دروازہ بند ہے۔

الجواب: میں اس امر کی تشریح کر چکا ہوں کہ جس دین کی تبلیغ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور

دیگر انبیائے کرام نے اپنے اپنے عہد رسالت میں کی، وہی دین حضرت ختمی مرتبت ﷺ نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا، لہٰذا اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرآن حکیم پر عمل کریں گے تو یہ ان کی شان نبوت کے خلاف امر کیوں ہو گیا۔ باقی رہا یہ سوال کہ وہ ایسا کیوں کریں گے۔ آیا ان کو وحی کے ذریعے ایسا کرنے کا حکم دیا جائے گا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حکم انہیں اور دیگر انبیا کو اسی روز دیا گیا۔ جس روز ان کو اکرام ذوالجلال نے نبوت و رسالت کے منصب سے نوازا تھا اور ان سے وعدہ لے لیا تھا کہ اگر وہ ظہور ختم المرسلین ﷺ کے عہد کو پائیں تو ان کی رسالت یعنی ان کی لائی ہوئی کتاب پر ایمان لا کر ان کی مدد کریں۔ اسی مقصد کے لیے ان پر کسی تازہ وحی کے نزول کی ضرورت نہیں۔

اسی سوال کے ضمن میں یہ بھی پوچھا گیا ہے کہ اگر آپ کہیں کہ وہ امتی ہو کر آئیں گے تو صاحب شریعت اور مستقل نبی کو کس جرم کی بنا پر معزول کیا جائے گا، اگر وہ اس عہد جلیلہ سے اتار کر ایک امتی بنائے جائیں گے تو یہ قرآن شریف کے خلاف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ﴿وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِیُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ﴾ کسی رسول کو مطیع بنانے کے لیے نہیں بھیجتے بلکہ مطاع بنانے کے لیے بھیجتے ہیں۔

اس منطقی موشگافی کا جواب بھی وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ ''میثاق النبیین'' والی آیت اس امر پر شاہد دال ہے کہ تمام انبیائے کرام بشرط زندگی حضرت ختمی مرتبت ﷺ پر ایمان لانے اور ان کی مدد کرنے یعنی ان کی امت میں شامل ہونے کا وعدہ کر چکے ہیں۔

سوال (د): ہر رسول سے قیامت کے دن اس کی امت کے بارے میں سوال ہوگا۔ کیا امت محمدیہ کے متعلق حضرت محمد ﷺ کافی نہیں کہ آپ اور حضرت مسیح دونوں سے سوال کیا جائے گا۔ حالانکہ قرآن شریف میں ''سورۂ مائدہ'' کے آخر میں صاف درج ہے کہ

''مسیح'' سے صرف اس کی امت کے متعلق پوچھا جائے گا۔

الجواب: یہ آپ سے کس نے کہا کہ قیامت کے دن حضرت عیسیٰ علیہ السلام امت محمدیہ کے متعلق بھی مسئول ہوں گے۔ کسی مسلمان کا یہ عقیدہ نہیں کہ ان سے امت محمدیہ کے متعلق کوئی سوال کیا جائے گا۔ البتہ وہ اپنی امت کے گمراہ ہوجانے اور ان پر آخری دور میں یعنی قیامت کے قریب ایمان لانے کے متعلق شہادت دیں گے۔

سوال (س): ایک طرف آپ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح قیامت سے کچھ پہلے آئیں گے اور دنیا سے کفر کو مٹا دیں گے اور کافران کی پھونکوں سے ہلاک ہوجائیں گے۔ دوسری طرف قرآن شریف میں موجود ہے ﴿وَاَلْقَيْنَا بَيْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ﴾ کہ قیامت تک یہود اور نصاریٰ میں عداوت رہے گی۔

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے مقاصد احادیث شریف میں بالتشریح مذکور ہیں اور ان کے ساتھ ہی یہ بھی بتا دیا گیا کہ قتل دجال کے بعد مسلمانوں کو کفار پر ایک دفعہ غلبۂ کامل حاصل ہوجائے گا لیکن کچھ عرصہ کے بعد کفار میں سے ایک قوم پھر خروج کر کے مسلمانوں کو پریشان کردے گی اور مسلمان پہاڑوں پر پناہ لینے کے لیے مجبور ہوجائیں گے۔ جہاں وفات پاجائیں گے۔ اس کے بعد خدا کو ماننے والا ایک متنفس بھی روئے زمین پر باقی نہ رہے گا اور کفار جو یقیناً آپس میں بغض وعداوت رکھیں گے۔ اس کرۂ ارضی کو اپنے ظلم سے معمور کردیں گے انہی پر قیامت آئے گی۔

سوال (ص): کیا آپ کے موہومہ مسیح کے بعد بھی مجددین آتے رہیں گے جیسا کہ اس امت کے لیے وعدہ ہے۔

الجواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد جیسا کہ میں تشریح کرچکا ہوں تجدید واحیائے

دین سے کوئی تعلق نہیں رکھتی۔ یہ آمد محض "**علم للساعة**" کے طور پر ہے۔ جس کے بعد قیامت آجائے گی۔ لہٰذا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

سوال(ض): قرآن شریف (سورۂ نور، رکوع ۷) ﴿**وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْاَرْضِ**﴾ میں اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ دین کی اشاعت کے لیے خلیفہ بھیجتا رہوں گا اور حضور ﷺ نے اس کی یوں تفسیر فرمائی ہے کہ **إن الله يبعث في هذه الامة على رأس كل مائة سنة من يجدد لها دينها**، اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک ایسا شخص بھیجتا رہے گا جو اس دین کو تازہ کرے گا۔

اگر قرآن شریف کی مندرجہ بالا آیت شریف اور حدیث شریف کے مطابق تیرہ سو سال سے مجدد آتے رہے اور جو آج بھی مجدد کے نام سے یاد کیے جاتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے کہ اس صدی کے نصف سے زائد گزر جانے پر مجدد کا نام و نشان بھی نہیں۔ اب تو پندرھویں صدی کے مجدد کا زمانہ قریب آرہا ہے۔ کیا چودھویں صدی خالی ہی جائے گی اور (نعوذ باللہ رب العالمین) اس کے رسول مقبول کا وعدہ پورا نہ ہوگا؟

الجواب: امت مسلمہ میں "امر بالمعروف" اور "نہی عن المنکر" کرنے والے صلحاء ہمیشہ موجود رہتے ہیں اور کسی قسم کی شہرت کی خواہش یا دعوے کے بغیر اپنا کام کر جاتے ہیں۔ کوئی لمحہ خدا کے بندوں سے خالی نہیں گزرتا۔ باقی رہا ہر صدی کے سر پر مجدد کی آمد کا مسئلہ تو اس سے ہر مسلمان کے لیے مجدد وقت کو پہچاننا اور اس پر ایمان لانے کی شرط اسلام قرار دینا ضروری اور صحیح نہیں۔ مجدد آتے اور اپنا کام کر جاتے ہیں۔ لہٰذا تیرھویں صدی ہجری کے سرے پر بھی حسب فرمودۂ رسول اللہ ﷺ ضرور کوئی شخصیت دنیائے اسلام میں پیدا ہوئی ہوگی، جس کے ظاہری اور باطنی فیضان سے چودھویں صدی ہجری کے مسلمان مستفیض

ہو رہے ہیں۔ یہ سوال کہ وہ مجدد کون تھا؟ چنداں اہمیت نہیں رکھتا۔

ایک اور لاہوری مرزائی جناب محمد صادق صاحب ہیڈ ماسٹر سنوری گیٹ پٹیالہ نے ''پیغام صلح'' میں راقم الحروف سے یہ استفسار کیا ہے:

''مکرمی خان صاحب! **السلام علی من اتبع الھدیٰ**۔ میں آپ کے اخبار ''احسان'' کا تقریباً روزانہ مطالعہ کرتا رہتا ہوں۔ جماعت قادیان کی مخالفت کی وجہ تو میری سمجھ میں آتی ہے کہ انہوں نے اپنے امام کی وصیت کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے سید المرسلین ﷺ کے بعد آں حضور کے ایک متبع کو نبی بنا دیا اور اس طرح سے اس سید الانبیاء ﷺ کی ہتک کے مرتکب ہوئے اگر'' جماعت احمدیہ'' قادیان کے ساتھ آپ کی مخالفت کی بنا اجرائے نبوت کے عقیدہ ہے تو پھر جماعت احمدیہ لاہور کی مخالفت کے لیے آپ کے پاس کون سے وجوہ ہیں۔ جماعت احمدیہ لاہور کے معزز اراکین بار بار اپنے عقائد کا اعلان کر چکے ہیں اور ان میں کوئی ایسی بات نہیں جس کی وجہ اسلام میں کسی قسم کا فتنہ پیدا ہوتا ہو۔ آپ اور ہم سب کا خدا ایک، سب کا رسول ایک، سب کا قرآن ایک، سب کا ملائکہ اور یوم آخرت پر ایمان۔ ان باتوں پر تو ایمان لا کر ایک دہریہ بھی پکا مسلمان ہو جاتا ہے، تو پھر اس جماعت سے آپ کی بنائے مخاصمت کیا ہے؟

الجواب: اگر سچ پوچھتے ہو تو لاہوری مرزائیوں سے میری بنائے مخاصمت یہ ہے کہ یہ لوگ مرزا غلام احمد قادیانی کے تمام دعاوی کو اسلام کی تعلیم کے منافی سمجھ لینے اور جان لینے کے باوجود اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ اسے نہ صرف مسلمان بلکہ ایک برگزیدہ مسلمان ثابت کریں۔ لاہوری مرزائیوں کے اکثر لوگ سمجھ چکے ہیں کہ مرزا غلام احمد قادیانی مفتری اور کذاب تھا۔ ان میں کے بعض لوگ اپنے دلوں میں اسے مخبوط الحواس قرار دیتے ہیں۔

لیکن اس کے باوجود محض ہٹ دھرمی کی بنا پر دجل وزور کی اس دکان کو چمکانے کے لیے کوشاں رہتے ہیں، جس کے فریب خوردہ گاہک وہ بن چکے ہیں۔ لاہوری مرزائی کہتے ہیں کہ ''مرزا غلام احمد قادیانی کی تحریرات'' میں جو دعاوی انبیائے کرام علیهم السلام کی توہین اور صلحائے امت کی تذلیل پر مشتمل ہیں۔ وہ محض شطحیات یعنی مجذوب کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور نبی، رسول یا تشریعی نبی ہونے کے متعلق اس کے جتنے دعاوی ہیں۔ وہ بطور مجاز و استعارہ استعمال ہوئے ہیں۔ لیکن محدث، **ملهم من الله، مامور من الله** اور مسیح موعود ہونے کے متعلق جو دعاوی ہیں، وہ صحیح ہیں۔ یہ پوزیشن عقلی حیثیت سے کس قدر فرومایہ استدلال ہے۔ اگر تم مرزائے قادیانی کے دعاوی نبوت و رسالت کو مجاز یعنی بناوٹ پر محمول کرتے ہو تو کیا وجہ ہے کہ اس کے محدث، ملہم، مجدد، مامور اور مسیح ہونے کے دعاوی کو بھی بناوٹ نہیں سمجھتے اور موخر الذکر دعاوی کو تسلیم کرنا شرط ایمان قرار دیتے ہو اور ان دعاوی کے جواز کے لیے قرآن پاک اور احادیث کے معانی میں تحریف و تاویل کرنے سے بھی محترز نہیں رہتے اگر اس شخص کے دعاوی کا ایک حصہ اس کے دماغی توازن کی خرابی کا نتیجہ تھا، یا مجاز و استعارہ تھا تو اس کے دعاوی کا دوسرا حصہ کس طرح واجب التسلیم ہوگا۔ سوال یہ نہیں کہ تم کیا کہہ رہے ہوں۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کو تم نے اپنا پیشوا بنا رکھا ہے۔ اس کے اقوال و اعمال شریعت غرائے اسلامیہ کی روشنی میں کیسے تھے؟ تم کہتے ہو کہ تم یعنی لاہوری مرزائی خدا کی وحدانیت، محمد عربی ﷺ کی رسالت کاملہ، قرآن پاک، ملائکہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھنے والے اشخاص کو دائرہ اسلام سے خارج نہیں کہتے۔ لیکن تمہارا عمل یہ ہے کہ مستفسر نے اسی استفسار میں ''راقم الحروف'' کو اسلامی طریق سے سلام کہنے کے بجائے ''**والسلام علی من اتبع الهدیٰ**'' کا وہ جملہ لکھا ہے، جو مسلمان کفار کے لیے استعمال

کرتے ہیں۔ تم کہتے ہو کہ ہمیں مسلمانوں کے ساتھ نمازیں پڑھنے ان کے جنازوں میں شامل ہونے اوران کے ساتھ رشتہ ناطہ کے تعلقات قائم رکھنے میں کوئی عذر نہیں۔ لیکن تمہارا حال یہ ہے کہ تم نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ تعمیر کر رکھی ہے اور کبھی مسلمانوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ ابھی لاہور میں عیدین کی نماز تم مسلمانوں سے الگ ہو کر ادا کرتے ہو۔ تم کہو گے کہ اہل حدیث بھی تو ایسا کرتے ہیں۔ اگر وہ کرتے ہیں، تو وہ بھی غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ باقی رہا یہ سوال کہ تمہارے عقائد جو تم ظاہر کرتے ہو، آیا تمہیں دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں یا نہیں؟ اس کا فیصلہ تمہیں دین اسلام کے جید علماء کے سامنے اپنے عقائد پیش کر کے حاصل کرنا چاہیے اور سب سے پہلے تمہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے متعلق اس کے اقوال و اعمال کی بناء پر فتویٰ حاصل کرنا چاہیے۔ اگر تم یہ نہیں کرتے تو مسلمان تمہارے متعلق یہی سمجھنے پر مجبور ہیں کہ تم بھی ذرا مختلف رنگ میں تخریب دین اسلام کا وہی وظیفہ بجالا رہے ہو جس کے لیے مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنا ایمان اغیار کے ہاتھ بیچ ڈالا تھا اور امت مسلمہ میں ایک ایسے فتنہ کی بنیاد رکھ دی جس کی جان کو ہم آج تک رو رہے ہیں اور نہ معلوم کب تک روتے رہیں گے۔

قادیانی تحریک اور اس کا پس منظر

قادیانیت کی تحریک جو کسی قدر ترقی پا کر اسلام اور دنیائے اسلام کے لیے ایک زبردست خطرہ بن چکی ہے۔ آج کل مسلمانان عالم کے تمام چھوٹے بڑے طبقات کی توجہات کو اپنی جانب جلب کر رہی ہے۔ علمائے دین قیم نے اس مذہب کے بانی کے ملحدانہ دعاوی کو اسی روز بھانپ لیا تھا، جس روز کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے ان کا اعلان کیا تھا۔ علمائے کرام کا کام یہی تھا کہ ایک نئے فتنے کو دین حقہٗ اسلام کی مسلمات کے معیار پر پرکھ کر

اس کے کھرے یا کھوٹے ہونے کا اعلان کر دیتے اور اس فتنہ کا سد باب کرنے کے لیے ارشاد و تبلیغ کے حربہ کا استعمال کرتے۔ ہندوستان کے حالات اس سے زیادہ ہمت یا اقدام کرنے کی اجازت نہیں دیتے تھے۔ حکومت کا اقتدار سات سمندر پار سے چل کر آنے والی غیر مسلم قوم کے ہاتھ میں تھا۔ حکومت اسلامی کے زوال کے باعث احتساب شرعی کا کوئی محکمہ موجود نہ تھا، جو الحاد و ارتداد کے اس فتنہ کو سیاستاً دبا سکتا۔ لہٰذا علمائے اسلام کی مساعی کے باوجود مرزائیت کے "وچل" کی یہ دکان چل نکلی اور لوگ جو اس کے منافی اسلام تعلیم کو دیکھتے اور جانتے تھے حیران ہو ہو کر کہنے لگے کہ آیا مرزا غلام احمد اور اس کے متبعین نے محض دکانداری اور جلب منافع دنیوی کے لیے یہ نئی قسم کی ایک گدی قائم کر لی ہے، یا اس کی تہہ میں کوئی اور محرکات کام کر رہے ہیں۔ عام طور پر یہی سمجھا گیا کہ مرزا غلام احمد نے اپنے زمانہ کی الحاد پرور فضا سے فائدہ اٹھا کر حصول دنیا کے لیے یہ ڈھونگ کھڑا کیا اور سادہ لوح اور حقیقت دینی سے ناآگاہ اشخاص کو اپنے دام فریب میں پھنسا کر ایک گروہ پیدا کر لیا۔ جس کا داخلی نظم کس قدر باقاعدہ بنالیا گیا۔ مرزا غلام احمد جو طرح طرح کے ملحدانہ دعاوی کرنے سے پہلے اپنے وقت کے عام مولویوں کی طرح ایک مولوی تھا۔ وعظ کہنے اور عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے ساتھ مناظرے کرنے کے باعث خاص شہرت حاصل کر چکا تھا اور کچھ لوگ اس کی ان کوششوں کو استحسان کی نظروں سے دیکھتے اور اس کے متعلق حسن ظن رکھتے تھے۔ جب تک مرزا صحیح خطوط پر کام کرتا رہا اس وقت کے عالمان دین نے اس کا ساتھ دیا۔ اس کے کام کو سراہا اور اس کی مساعی کی تعریف کی۔ لیکن جونہی اس نے نیا بھیس بدل کر تخریب دین پر کمر ہمت باندھ لی۔ علماء اسلام نے اپنے فرض کو پہچانا اور اس سے الگ ہو گئے۔ لیکن اس دور کے علماء و مبصرین مرزائے قادیانی کے اس عصیان کو محض اس کی ذاتی

https://ataunnabi.blogspot.com/

حرص و ہوا کا نتیجہ سمجھتے رہے اور خیال کرتے رہے کہ مقصد محض منافع دنیوی کے حصول کے لیے ایک گدی کا قائم کرنا اور بیوقوفوں کی ایک جماعت حاصل کرنا ہے۔ اس سے زیادہ اس تحریک کی تہہ میں اور کوئی محرکات کام نہیں کر رہے۔

علمائے اسلام نے قادیان کی گدی قائم ہونے اور قادیانی جماعت کے ظہور پذیر ہونے کو اس دور کے لوگوں کی علم دین سے بے خبری پر محمول کیا، جو انگریزی حکومت اور انگریزی تعلیم کے باعث مسلمانان ہند میں عام ہو چکی تھی۔ لہٰذا اس تحریک کی حقیقی اہمیت عوام و خواص کی نظروں سے ایک طویل عرصہ اوجھل رہی تا آنکہ یہ فتنہ اور اس فتنہ کے پس پردہ کام کرنے والی محرکات اپنی حقیقی شکل میں سامنے آنے لگیں اور ہر جگہ کے مسلمان محسوس کرنے لگے کہ جس پودے کو آج سے پچاس سال پہلے ''قادیان'' ایسے گمنام گاؤں میں لگایا گیا تھا۔ اس کے برگ و بار کا نشو و نما مسلمانان عالم کے دین و دنیا کے لیے کیا معنی رکھتا تھا اور اس پودے کی کاشت، آبیاری اور نگہداشت کن مقاصد کے پیش نظر کی جا رہی تھی۔ نیز اس کی ترقی، اس کے زیر سایہ آنے والوں کے داخلی نظم اور ان کے حد سے بڑھتے ہوئے حوصلوں اور ان کے امراء و قائدین کی بے سروپا تعلیوں کے حقیقی اسباب و علل کیا تھے؟ ان امور کو سمجھنے کے لیے اس پس منظر کا نقاب اُلٹ کر ایک نظر دیکھنا ضروری ہے، جو اس تحریک کے لیے بمنزلہ اساس کے ہے۔ اس پس منظر کی حقیقت سمجھے بغیر کوئی صاحب ہوش و خرد انسان اس استعجاب کا شکار نہ رہے گا کہ مرزائی مسلمان کہلانے کے باوجود اسلام کے اس قدر دشمن کیوں ہیں اور یہ دیکھنے کے باوجود کہ مرزا غلام احمد کے اقوال نفی اسلام ہونے کے علاوہ نہایت مضحکہ خیز اور عقل انسانی کی بیّن توہین ہیں، وہ کیوں اسی کا دم بھرتے ہیں اور اس سلسلہ میں شامل رہنے پر مصر ہیں۔ اس مذہب کو ہندوستان میں جو تھوڑا بہت فروغ حاصل

ہوا۔ اس کی وجہ کیا ہے؟ اور مرزائیت کی تبلیغ کے بہانہ سے خارجہ ممالک میں جو مشن بھیجے جارہے ہیں ان کی حقیقی غرض و غایت کیا ہے؟ اس میں شک نہیں کہ اس گروہ میں کچھ فریب خوردہ لوگ بھی شامل ہیں۔ لیکن پڑھے لکھے آدمیوں کی اکثریت کے اس تحریک میں شامل ہونے کے وجوہ یکسر دوسرے ہیں، جو ان اسباب و علل کو جان لینے کے بعد پوری طرح منکشف ہو جاتے ہیں۔ جو خفیہ طور پر اس فتنہ کو کھڑا کرنے کا موجب بنے۔

قادیانی فتنہ کی حقیقت و اہمیت معلوم کرنے کے لیے سب سے پہلے ان حالات و کوائف پر ایک نگاہ ڈالنا ضروری ہے جو انیسویں صدی مسیحی اور اس کے نصف آخر میں تمام ممالک اسلامی کو اور مسلمانان ہند کو عام طور پر پیش آتے رہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں یورپ کی استعمار جو قوموں نے ایشیا اور افریقہ کی ان سرزمینوں پر جن میں مسلمان آباد تھے۔ ہلا بول رکھا تھا اور اسلامی ممالک یکے بعد دیگرے ان مسیحی اقوام کے زیر نگین ہوتے چلے جارہے تھے، مسلمانوں کی دوازدہ صد سالہ تاریخ میں پہلا موقع تھا، جب عیسائیت نے ان پر دنیوی اقتدار حاصل کرنا شروع کیا۔ اس سے پہلے عیسائیوں اور مسلمانوں میں جس قدر جنگیں ہوتی رہی، ان میں مسلمانوں کا پلہ بھاری رہتا تھا اور یورپ کی مسیحی دول کئی دفعہ صلیبی جنگیں کر کے مسلمانوں کے مقابلہ میں ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھ چکی تھیں۔ اس صدی کے تصادم اور اس میں عیسائیوں کا پلہ بھاری رہنے کے باعث یورپ کی مسیحی دول کے مدبروں کے ان مسائل پر غور کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی جو انہیں آزاد اسلامی ممالک یا مفتوح مسلمان قوموں کے مقابلہ میں اپنا اقتدار قائم کرنے اور قائم رکھنے کے لیے پیش آئے۔ انہوں نے دیکھا کہ ہر جگہ مسلمانوں کی مذہبیت ان کے مقاصد کی راہ میں حائل ہو رہی ہے۔ مسلمانوں کا جذبہ جہاد ان کے اقدام کے لیے زبردست خطرہ ہے اور مسیحیت کا مذہبی پیغام

جو افریقہ کی غیر مسلم اقوام کو نہایت آسانی سے مغربی استعمار کا مطیع و منقاد بنانے میں کامیاب ہو رہا ہے۔ اسلام کے مقابلہ میں کامیاب ہوتا نظر نہیں آتا۔ یہی وجہ تھی کہ انگلستان کا وزیر اعظم مسٹر گلیڈ اسٹون اور فرانس و روس کے بعض مدبروں اور پادریوں نے صاف الفاظ میں یہ کہہ دیا کہ جب تک قرآن حکیم موجود ہے مسلمانوں کی طرف سے عیسائیوں کے مذہبی اور دنیوی اقتدار کو خطرہ لاحق رہے گا۔ یورپ والے دیکھتے تھے کہ اسلامی ممالک میں جہاں جہاں وہ اپنے استعمار کا پرچم لے کر پہنچتے ہیں۔ مسلمانوں کا مذہبی جذبہ ان کی مخالفت پر کمر بستہ نظر آتا ہے۔ اگر افغانستان محمد اکبر خاں اور ہندوستان مغل مرزا اور بہادر شاہ ظفر ایسے مجاہد پیدا کرتا ہے، تو سوڈان اور سالی لینڈ میں محمد المہدی اور ملاّئے کبیر ایسے قائدین پیدا ہو کر ان کی استعماری اسکیموں پر ضرب کاری لگاتے ہیں اور تیونس، الجزائر، مراکش، مصر، طرابلس، غرض ہر جگہ انہیں ایک ہی قسم کے خیالات اور ایک ہی نوع کے جذبات سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے۔ ان حالات میں انہوں نے مسلمانوں کے دلوں سے مذہبیت کا اثر زائل کرنے اور ان کے درمیان طرح طرح کے دینی فتنے کھڑے کرنے اور ترقی دینے کی تجاویز سوچنی شروع کر دیں۔ جس کا ایک نمایاں اثر ہم اس دنیوی طریق تعلیم میں دیکھ رہے ہیں، جو ہر جگہ مسلمانوں کو مذہب سے بیگانہ بنا رہا ہے اور اس قسم کی کوششوں کا دوسرا نتیجہ مختلف قسم کی ملحدانہ تحریکات کی شکل میں رونما ہوا، جو تخریب دینی کے لیے معرض ظہور میں لائی گئیں۔ ایسی ہی تحریکات میں سے ایک تو "جہائیت اور بابیت" کی وہ تحریک ہے جس نے روسی ڈپلومیسی سے ہر قسم کا فیض حاصل کر کے ایران کی وحدت ملی کو خراب کرنا شروع کر دیا تھا اور دوسری تحریک یہی فتنہ قادیان کی ہے جس کے مقاصد کی تشریح میں آگے چل کر کروں گا۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

"مرزائیت" کی تولید کی حقیقت سے شناسا ہونے کے لیے یہ جان لینا ضروری ہے کہ عہد زار کے روسی استعمار نے ایران میں نفاق کا بیج بونے کے لیے محمد علی باب کو پیدا کیا۔ جس نے ایران میں ایک نئے مذہب کی بنیاد ڈال دی اور روسی خزانہ کی امداد کے بل پر اپنے پیرووں کی ایک قومی جماعت کھڑی کر لی۔ جس نے ایران میں بغاوت کا علم بلند کر دیا۔ ایرانی مسلمان اس فتنہ کا سر بزور شمشیر کچلنے میں کامیاب ہو گئے اور اس تحریک کے سرغنے بھاگ کر دولت عثمانیہ کے ممالک میں پناہ گزیں ہوئے۔

مملکت عثمانیہ کی فضا نبوت و مہدویت اور الوہیت کے دعوے داروں کے لیے سازگار نہ تھی۔ لہٰذا وہاں کچھ عرصہ نظر بند رہنے کے بعد انہوں نے "مالٹا" اور "قبرص" کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز بنایا اور یورپ و امریکہ کے مختلف بلاد و امصار کا چکر لگاتے رہے۔ "بہائی مذہب" کے عقائد و مسلمات اور "بہائی تحریک" کے نشو و ارتقا کا مطالعہ کیا جائے تو صاف نظر آ جائے گا کہ مرزائیت نے اسی تحریک سے ہندوستان میں نیا فتنہ برپا کرنے کا خیال حاصل کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے اکثر دعاوی اور اس کا طریق استدلال تمام تر "بابیوں" اور "بہائیوں" کے دعاوی اور ان کے طریق استدلال کا چربہ تھا۔ اگر "بہائی" اور "بابی تحریک" کا مقصد روس کے استعماری مقاصد کے لیے ایران کی قومی اور ملی وحدت کو برباد کرنا تھا تو قادیانی تحریک کا مقصد ہندوستان میں برطانیہ کے استعماری مقاصد کے قیام و دوام کے لیے راستہ صاف کرنا ہے۔ ایران کے مسلمانوں نے اس خطرۂ عظیم کو جلد محسوس کر لیا۔ لیکن ہندوستان کے مسلمان جو محکوم ہو چکے تھے قادیانیت کے خطرہ کے سیاسی پہلو سے غافل رہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ وہ اس فتنہ کی سیاسی حیثیت کے متعلق کچھ کہنے سے معذور بھی تھے اور انیسویں صدی مسیحی کے نصف آخر میں ۱۸۵۷ء کے ناکام جہاد آزادی کے

باعث وہ اس قدر دبادیئے گئے تھے کہ حکمرانوں کے خوف کے باعث کچھ کہہ نہیں سکتے تھے۔

سوڈان، سالی لینڈ، افغانستان اور ہندوستان کے تجارب نے برطانیہ کے استعماری خواہ مدبروں کے دلوں میں یہ اندیشے پیدا کر دیئے تھے کہ مسلمان اپنے صحیح عقائد پر قائم رہے تو کسی نہ کسی وقت اس استعمار کے لیے زبردست خطرہ بن سکتے ہیں۔ ان کے سامنے بابی اور بہائی تحریک کا تجربہ بھی تھا جو روس کی استعماری ریشہ دوانیوں نے ایران میں کیا تھا۔ وہ اس تاک میں تھے کہ اس قسم کی کوئی تحریک ہندوستان میں شروع کرائی جائے۔ اس مقصد کے لیے برطانی استعمار کے ایجنٹوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو کار برآری کے لیے منتخب کیا۔ جس نے ان ایجنٹوں کا اشارہ پاکر ایک نئے مذہب کی بنیاد رکھ دی۔ اس امر کا ثبوت کہ مرزائے قادیانی برطانیہ کی استعماری خواہشات کا ایجنٹ تھا۔ خود اس کی تحریرات سے پیش کیا جائے گا۔

مرزائیت کی تعلیم

سیاسی حیثیت سے برطانی استعمار کو مسلمانوں کے جذبہ جہاد میں ایک خوفناک سد سکندری اپنے مقاصد کی راہ میں حائل نظر آتی تھی ۱۸۵۷ء کے بعد حکومت نے اس جذبہ کو دبانے کے لیے قدغن کر رکھی تھی کہ کوئی شخص انگریزوں کو نصاریٰ کی اسلامی اصطلاح سے یاد نہ کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی قبیل کے دین فروش اور دنیا پرست مولویوں سے مذہبی حیثیت میں بادشاہ وقت کی اطاعت فرض قرار دینے کے لیے پروپیگنڈا کرایا گیا اور ﴿اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ﴾ کی نئی نئی تفسیریں سامنے آنے لگیں۔ وہابیوں کو جن میں مذہبی تقشف زیادہ نمایاں تھا، باغی کا مرادف سمجھا گیا۔ جس زمانہ میں مرزائے قادیانی اپنے عجیب وغریب دعاوی کے ساتھ مسلمانوں کے سامنے آیا۔

اس وقت تک ہندوستان کے ایسے مسلمان امرا اور علما جنہیں اسلامی حکومت کی بربادی کا احساس تھا ناپید ہو چکے تھے۔ ۱۸۵۷ء کے حادثہ کے بعد جس میں مسلمانوں کو خوفناک تباہی کا سامنا ہوا۔ کامل ایک پشت ایسے دور میں سے گزری جو دینی اور دنیوی تعلیم سے یکسر بیگانہ تھا۔ گویا نئے خیالات اور نئے اثرات کو قبول کرنے کے لیے زمین ہموار ہو چکی تھی۔ ان حالات کے اندر مرزا غلام احمد قادیانی نے اس مذہب کی تبلیغ شروع کی۔ جس کے پیش نظر مسلمانوں کے عقائد کی دنیا میں حسب ذیل انتشار پیدا کرنا تھا۔ مرزائیت کی تعلیم کی نمایاں خصوصیات جیسا کہ میں اس سلسلہ مضامین تشریح کر چکا ہوں حسب ذیل ہیں۔

"حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر دین کی تکمیل اور نعمت خداوندی کے اتمام کا عقیدہ صحیح نہیں اور نبوت و رسالت کے دروازے تا قیام قیامت کھلے ہیں، یعنی ایسے پیغمبر مبعوث ہو سکتے ہیں جو نوع انسانی کو دینی حیثیت سے نئے نئے پیغامات سنائیں گے۔ ایسے ہی پیغمبروں میں سے ایک مرزا غلام احمد قادیانی ہے جس پر ایمان لائے بغیر کوئی شخص مسلمان نہیں ہو سکتا۔ حج کے لیے مکہ معظمہ میں مسلمانوں کا اجتماع ضروری نہیں۔ یہ ثواب قادیان کی ارض حرم میں منعقد ہونے والے سالانہ جلسہ میں جا کر حاصل ہو سکتا ہے۔ اس نئے پیغمبر نے کفار کے مقابلہ میں مسلمانوں کے دین و دنیا کی حفاظت و مدافعت کے لیے جہاد بالسیف کو منسوخ قرار دے دیا ہے (اگرچہ غیر مسلم ابھی تک اسلام کے مقابلہ میں تلوار استعمال کر رہے ہیں) مسلمانوں کی امیدیں جو وہ مہدی آخر الزمان کے ظہور اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کے سلسلہ میں لگائے بیٹھے ہیں بے بنیاد ہیں۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے تھے اور مہدی آخر الزمان کے متعلق آنے والی پیشین گوئیوں کی حقیقت امت مسلمہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کے خروج سے پہلے نہیں سمجھی۔ انگریز حکمرانوں

https://ataunnabi.blogspot.com/

کی غیر مشروط اطاعت اور سلطنت برطانیہ کی خیر خواہی و خدمت نئے دور کے مسلمانوں کا مذہبی فرض ہے۔ ازبس کہ روئے زمین کے تمام مسلمان اس نئے پیغمبر کی نبوت پر ایمان نہ لانے کے باعث بارگاہ الٰہی میں مقہور و مغضوب ہو چکے ہیں لہٰذا کسی قسم کی ہمدردی کے مستحق نہیں۔ ترکی مٹتا ہے تو مٹ جائے، ایران فنا ہوتا ہے تو ہو جائے، عرب پر اغیار قبضہ جمار ہے ہیں تو جمالیں اور ان ممالک میں بسنے والی مسلمان قومیں غلام بنتی ہیں تو بنتی چلی جائیں، اس نئے اسلام اور اس کے پیرووں کو ان سے کسی قسم کا سروکار نہیں''۔

ظاہر ہے کہ اس قسم کی تعلیم دینے والے مذہب کے پیش نظر صرف ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے دلوں سے ان تمام عقائد کو اور ان کے دماغوں سے ان تمام خیالات کو دور کرنے کی سعی کی جائے، جو انہیں کسی نہ کسی موقع پر برطانیہ کی استعماری کوششوں سے متصادم کرنے کے امکانات کے حامل تھے۔ جہاد، مہدی آخر الزمان کے ظہور کا انتظار، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کی امید غرض ہر وہ شے جو مسلمان کے دل میں اس مغربی استعمار سے استخلاص کی امید پیدا کر رہی تھی، محو کرنے کی کوشش کی گئی اور اخوت اسلامی کے اس جذبہ کو جو مراقشی مسلمان کو چینی مسلمان کی تکلیف کا ساجھی بنانے والا ہے۔ دور کرنے کی پوری کوشش کی گئی۔ ان تمام امور کا اعتراف مرزا غلام احمد قادیانی کی اپنی تحریرات میں موجود ہے۔ جنہیں پڑھنے کے بعد کسی شخص کو اس امر میں شبہ کی گنجائش نہیں رہ سکتی کہ قادیان کا یہ متنبی حکومت برطانیہ کا سرکاری نبی تھا اور جو کچھ اس نے کیا وہ دین کی خاطر نہیں کیا، اللہ اور اس کے رسول کی خاطر نہیں بلکہ اس سرکار کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کیا۔ جس کے زیر سایہ اسے اتنا بڑا فتنہ پھیلانے کا موقع مل گیا تھا۔ حکومت برطانیہ کے کارندے جو مہدی سوڈانی کے مقابلہ میں لشکر بھیجتے اور اسے اس قدر خطرناک سمجھتے ہیں

کہ اس کی ہڈیاں تک قبر سے نکال لیتے ہیں لیکن اس قادیانی مہدی کو ہر قسم کی سہولتیں بہم پہنچاتے ہیں۔ تو اس کی وجہ یہ ہے کہ سوڈان کا مہدی مسلمانوں کے ان عقائد کی ایک جیتی جاگتی مخلوق تھا، جو آخری زمانہ کے فتن کے متعلق ان میں موجود ہیں اور قادیان کا مہدی اس سرکار کی اس خواہش کی پیداوار تھا کہ مسلمانوں کے دلوں سے مہدی آخر الزمان کے ظہور کی امیدیں محو ہو جائیں تاکہ ان کے لیے برطانیہ کے دنیوی استعمار پر انحصار کرنے کے سوا کوئی چارہ کار باقی نہ رہ جائے۔

قادیانیت کا سیاسی پہلو

یہ حقیقت تو اظہر من الشمس ہے کہ قادیانی مذہب کی کوئی کل دین حقہ اسلام کے مسلمہ معیار پر پوری نہیں اترتی اور اس امت کے بانی کی پٹاری میں بے سروپا تاویلوں اور عقل انسانی کی تذلیل کرنے والی دلیلوں کے سوا اور کچھ نہیں۔ نئے عقائد جن پر مرزائے قادیانی نے اپنے مذہب کی بنیاد رکھی ہے۔ متذکرہ ذیل شقوں کے ماتحت بیان کیے جا سکتے ہیں۔

۱.....نبوت کا دروازہ کھلا ہے۔ یعنی محمد عربی ﷺ کی ارادت وعقیدت کا دامن اس مضبوطی کے ساتھ تھامنے کی ضرورت نہیں جو مسلمانوں میں تیرہ سو سال سے چلی آ رہی ہے اور ان کے ایمان کی صحت کی شرط اولیں ہے۔

۲.....جہاد بالسیف منسوخ کر دیا گیا۔ یعنی مسلمانوں کو کفار کے مقابلہ میں اپنے دینی اور دنیوی شئون کی حفاظت کے لیے جہاد نہیں کرنا چاہیے۔ بلکہ نئے متنبی یعنی مرزا غلام احمد کے جہادِ لسانی پر اعتماد رکھنا چاہیے۔ جس کی امت محض مناظروں اور لفظی مجادلوں کے بل پر ساری دنیا کو فتح کر لے گی۔

۳......حج کے لیے کعبۃ اللہ تک جانے کی ضرورت نہیں یہ ثواب قادیان جا کر بھی حاصل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ مکہ اور مدینہ کی برکات اب اس نئی ارض پر نازل ہونے لگی ہیں۔

۴......ایسا مہدی آخر الزمان جس کے متعلق مسلمانوں کے اندر یہ خیال پایا جاتا ہے کہ وہ اس وقت اسلامی لشکروں کے قیادت کرے گا جب کفار نے چاروں طرف سے ہجوم کر کے مدینہ طیبہ اور مکہ معظمہ پر چڑھائی کر رکھی ہوگی، پیدا نہ ہوگا۔ کیونکہ احادیث میں جس مہدی کے آنے کا تذکرہ موجود تھا وہ قادیان میں آ چکا اور اس نے جہاد کرنے کے بجائے اسے منسوخ قرار دے دیا۔

۵......حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن کے متعلق مسلمانوں کا عقیدہ یہ ہے کہ وہ دجال کو قتل اور اس کے فتنہ کا استیصال فرمائیں گے فوت ہو چکے۔ لہٰذا وہ بھی نہیں آ سکتے۔ اس ابن مریم کی جگہ قادیان کا ''ابن چراغ بی بی'' آ گیا اور اس نے دجال کو اس کی اطاعت اپنے پیرووں پر فرض قرار دے کر ''قتل'' بھی کر دیا۔

۶......دولت بہیۂ برطانیہ کی اطاعت، فرمانبرداری، خیر خواہی اور خدمت ہر حال میں اس نئے مذہب کے پجاریوں کا مذہبی فرض ہے۔

ان ''ارکانِ ستہ'' پر مرزائیت کے قصر کا سارا ڈھانچہ قائم ہے اور اس پس منظر کو ایک ایک آنکھ دیکھ لینے کے بعد جس کا تذکرہ میں اقساط ماسبق میں کر آیا ہوں۔ معمولی سے معمولی سمجھ بوجھ رکھنے والا انسان بھی جان سکتا ہے کہ اس نئے مذہب کی تخلیق کے سارے ڈھونگ کا مقصد کیا ہے۔ حکومت برطانیہ کے مدبروں کو اس دور میں اپنے مقاصد کے لئے آلۂ کار بننے والے اشخاص کی ہی ضرورت تھی، یہ ضرورت مرزائے موصوف نے بطریق احسن پوری کر دی، یہ اور بات ہے کہ حکومت کی مخفی و علنی توجہات کے باوجود مسلمانانِ ہند کا

ایک نہایت ہی نا قابل ذکر طبقہ مرزائے قادیانی کے اس دام فریب کا شکار ہو سکا اور جن مقاصد کے لیے یہ تحریک شروع کرائی گئی تھی، وہ دوسرے طریقوں سے حاصل ہو گئے۔ کوشش تو یہ تھی کہ مسلمانوں سے دنیا کے ساتھ دین کی دولت بھی چھین لی جائے۔ لیکن مسلمانوں کی اکثریت نے دین کو اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا اور یکسر معاند و مخالف فضا کے باوجود اسے محفوظ رکھا۔ اب ذرا قادیانی سیاست نہیں بلکہ برطانی سیاست کے اس قادیانی کارنامہ کی کسی قدر تفصیل خود مرزائے قادیانی کی زبانی سن لیجئے۔ تاکہ آپ کو معلوم ہو سکے کہ قادیانیت دراصل کوئی مذہب نہیں بلکہ ایک سیاسی فتنہ ہے، جو اغیار نے مسلمانوں کو صحیح اسلام سے دور تر لے جانے اور اسلام کو برباد کرنے کے لیے کھڑا کیا تھا۔ مرزائے قادیانی نے ایک جگہ اپنی شان نزول اور اپنے مشن کے مقاصد یوں بیان کیے ہیں۔ ''میری عمر کا اکثر حصہ اس سلطنت انگریزی کی تائید اور حمایت میں گزرا ہے اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کیے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام عرب اور مصر اور شام اور کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں''۔ (''تریاق القلوب'' مصنفہ مرزا، صفحہ ۱۵)

اس نثر کے ساتھ نظم میں ارشاد ہوتا ہے:

''اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال
دین کے لیے حرام ہے اب جنگ اور قتال

https://ataunnabi.blogspot.com/

دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد
تم میں سے جس کو دین و دیانت سے ہے پیار
اب اس کا فرض ہے کہ وہ دل کر کے استوار
لوگوں کو یہ بتائے کہ وقت مسیح ہے
اب جنگ اور جہاد حرام اور قبیح ہے"

(درثمین)

گویا اس متنبی نے بیک جنبش قلم محمد المہدی سوڈانی، شیخ سنوسی اور اس دور کے سیکڑوں دوسرے مجاہدین اسلام کو "خدا کا دشمن اور نبی کا منکر" اس لیے بنادیا کہ ان کی مساعی مغربی استعمار کے پھیلنے کی راہ میں حائل ہوئیں۔

قادیانی جماعت کن مقاصد کے لیے تیار کی جارہی تھی۔ اس کے متعلق مرزائے قادیانی کے ایک اشتہار کی عبارت کتاب "الہامی قاتل" سے نقل کی جاتی ہے۔

"میرا باپ اور بھائی غدر ۱۸۵۸ء میں گورنمنٹ کی خدمت اور گورنمنٹ کے باغیوں کا مقابلہ کر چکے ہیں اور میں بذات خود سترہ برس سے گورنمنٹ کی یہ خدمت کرتا رہا ہوں کہ بیسیوں کتابیں عربی فارسی اور اردو میں یہ مسئلہ شائع کر چکا ہوں کہ گورنمنٹ سے مسلمانوں کو جہاد کرنا ہرگز درست نہیں ہے اور میں گورنمنٹ کی پولیٹکل خدمت وحمایت کے لیے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی"۔ (الہامی قاتل، نمبر ا، جلد ۱۸، صفحہ ۵)

غرض مرزائے قادیانی اپنی کتب میں جابجا گورنمنٹ کے احسانات کا تذکرہ کرتا

اور اس گورنمنٹ پر اپنا یہ احسان جتاتا ہے کہ میں نے مسلمانوں کے عقیدہ جہاد کی تردید پر اپنی زندگی وقف کر رکھی ہے اور ایک درخواست میں جو مرزائے قادیانی نے اپنے وقت کے لفٹنٹ گورنر کو لکھی۔ اس امر کا صاف طور پر اعتراف بھی کر لیا کہ وہ اور اس کا خاندان اور اس کی جماعت یعنی اس کے سلسلہ کا سارا تار و پود گورنمنٹ کا خود کاشتہ پودا ہے، لکھا ہے۔

''التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے۔ اس خود کاشتہ پودہ کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت حکام کو ارشاد فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔ ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنے خون بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے''۔

(تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، صفحہ ۲۰)

اپنی جماعت کے قیام کا مقصد ایک اور مقام پر بدیں الفاظ ظاہر کیا گیا ہے۔

''میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے۔ کیونکہ مجھے مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے''۔ (تبلیغ رسالت، جلد ہفتم، صفحہ ۱۷)

''اب اس تمام تقریر سے جس کے ساتھ میں نے اپنی سترہ سالہ مسلسل تقریروں سے ثبوت پیش کیے ہیں۔ صاف ظاہر ہے کہ میں سرکار انگریزی کا بدل و جان خیر خواہ ہوں اور میں ایک شخص امن دوست ہوں اور اطاعت گورنمنٹ اور ہمدردی بندگان خدا کی میرا اصول ہے اور یہ وہی اصول ہے جو میرے مریدوں کی شرائط بیعت میں داخل ہے۔ چنانچہ

پرچہ ''شرائط بیعت'' جو ہمیشہ مریدوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔اس کی دفعہ چہارم میں ان ہی باتوں کی تصریح ہے''۔(ضمیمہ کتاب البریہ،صفحہ۹)

ان خدمات کے علاوہ جو مرزا غلام احمد قادیانی نے مسئلہ جہاد کی مخالفت اور اسلامی عقائد کی تخریب کے سلسلہ میں سرکار کے لیے انجام دیں۔ایک اور نمایاں خدمت کا اظہار مرزائے موصوف نے بالفاظ ذیل کیا ہے۔

''قرین مصلحت ہے کہ سرکار انگریزی کی خیر خواہی کے لیے ایسے نافہم مسلمانوں کے نام بھی نقشہ جات میں درج کیے جائیں جو در پردہ اپنے دلوں میں ''برٹش انڈیا'' کو دارالحرب قرار دیتے ہیں۔ہم امید رکھتے ہیں کہ ہماری گورنمنٹ حکیم مزاج بھی ان نقشوں کو ایک ملکی راز کی طرح اپنے کسی دفتر میں محفوظ رکھے گی۔ایسے لوگوں کے نام مع پتہ ونشان یہ ہیں''۔(تحریر مرزا مندرجہ تبلیغ رسالت،جلد پنجم،ص ۱۱)

ان کھلے ہوئے اعلانات واعترافات کے بعد کون شخص ہے جو مرزائے قادیانی کو ایک سچا مبلغ دین یا مصلح قوم خیال کر سکتا ہے اور اس کے ایک نہایت ہی خطرناک سرکاری ایجنٹ ہونے میں شبہ کر سکتا ہے۔جو اقتباسات میں نے مرزائے قادیانی کی تحریرات سے اوپر درج کیے ہیں،وہ مشتے نمونہ از خروارے ہیں۔اس کی کتابیں اس قسم کے اظہارات سے بھری پڑی ہیں۔لہٰذا ان مسائل کو جو مرزائے قادیانی نے مسلمانوں کے عقائد کی تخریب کے لیے محض اس نیت سے وضع کیے کہ حکومت کی اس وقت کی پالیسی کو کامیاب کرے،دینی مسائل قرار دینا اور ان کی صحت وعدم صحت کی بحث میں پڑنا لا حاصل ہے۔مرزا غلام احمد کی حیثیت گورنمنٹ کے ایک فریب کار ایجنٹ سے زیادہ تحقیق نہیں کی جاسکتی۔لہٰذا جو لوگ مذہبی حیثیت سے اس کے دام فریب کا شکار ہو چکے ہیں۔انہیں اپنی اپنی عاقبت کی فکر کر لینی

چاہیے اوران لوگوں کو جو خوشنودی سرکار کی خاطر عمداً اس گروہ میں شامل ہو چکے ہیں اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے۔ کیونکہ وہ ہر طرح سے اتمام حجت ہونے کے باوجود اپنی ضد پر قائم رہیں گے۔ کیونکہ یہی وہ لوگ ہیں جو عقبیٰ کو دنیا کے لیے فروخت کر چکے ہیں اور مذہب کی ضرورت سے بے نیاز ہو چکے ہیں۔ ﴿اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَةَ بِالْهُدٰی فَمَا رَبِحَتْ تِّجَارَتُهُمْ وَمَا كَانُوْا مُهْتَدِیْنَ﴾ ''یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی مول لی۔ پس انکی تجارت نے انہیں کچھ بھی نفع نہ پہنچایا، نہ انہیں ہدایت ملی''۔

خاتمہ کلام

قادیانیت کے دعاوی ومسلمات کو دین حقہ اسلام کے اصول ومبانی کے بالمقابل رکھ کر پرکھا جائے تو معمولی سے معمولی فراست رکھنے والا انسان بھی اس حقیقت نفس الامری کو جان لیتا ہے کہ قادیانیت نہ صرف ایک ''نفی اسلام'' تحریک کا نام ہے بلکہ یہ ڈھونگ ''تخریب الاسلام والمسلمین'' کے لیے خاص مقاصد کے ماتحت رچایا گیا ہے۔ اسی امر کے پیش نظر راقم الحروف نے امت مرزائیہ کے افراد کو مخاطب کر کے یہ صلائے عام دی تھی کہ ان میں کے بہت سے اشخاص اس دجالی فتنہ کے فریب وزور کا شکار ہیں۔ لہٰذا اگر وہ دین حقہ اسلام کے کھلے ہوئے حقائق سے آگاہی حاصل کرنے کے متمنی ہیں تو اپنے اشکالات پیش کریں۔ جن کے بارہ میں ان حضرات کی قلبی تسلی اور روحانی تسکین کا بعون ایزد متعال انتظام کر دیا جائے گا۔ اس صلائے عام کے جواب میں متعدد مرزائیوں کی طرف سے استفسارات موصول ہوئے۔ جن کا جواب دینے کے لیے یہ سلسلہ مضامین شروع کیا گیا۔ الحمد للہ وبمنتہ کہ مرزائیوں کے تمام موصول شدہ سوالات کا جواب قرآن حکیم اور احادیث نبوی ﷺ سے دیا جا چکا۔ جس کے دوران ان منطقی پیچیدگیوں کا تجزیہ کر کے حق کو باطل

سے ممیز کر کے دکھانے کی کوشش کی گئی۔ راقم الحروف کی یہ کوشش کس حد تک کامیاب رہی۔ اس کا اندازہ ان مرزائی اور غیر مرزائی اصحاب کے دل کر رہے ہوں گے۔ جنہوں نے اس سلسلہ مضامین کی اقساط کو بالالتزام و بالاستیعاب مطالعہ کیا ہے۔ ''اسلام'' کھلی ہوئی حقیقتوں کا نام ہے۔ اس کے تمام دعاوی بینات یعنی واضح حقائق ہیں۔ جن کی شناخت کے لیے دوراز کار تاویلوں اور فلسفیانہ بحثوں میں الجھنے کی مطلق کوئی ضرورت نہیں۔ اس کے مقابلہ میں مرزائیت جس دین کو پیش کرنے کی مدعی ہے۔ اس کا سارا تار و پود بے سروپا تاویلات کی الجھنوں پر مشتمل ہے، جو انسان کے دماغ کو طرح طرح بھول بھلیوں میں پھنسا دیتی ہے۔ میں جس طرح روز روشن کے آفتاب کی موجودگی کا یقین رکھتا ہوں اسی طرح اس امر واقعہ سے بھی آگاہ ہوں کہ قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے اکثر اکابر اپنے سلسلہ کے دجالی ڈھونگ ہونے کی حقیقت سے پوری طرح باخبر ہیں۔ از بس کہ اس تحریک کا مقصد ہی مسلمانوں کے عقائد کی تخریب ہے۔ لہٰذا اس کے رہنما ہمیشہ اس کوشش میں لگے رہتے ہیں کہ تاویلات کتمان حق اور طرح طرح کے اشتباہات کے بل پر دین اسلام میں رخنہ اندازی کرنے کے لیے طرح طرح کے مسائل گھڑتے رہیں اور اس طریق سے ایسے لوگوں کو جو مسلمات دینی سے پوری طرح آگاہ نہیں گمراہ کر کے اپنے دام فریب کا شکار بناتے رہیں۔

کسی نے مرزائی قادیانی ایسے اشخاص کو مخاطب کر کے کیا خوب کہا ہے۔ شعر

بنمائے بصاحب نظرے گوہر خود را　　عیسیٰ نتواں گشت بہ تصدیق خرے چند

راقم الحروف نے یہ سلسلہ مضامین شروع کیا اور اس کی چند اقساط نے قادیانی کیمپ میں کھلبلی ڈالنی شروع کر دی، تو ''الفضل'' قادیان نے جس کا صحیح نام ''الدجل'' ہے یہ لکھا کہ کسی مرزائی نے مجھ سے یہ استفسارات نہیں کیے بلکہ میں نے اپنی طرف سے یہ

سوالات گھڑ کر ان کا جواب لکھنا شروع کر دیا ہے۔ مجھے ''الدجل'' کے اس الزام کا جواب دینے کی ضرورت ہی پیش نہیں آئی۔ اسے خود ہی اپنی غلطی کا احساس ہو گیا اور دجالی مسیحیت کا یہ نمائندہ تثلیثی مسیحیت کا چولہ پہن کر خود بھی مستفسرین کی صف میں آ بیٹھا۔ ابتدائی اقساط کے اشاعت پذیر ہو جانے کے بعد غالباً مرزائیوں ہی کے اصرار و مطالبہ پر ''الدجل'' نے جواب لکھنا شروع کیا، لیکن وہی مدعی کاذب جو میرے سلسلہ مضامین میں جبری تعویق ہو جانے کو میرے دماغ اور اعضاء و جوارح کے مشل ہو جانے پر محمول کر رہا تھا۔ خود لاجواب ہو کر بیٹھ گیا۔ اسلام کے اس البرز شکن گرز کے پیہم ضرب رسانی نے قادیانیوں کو اتنا بدحال کر دیا کہ انہوں نے اس کے مقابلہ میں اُٹھنے کی متعدد کوششیں کیں۔ لیکن ہر کوشش میں ناکام و نامراد ہو کر رہ گئے، جو مضامین اس سلسلے مضامین کی بعض اقساط کے جواب میں ''الدجل'' یا دوسرے قادیانیوں نے لکھے۔ وہ اپنی بے سروپا تاویلات کے باعث اپنی تغلیط آپ کر رہے تھے۔ ابھی کل کی بات ہے کہ میرے اس استدلال کے جواب میں جو میں نے آیۃ: ﴿**وَاِنْ مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اِلَّا لَيُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكُوْنُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا**﴾ (النساء، رکوع ۲۲) سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زندہ ہونے کے متعلق بیان کیا تھا۔ ''الفضل'' نے یہ لکھا کہ قرآن پاک میں ﴿**قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ کی جگہ ''**قبل موتهم**'' پڑھنا چاہیے۔ کیونکہ ''ابن جریر'' کی روایت کے مطابق اس آیت کی قرأت ''**هم**'' کے ساتھ بھی آئی ہے۔ گویا قادیانی دعاوی کی خاطر قرآن پاک کے الفاظ میں بھی تحریف کر لی جائے۔ جس کی حفاظت کی ذمہ داری خود ذات باری تعالیٰ پر ہے۔ نیز یہ کہ اگر قرأت صحیح برقرار رکھی جائے تو ﴿**قَبْلَ مَوْتِهٖ**﴾ کے معنی ''**قبل موتهم**'' کرنے چاہئیں کیونکہ صحیح معانی سے قادیانیت کے ڈھونگ کا سارا قصر دھڑام سے زمین پر آ رہتا ہے۔

اس قسم کی بے سروپا تاویلیں اور موشگافیاں جو ایک خاص مقصد کے پیش نظر کی جارہی ہیں، جاری رہیں گی۔ لیکن راقم الحروف نے قادیانیوں پر جس اتمام حجت کے لیے قلم اُٹھایا تھا، وہ ہو چکا یہ اتمام حجت ہندوستان کے بہت سے علمائے کرام جو راقم الحروف کی بہ نسبت علم دین پر زیادہ نظر رکھتے ہیں بار ہا کر چکے ہیں۔ لیکن حق بات کو صرف وہی طبائع قبول کر سکتے ہیں جو حق کے جویا ہوں، جو لوگ جان بوجھ کر طاغوت کے گروہ میں شامل ہو چکے ہیں اور جن کی زندگیوں کا مقصد ہی دین اسلام کی تخریب ہے ان کے متعلق ہدایت کی راہ پر آنے کی توقع نہیں کی جا سکتی۔ یہ سلسلہ مضامین مرزائیوں کے ان افراد کے لیے سپرد قلم کیا گیا تھا جو فریب خوردہ ہیں اور فریب دہندہ نہیں اور پروردگار عالم کا لاکھ شکر ہے کہ بہت سے فریب خوردہ مرزائیوں کی آنکھیں اس سلسلہ مضامین کے مطالعہ سے کھل گئیں اور متعدد اشخاص ان توضیحات کی بدولت جو راقم الحروف نے کیں، راہ راست پر آ گئے۔ ایسے لوگوں کے لیے جن کے قلوب میں ابھی کسی قسم کے شکوک وشبہات باقی ہوں۔ میری خدمات بدستور حاضر ہیں اور جس نکتہ یا اشکال کے متعلق وہ توضیح کے طالب ہوں۔ اس میں ان کی تشفی وتسکین کا سامان مہیا کیا جا سکتا ہے۔ لیکن ان لوگوں کے لیے جو جان بوجھ کر اس ضلالت پر قائم ہیں۔ اللہ کی بطش شدید کے سوا میرے پاس کوئی دلیل نہیں، وہ جس کا شکار ہو کر رہیں گے۔

تشکر واعتراف

مجھے اپنی کوتاہیوں اور ہیچ مرزائیوں کا پورا پورا اعتراف ہے۔ میں اس موقع پر ابو الحسنات، مولانا حکیم سید محمد احمد صاحب خطیب مسجد وزیر خاں، مولانا عبدالحنان صاحب خطیب مسجد آسٹریلیا، مولانا احمد علی صاحب خطیب مسجد دروازہ شیرانوالہ کی توجہات کریمانہ

کا خاص طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں، جنہوں نے بعض مسائل کی توضیح اور بعض حوالوں کی فراہمی میں اس ہیچ میرز کی امداد فرمانے سے دریغ سے کام نہیں لیا۔ اس امر کا اعتراف و اعلان کر دینا بھی ضروری ہے کہ اس سلسلہ مضامین کا یہ تاریخی عنوان یعنی ''قادیانیت کے کاسہ سر پر اسلام کے البرز شکن گرز کی ضرب کاری'' میرے اپنے تصرفات کا نتیجہ نہیں، بلکہ مولانا ظفر علی خاں صاحب امتیاز ''زمیندار'' کا قائم کردہ ہے جو انہوں نے میرے ایک مضمون پر جو میں نے صوفیائے کرام کے شطحیات اور مرزائے قادیانی کی خرافات کے موضوع پر ''زمیندار'' کے لیے لکھا تھا۔ اظہار پسندیدگی کے طور پر جمایا تھا۔

صوفیائے عظام کی شطحیات اور مرزائے قادیانی کی اقوال

فرقۂ ضالہ مرزائیہ کی طرف سے عموماً اور اس کی شاخ لاہور کی طرف سے خصوصاً مرزا غلام احمد قادیانی کی ان شطحیات کے متعلق جن میں مرزا صاحب آنجہانی نے اپنے کو اولوالعزم انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام پر فضیلت دے کر مختلف قسم کی شیخیاں بگھاری ہیں اور جو ان کی منثور و منظوم تصنیفات میں جا بجا پائی جاتی ہیں، جواز کی یہ دلیل پیش کی جاتی ہے کہ اس قسم کی باتیں اکثر ذی مرتبت صوفیائے کرام کے ساتھ بھی منسوب ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ مسلمان ایسے بیہودہ اقوال کو سن کر مرزا صاحب پر زندیق و ضال ہونے کا فتویٰ صادر کر دیتے ہیں اور ان صوفیائے کرام کو ہمیشہ عزت و احترام کے جذبات سے یاد کرتے ہیں۔

پچھلے دنوں مدیر بہرہ فکاہات چراغ حسن حسرت اور مرزائیوں کی شاخ لاہور کے اخبار ''پیغام صلح'' کے مابین برسبیل تذکرہ یہی بحث چھڑ گئی تھی اور چراغ حسن صاحب نے لکھا تھا کہ ان اقوال میں جو صوفیائے کرام کی طرف منسوب کئے جا رہے ہیں اور مرزا غلام احمد قادیانی کی یاوہ گوئی میں ایک بنیادی فرق یہ ہے کہ متقدر صوفیائے کرام کی طرف جو

باتیں منسوب کی جارہی ہیں وہ شاذ، غیر معتبر اور غیر مصدقہ ہیں۔ نیز ان کے متعلق خود ذی بصیرت و ذی علم صوفیائے کرام کی یہ رائے ہے کہ اگر بفرض محال ان اقوال کی صحت تسلیم بھی کر لی جائے تو ان کی حقیقت اس سے زیادہ نہیں کہ وہ اقوال ان صوفیا کی زبانوں سے عرفان الٰہی کی جستجو کی راہ میں سیر سلوک کی بعض پست منازل پر غلبہ جذب و سکر کے عالم میں سرزد ہوئے یا شیطان کے تصرف نے عالم بیخودی میں ان سے وہ الفاظ کہلائے جن پر سکر سے صحو میں آنے کے بعد انہوں نے توبہ کر لی جو صوفیا اسی حال میں گرفتار رہے اور کفر طریقت کی حالت میں مر گئے۔ ان کا معاملہ بروز محشر خدا ﷻ کے ساتھ ہے۔ ان حضرات نے کبھی اس امر پر اصرار نہیں کیا، کہ عامتہ المسلمین سے اپنی الوہیت یا ربوبیت، نبوت یا مجددیت و مسیحیت تسلیم کرائیں یا اپنے ان اقوال کو مستقل دعاوی کی شکل دے کر لوگوں میں اپنی برتری اور فضیلت قائم کرنے کے لیے انہیں اپنی زندگی کا مشن قرار دے لیں۔ اس کے برعکس مرزا غلام احمد کے ہاں ہم دیکھتے ہیں کہ اس شخص نے بقائمی ہوش و حواس خمسہ ایسے ایسے دعاوی کئے ہیں اور زندگی بھر ان کی صداقت پر اور انہیں دوسروں سے منوانے کے لیے پیہم اصرار کیا ہے۔ جن میں سے ہر ایک بجائے خود انسان کو اسلام سے بعید اور ایمان سے دور لے جانے والا ہے۔ ان میں سے چند ایک جن سے عامۃ المسلمین کا بچہ بچہ آگاہ ہو چکا ہے حسب ذیل ہیں۔

۱......"انت منی وانا منک وانت منی بمنزلة اولادی، یعنی تو مجھ سے اور میں تجھ سے، اور تو مجھے میری اولاد کی مانند ہے"۔

۲......

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم　　عیسیٰ کجاست تابنہد پا بمنبرم

۳......

ابن مریم کے ذکر کو چھوڑو اس سے بہتر غلام احمد ہے

۴......

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

۵......جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوا۔ درحقیقت وہ آنحضرت ﷺ کے صحابہ میں داخل ہوا۔

۶......آسمان سے کئی تخت اترے سب سے اونچا میرا تخت بچھایا گیا۔

۷......**لو لا ک لما خلقت الا فلا ک۔**

۸......**انت اسمی الا علی۔**

۹......پس اے ناظرین میں قصر نبوت کی وہی آخری اینٹ ہوں۔

۱۰......ہر نبی میں جو الگ الگ کمالات تھے۔ وہ سب مجموعہ مجھ میں ہے۔

۱۱......

آنچہ داد ست ہر نبی را جام داد آں جام را مرا بہ تمام

۱۲......میں نے خواب میں دیکھا کہ میں ہو بہو اللہ ہوں اور میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔ پھر میں نے ایک آسمان بنایا اور زمین بنائی۔ **وغیر ذلک مِنَ الھفوات والخرافات والھذیانات**، جن سے مرزا کی تصانیف پٹی پڑی ہیں۔

مرزائے قادیانی کی اس یاوہ گوئی کے مقابلہ میں صوفیائے کرام کے جو اقوال پیش کئے جارہے ہیں۔ ان میں سے ایک تو منصور حلاج کا نعرہ ''**انا الحق**'' ہے دوسرے حضرت شبلی علیہ الرحمۃ کا قول ہے ''**لیس فی جبتی سِوی اللہ**'' حضرت بایزید بسطامی

علیہ الرحمۃ کا قول"سبحانی ما اعظم شانی"حضرت بایزید بسطامی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب کیا ہوا فقرہ"لوائی رفع من لوائی محمد" اور اسی قسم کے دوسرے اقوال ہیں۔ جن کے متعلق صوفیائے کبیر و عارفین حقیقت کا متفقہ فیصلہ یہ ہے کہ اس قسم کے اقوال ان حضرات سے جذب کے عالم میں سرزد ہوئے۔ سیر سلوک کی راہ کے مخاطر و مہالک سے باخبر بزرگ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی علیہ الرحمۃ نے اپنے مکتوبات میں جا بجا صوفیائے کرام کی ایسی عبارات پر تبصرے کئے ہیں۔ جن میں سے چیدہ چیدہ عبارتیں ذیل میں نقل کی جاتی ہیں۔

مکتوب ۴۳ دفتر اول: اگر کوئی یہ کہے کہ متقدین مشائخ میں سے بعض کی عبارتوں میں بھی ایسے الفاظ واقع ہیں جن سے صاف طور پر توحید وجودی ثابت ہوتی ہے، تو وہ اس بات پر محمول ہیں کہ ابتدا میں علم الیقین کے مقام میں ان سے اسی قسم کے الفاظ سرزد ہوئے ہیں اور آخرکار ان کو اسی مقام سے گزار کر عین الیقین تک لے گئے ہیں۔

مکتوب ۲۰۲ دفتر اول: دوسرے یہ کہ وہ شخص جو اپنے آپ کو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے افضل جانے اس کا امر دو حال سے خالی نہیں۔ یا وہ زندیق محض ہے یا جاہل۔

مکتوب ۸۰ دفتر دوم: آپ نے"تمہید عین القضات" کی عبارت کے معنی پوچھے تھے کہ اس میں ہے کہ جس کو تم خدا جانتے ہو۔ وہ ہمارے نزدیک محمد (ﷺ) ہے اور جس کو تم محمد ﷺ جانتے ہوں وہ ہمارے نزدیک خدا ہے۔

میرے مخدوم اس قسم کی عبارتیں جو توحید و اتحاد کی خبر دیتی ہیں، مشائخ قدس سرہم سے بہت صادر ہوتی ہیں۔ اس وقت دوئی اور تمیز ان کی نظر سے دور ہو جاتی ہے۔

مکتوب ۹۵ دفتر دوم: آپ کا صحیفہ شریفہ پہنچا جس میں صوفیہ کی بعض باتوں کی نسبت استفسار

https://ataunnabi.blogspot.com/

درج تھا۔

ان تمام سوالوں کے حل میں مجمل کلام یہ ہے کہ جس طرح شریعت میں کفر و اسلام ہے طریقت میں بھی کفر و اسلام ہے۔ جس طرح شریعت میں کفر سراسر شرارت ونقص ہے اور اسلام سراسر کمال ہے۔ اسی طرح طریقت میں بھی کفر سراسر نقص اور اسلام سراسر کمال ہے۔

اگر کوئی شخص اس حال کے حاصل ہونے اور درجہ کمال اوّل تک پہنچنے کے بغیر اس قسم کا کلام کرتا ہے اور سب کو حق اور صراط مستقیم پر جانتا ہے اور حق و باطل میں تمیز نہیں کرتا تو ایسا شخص زندیق وملحد ہے۔

مکتوب ۴۳ دفتر سوم: قول ''انا الحق'' قول ''سبحانی'' قول ''لیس فی جبتی سوی اللہ'' وغیرہ شطحیات سب اس مرتبہ جمع کے درخت کے پھل ہیں۔ اس قسم کی باتوں کا باعث محبوب حقیقی کی محبت کا غلبہ ہے۔ یعنی سالک کی نظر سے محبوب کے سوا سب کچھ پوشیدہ ہو جاتا ہے اور محبوب کے سوا اس کو کچھ مشہود نہیں ہوتا۔ اس مقام کو ''مقام حیرت'' بھی کہتے ہیں۔

مرزائے قادیانی کی ہفوات

اس کے بالکل برعکس مرزائے قادیانی کی ہفوات اول تو اس جذب کا پتہ نہیں دیتیں، جن سے ان کا مغلوب الاحوال ہونا اور اس قسم کے کلمات بولنا ظاہر ہو۔ کیونکہ ان میں انبیاء کرام علیہم السلام پر جا بجا اپنی فوقیت ظاہر کی گئی ہے جو صوفیاء کی شطحیات میں نظر نہیں آتی۔ وہاں معاملہ ہی دوسرا ہے اور یہاں محض نقالی اور حد سے بڑھی ہوئی نقالی ہے۔ جو عامی سے عامی شخص کو بھی صاف نظر آ رہی ہے۔ اس کے علاوہ مرزائے قادیان کے ہاں

ان زندیقانہ دعاوی پر اصرار اور انہیں اپنے مریدوں سے منوانے کی پیہم کوشش نظر آرہی ہے۔ جو صوفیائے کرام کے ہاں موجود نہیں صوفیائے عظام کے احوال ان کی ذات تک تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے کبھی یہ کوشش نہیں کی کہ مخلوق خداوندی سے اپنی ''الوہیت، نبوت'' یا ''مسیحیت'' کا اعتراف کرائیں، نہ انہوں نے ان شطحیات کے مطالب کی تبلیغ کو اپنی زندگی کا مشن بنایا ہے جو مرزا صاحب کے ہاں بدرجہ اتم موجود ہے۔ لہٰذا مرزا کی ہفوات کو صوفیائے کرام کی شطحیات سے تطبیق دینا کسی لحاظ سے بھی جائز نہیں۔

مقام سُکر و مقام صحو

ممکن ہے کہ مرزائی حضرات یہ کہیں کہ مرزا کی یہ ہفوات بھی ان کے عالم سُکر کا نتیجہ ہیں۔ لیکن ان کا یہی قول مرزا کے تمام دعاوی نبوت و مسیحیت و مجددیت کے قصر کو دھڑام سے زمین پر گرا دینے کے لیے کافی ہے۔ کیونکہ مرزا کے متعلق یہ کہا جاتا ہے اور خود اس کا دعویٰ بھی یہی ہے کہ وہ فرائض نبوت کی تکمیل کے لیے مامور ہوا ہے۔ اپنے دعاوی کے لحاظ سے وہ ان مردان خدا کی صف میں آنے کا خواہاں نہیں، جو محبوب حقیقی کے ساتھ انفرادی طور پر واصل ہونے کے مقصد بلند پر اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں اور اس سیر میں انہیں جذب وسلوک سے ہی واسطہ پڑتا ہے۔ سکر و بیخودی میں سے بھی گزرنا پڑتا ہے۔ فنا و بقا کی منزلیں بھی طے کرنی پڑتی ہیں۔ جن سب کے احوال و مشاہدات جدا جدا ہیں اور بہر حال ان کی ذات سے تعلق رکھتے ہیں۔ مرزا بندگان خدا کی ہدایت و رہنمائی کا مدعی ہے۔ اور ایسے شخص کے لیے صحو از بس لازمی ہے۔ مجذوب اور سکر زدہ صوفی دوسروں کی رہنمائی نہیں کر سکتا۔ کیونکہ وہ خود دریائے حیرت میں غرق ہوتا ہے اور بعض ایسے کلمات بھی اس کی زبان سے نکل جاتے ہیں۔ جن پر اس کے مرفوع الحال ہونے کے باعث نہ شریعت مواخذہ

https://ataunnabi.blogspot.com/

کرتی ہے اور نہ بندگان خدا کو ان سے تعرض کی ضرورت ہے جو بزرگ فرائض نبوت کو انجام دیتے ہیں۔ ان کا کوئی حال ان کا کوئی کلمہ ان کی کوئی حرکت و جنبش شریعت سے باہر نہیں ہوسکتی۔ چہ جائیکہ وہ اپنے آپ کو بیک وقت حضرت باری تعالیٰ کا باپ اور فرزند بھی ظاہر کریں اور اپنے کو اولو العزم انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل بھی جتائیں۔ نیز اس پر اصرار سے کام لیں۔ سکر مقام ولایت کی خصوصیت ہے اور صحو فرائض نبوت کی تکمیل و بجا آوری کے لیے لازمی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی اپنے مکتوب ۹۵ دفتر اوّل میں سکر و صحو کے مقامات پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''جاننا چاہیے کہ جو کچھ احکام سکر یہ سے ہے مقام ولایت سے ہے اور جو کچھ صحو سے ہے مقام نبوت سے تعلق رکھتا ہے کہ انبیائے علیہم السلام کے کامل تابعداروں کو بھی تابعداری کے طور پر صحو کے باعث اس مقام سے حصہ حاصل ہے''۔

پس مرزائے قادیانی کے متبعین اگر اپنے پیر و مرشد کے ادعائے نبوت و مسیحیت کو ظل و بروز کا مقام دے کر یہ سمجھتے ہیں کہ وہ امت محمدیہ میں منشائے نبوت و رسالت کی تکمیل کا فرض بجالا رہے تھے تو وہ یہ کہہ کر اپنا اور اپنے مرشد کا دامن نہیں چھڑا سکتے کہ اس کی ہفوات سکر کا نتیجہ تھیں۔ کیونکہ ایسے شخص کے لیے صحو اور صحو مستمر نہایت ضروری ہے۔ اگر مرزا ان کے عقیدہ کے مطابق مجذوب تھا تو اسے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے اور اس کی ہفوات کی پیروی کر کے جن کے لیے وہ زندگی بھر تائب نہیں ہوا اور کفر شریعت و کفر طریقت کے حال میں مرا۔ اپنے ایمان کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔ حقیقت حال تو یہ ہے کہ مرزا نہ مجذوب تھا، نہ سالک۔ اسے ان راستوں کی ہوا تک نہیں لگی۔ اس نے محض نقالی کر کے اپنے ایمان کو بھی برباد کیا اور دوسروں کے لیے بھی ضلالت و گمراہی کی راہیں کھول دیں۔ مرزا کی ہفوات کی

https://ataunnabi.blogspot.com/

کیفیت اوران کی کثرت ادعا کاتحکم اوران گمراہیوں پراصرار ہی یہ ظاہر کرنے کے لیے کافی ہے کہ وہ مفتری اور کذاب تھا اور اسے شریعت غرائے اسلامیہ کے مواخذہ سے بچانے کے لیے کسی قسم کی تاویلات کام نہیں دے سکتیں۔

بندگان خدا کا مسلک

اس موقعہ پر اس مشہور داستان کی طرف اشارہ کرنا بیجا نہ ہوگا جس میں حضرت غوث علی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اور جگراؤں، ضلع لدھیانہ کے ایک (مست) میاں محکم الدین کی ملاقات کا حال درج کیا گیا ہے۔ اس سے واضح ہو جائے گا کہ طالبان معرفت و حقیقت کا مسلک ایسی شطحیات کے متعلق کیا ہوتا ہے اور کیا ہونا چاہیے؟

روایت کی گئی ہے کہ حضرت غوث علی شاہ صاحب میاں محکم الدین کی شہرت سن کران کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان سے ان کا اسم گرامی دریافت کیا۔ کیونکہ میاں صاحب موصوف مجذوب تھے اور کسی کو ان کے نام کا علم نہ تھا، انہوں نے جواب دیا کہ کہ میرا نام ''خدا'' ہے، اس پر شاہ صاحب خاموش ہو گئے، چند لمحہ کے بعد میاں محکم الدین نے شاہ صاحب سے سوال کیا کہ تمہارا نام کیا ہے، جس کا جواب شاہ صاحب نے اپنے مخصوص ظریفانہ انداز میں یہ دیا کہ ''اچھے خدا ہو جو اپنے بندوں کے ناموں سے بھی واقف نہیں''۔ اس پر میاں محکم الدین نے بڑانا شروع کر دیا کہ تمہارا نام غوث علی، باپ کا نام یہ، پردادا کا نام یہ۔ شاہ صاحب نے میاں محکم الدین کو ایک اور ایسی ہی چبھتی ہوئی بات کہہ کر روک دیا کہ صاحب رہنے دیجئے! معلوم ہو گیا کہ آپ رملی خدا ہیں۔ جب تک رمل نہیں پھینکتے آپ کو کچھ معلوم نہیں ہو سکتا۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد میاں محکم الدین نے شاہ صاحب سے اپنی

https://ataunnabi.blogspot.com/

رسالت کا اقرار لینا چاہا۔ کیونکہ الوہیت تسلیم کرانے کے امتحان سے وہ صاف نکل گئے تھے اور کہا کہ محکام الدین رسول اللہ کہو۔ اس پر شاہ صاحب نے جو جواب دیا وہ ہر مسلمان کو اپنے لیے مشعل راہ بنانا چاہیے۔ شاہ صاحب نے کہا کہ حضرت! کرم فرمائیے۔ رسول تو مدینے والے ہی کو رہنے دیجئے۔ وہاں آپ کی دال نہیں گل سکتی۔ وہی خدائی کا دعویٰ کیجئے۔ کیونکہ آپ سے پہلے بہتیرے فرعون، نمرود اور شداد یہ دعویٰ کر چکے ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ کوئی شخص خواہ وہ کسی حال میں ہو، الوہیت کا دعویٰ کرنے سے ویسا ہی مردود ہو جاتا ہے جیسے کہ ''فراعنہ'' اور ''نمارد ہ'' مردود ہو چکے ہیں۔ لیکن نبوت کا دعویدار اور وہ بھی حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی نبوت کے بعد اور اس کے علی الرغم

چہ از روئے شریعت و چہ از روئے طریقت

مرزا کو جو مسیح و کلیم و محمد و احمد ہونے کا مدعی ہے، اضل و اکفر نہ سمجھا جائے تو اور کیا سمجھا جائے۔

مادی عوامل پر انسان کی روحانیات کا اثر

مرزائے قادیان کی پیش گوئیوں پر ایک تنقیدی نظر

ایک عامی سے عامی مسلمان جو قرآن پاک کے مطالب و مضامین کو دور از کار تاویلوں اور موشگافیوں کے بغیر سیدھے سادے طریق سے سمجھنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ ان قوموں اور آبادیوں کے عبرت ناک انجام کا عصیان و طغیان عذاب و عتاب الٰہی کو جوش میں لانے پر منتج ہوا اور جن کے انجام تک پہنچانے کا سبب بنیں کہ اُجڑی ہوئی بستیوں کے مٹی اور ریت کے نیچے دبے ہوئے آثار اور ان کی حد سے بڑھی ہوئی سرکشیوں کے بکھرے ہوئے افسانوں کے سوا ان کی یاد تک دلانے والی کوئی چیز باقی نہ رہی اور بھی اس لیے کہ نوع

انسانی کی بعد میں آنے والی نسلیں ان کے احوال پر غور کر کے درس عبرت حاصل کر سکیں اور اگر انہیں اپنی فلاح و بہبود منظور ہو تو تمدن و عمران کی اس شاہراہ پر گامزن ہوں جو انہیں دنیوی اور اخروی سعادتوں تک پہنچانے والی ہے اور جیسے جاننے کے لیے کوئی بہت زیادہ عمیق فکر اور الجھے ہوئے استدلال کی ضرورت نہیں۔

اسلام کے نام لیوا جانتے ہیں کہ حضرت نوح علیہ السلام کی قوم نے اللہ کی رسی کو ہاتھ سے چھوڑ دیا۔ شرک اور بت پرستی کی گمراہیوں میں پڑ کر معمورہ عالم کو طرح طرح کے فسق و فجور سے معمور کر دیا اور پکارنے والے کی پکار کو نہ سنا تو اس پر زمین کے شگاف اور آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے، جن کی راہوں سے پانی کے ایک ہیبت ناک طوفان نے حملہ کر کے تمام انسانی آبادیوں کو ڈھانپ لیا اور خدا کی ہستی سے انکار اور اس کے احکام سے سرکشی کرنے والے لوگوں کو نیست و نابود کر دیا۔ انہیں یہ بھی معلوم ہے کہ قوم عاد کو ان کی سرکشی اور فتنہ انگیزی کی بنا پر سزا دینے کے لیے خدائے ذوالجلال کا قہر آٹھ دن مسلسل چلنے والی تیز آندھی کی شکل میں نازل ہوا۔ جس نے اس قوم کے تمام گردن فرازوں کو ناگہانی موت کی نیند سلا دیا۔ اس کے بعد جب ثمود کی قوم کو ان کے اعمال کی سزا دینے کا وقت آیا تو ان کی پیٹھ پر قدرت کا تادیبی تازیانہ خوفناک گرج اور بجلی کی صورت میں لگا۔ جس نے آناً فاناً ان سب کو بے جان کر کے رکھ دیا۔ سدوم اور عمورہ کے لوگوں نے جب فسق و فجور میں یہاں تک غلو سے کام لیا کہ خلاف وضع جرائم کے مرتکب ہونے لگے، تو ان کی بستیاں زلزلہ کے ہلاکت خیز جھٹکوں اور آتش فشاں پہاڑ کے دہانہ سے اچھل اچھل کر گرنے والے سنگریزوں کی بے پناہ بارش سے تباہ ہو گئیں۔ مدائن کے لوگوں کی بدمعاملگی جب ناقابل علاج ثابت ہوئی تو ان کو دھوئیں اور ابر کی گھنگھور گھٹاؤں نے گھیر لیا اور زلزلہ نے آ کر ان

کی عمرانی اور انفرادی زندگیوں کا خاتمہ کر دیا۔ سبا والوں کی بستیاں پہاڑوں پر سے امنڈ امنڈ کر آنے والے سیل رواں کے سامنے بہہ گئیں اور وہ ملک جو سرسبزی اور شادابی میں نظیر نہ رکھتا تھا۔ لق و دق صحرا بن کر رہ گیا۔ جس میں باغوں اور کھیتوں کی جگہ بیڑیاں اور جھاڑیاں اگ آئیں۔ فرعون مصر کو اس کی سرکشی کی سزا یوں ملی کہ دریائے قلزم کا وہی پانی جس نے پایاب ہو کر بنی اسرائیل کو گزرنے کے لیے راہ دے دی تھی اس کے لشکروں کو اپنی ہولناک لپیٹ میں لینے کے لیے منہ تک چڑھ گیا۔

غرض نوع انسانی کی تاریخ کے یہ عبرت انگیز اور ہولناک واقعات پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ انسان کو اس کی بداعمالیوں کی سزا دینے کے لیے قدرت کے ظاہری اور مخفی عوامل میں سے کوئی ایک عامل وقت پر جوش میں آ جاتا ہے اور اپنا کام کر جاتا ہے، عوامل قدرت کے ہاتھوں تباہ ہونے والی اقوام کی خدا ناترسی اور ان کے اخلاقی تسفل کے حالات ہمیں صحائف آسمانی کے علاوہ دوسرے تاریخی شواہد سے بھی مل رہے ہیں۔ اور تحقیقیات سے عصر حاضر کی دلچسپیاں جس قدر بڑھ رہی ہیں اسی قدر ان کی سیہ کاریوں اور فتنہ پردازیوں اور ان کے مظالم و مصائب کے حالات روشنی میں آ رہے ہیں اور عصرِ حاضر کا انسان اس بے لوث صداقت کے سامنے سر تسلیم خم کرنے پر مجبور ہو رہا ہے، جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال قبل خدائے وحدہ لاشریک نے حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی وساطت سے نوع انسان پر پوری پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دی تھی کہ دنیا میں قوموں کے عروج و زوال اور ان کے فنا و بقا کا راز کس چیز میں مضمر ہے؟

اس کے علاوہ ''**القدر خیرہ و شرہ من اللہ تعالٰی**'' پر ایمان رکھنے والی امت کے افراد جانتے ہیں کہ آفات ارضی و سماوی کے نزول میں سرکشوں کو سزا دینے کے

https://ataunnabi.blogspot.com/

علاوہ خدائے لایزال کی بعض دوسری مصلحتیں بھی مضمر ہوتی ہیں جن کا تعلق نیک بندوں کے امتحان اُن کے ایمان کے استحکام ان کے مدارج روحانی کی ترقی اور غفلت شعار بندوں کے لیے انتباہ کا سامان مہیا کرنے سے ہے اور جس پر قرآن کریم کی آیت: ﴿وَلَنَبْلُوَنَّكُم بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِينَ o الَّذِينَ إِذَا أَصَابَتْهُم مُّصِيبَةٌ قَالُوا إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ o﴾

نفسی اور آفاقی مصائب سے انبیائے کرام علیہم السلام اور امت محمدیہ کے صلحائے عظام کو بسا اوقات سامنا ہوا ہے اور امت مسلمہ کو اجتماعی حیثیت سے بھی بارہا خدائے بزرگ و برتر کے بھیجے ہوئے امتحانوں اور ابتلاؤں میں سے گزرنا پڑا ہے۔ لیکن حضرت ختمی مرتبت علیہ الصلوۃ والسلام کی امت اس فنا آموز تباہی و بربادی سے اس لیے محفوظ ہے کہ اس نے ہادی برحق ﷺ کے پیغام پر لبیک کہا اور ان سرکش اقوام کی طرح خدا کے احکام سے روگردانی نہیں کی جو اپنے کفران وعصیان کے باعث صفحۂ ہستی سے نیست و نابود ہوگئیں۔ کیونکہ عوامل قدرت کی ہمہ سوز قہر پاشیاں تو ان لوگوں کے لیے مختص تھیں۔ جنھوں نے پکارنے والوں کی پکار کو سنا۔ لیکن اس کی تکذیب کے مرتکب ہوئے۔ قرآن حکیم کے خدا کا آخری پیغام اور رسول کریم ﷺ کے خاتم النبیین ہونے کے معنی یہی ہیں کہ تا قیام قیامت ان دو صداقتوں پر ایمان رکھنے والے لوگ ناپید نہ ہوں گے اور اسی لیے کسی اور بشیر ونذیر کے آنے کی ضرورت ہی پیش نہ آئے گی اور جب خدا کے آخری نبی کے توسط سے ملنے والے خدا کے آخری پیغام پر ایمان رکھنے والا ایک شخص بھی باقی نہ رہے گا تو سب دستور سابق خدا کو کسی مرسل کے بھیجنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ بلکہ اس نوع انسانی کو اس آخری امتحان سے دو چار کر دیا جائے گا جس کو ''زلزلة الساعة'' ''قيامة'' ''طامة

https://ataunnabi.blogspot.com/

الکبریٰ'' ''جاثیة'' ''واقعة'' ''قارعة'' اور اس قسم کے دوسرے ناموں سے پکارا گیا ہے اور جس کے نزدیک آنے کی خبر پورے پورے وثوق اور وضاحت کے ساتھ صرف خدائے ذوالجلال کے امی النبی نے دی ہے جو'' خاتم المرسلین'' ہے۔

(۲)

یہی وہ اسلامی معتقدات ہیں جن کی طرف میں نے گاندھی اور ٹیگور کی اس فلسفیانہ بحث کو درج اخبار کرتے ہوئے ایک مختصر سے تمہیدی نوٹ میں اشارہ کیا تھا جو ان کے درمیان زلزلۂ بہار اور اس کے اخلاقی روحانی اور مادی اسباب وصل کے بارے میں شروع ہوگئی تھی۔ میں نے لکھا تھا:

''مہاتما گاندھی نے ''زلزلۂ بہار'' کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ زلزلہ اہل ہند کے ان گناہوں کا نتیجہ ہے جو ان سے چھوت چھات کی شکل میں انسانی حقوق کو پامال کرنے کے باعث سرزد ہو رہے ہیں۔ اس پر بنگالی شاعر ڈاکٹر ٹیگور نے فلسفیانہ خیالات کا اظہار کرتے ہوئے لکھا تھا کہ مادی عوامل و مظاہر کو انسان کے اخلاق سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ ایسے حادثات محض قوائے قدرت کے غیر معمولی اجتماع کا اتفاقی نتیجہ ہوتے ہیں، اس کے جواب میں گاندھی نے اپنے عقیدہ پر اصرار کرتے ہوئے ایک مضمون لکھا ہے جسے ہم قارئین ''زمیندار'' کی خدمت میں اس لیے پیش کرتے ہیں کہ وہ دیکھیں کہ قرآن پاک کے مطالعہ نے گاندھی کے خیالات کو اسلام سے کس قدر قریب کر دیا ہے۔ زلزلہ کی نوع کے حوادث اور ارضی و سماوی بلاؤں کے نزول کے متعلق خواہ وہ نفسی ہو یا آفاقی، انفرادی ہوں یا اجتماعی ایک معمولی سے معمولی مسلمان بھی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ وہ قدرت کی طرف سے انسان کے لیے سزا یا انتباہ یا آزمائش یا تزکیہ نفس و ترقی مدارج روح کے لیے ایک تازیانہ کی

https://ataunnabi.blogspot.com/

حیثیت رکھتے ہیں اور کائنات کی کوئی بات یونہی بے مقصد واقع نہیں ہوتی۔ جیسے کہ ٹیگور کا خیال ہے۔ بلکہ ہر جنبش اور ہر حرکت میں خدائے ذوالجلال کا کوئی مقصد پوشیدہ ہوتا ہے۔ جسے سمجھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔ گاندھی نے اسی اسلامی عقیدے پر اصرار کیا ہے۔ معلوم ہونا چاہیے کہ ایمان وحکمت کے جو موتی ہمارے ہاں عوام الناس میں ارزاں ہو چکے ہیں۔ ان پر غیر مذاہب کے فلاسفر ابھی تک فلسفیانہ بحثیں کر رہے ہیں اور انہیں سمجھنا چاہتے ہیں۔

(۳)

میرے اس شذرہ پر لاہوری مرزائیوں کے اخبار ''پیغام صلح'' میں مرزائے قادیانی کے ایک مقلد خان صاحب چودھری محمد منظور الٰہی نے ''زلزلہ بہار'' کو مرزا کی صداقت کا نشان قرار دیتے ہوئے ایک مضمون سپرد قلم کیا ہے جس کا عنوان ''زمیندار اینڈ کو گاندھی کے قدموں میں'' دیا گیا ہے۔ مرزائے قادیانی کی امت کو جھوٹ بولنے اور واقعات کو توڑ مروڑ کر بیان کرنے اور لاطائل تاویلوں سے کام لینے میں جو مہارت حاصل ہے۔ وہ کسی پڑھے لکھے انسان سے مخفی نہیں۔ میرا مقصد جیسا کہ شذرہ مذکورہ بالا کی عبارت سے ظاہر ہے۔ اس کے سوا کچھ نہ تھا کہ انسان کے روحانی ترفع وتسفل سے کائنات کے مادی عوامل کا گہرا تعلق ہونے کے مسئلہ پر ٹیگور کی نسبت گاندھی کے خیالات اسلامی عقائد سے زیادہ قریب ہیں، کیونکہ گاندھی نے قرآن حکیم کا مطالعہ کیا ہے۔ گاندھی نے لکھا تھا کہ میرا ایمان ہے کہ مادی دنیا میں کوئی حادثہ خدا کی مرضی اور اس کے ارادہ کے بغیر وقوع پذیر نہیں ہوسکتا اور خدا انسان کو بلاوجہ سزا یا مصیبت میں مبتلا نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے ہر کام میں کوئی حکمت مضمر ہوتی ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس نے یہ بھی لکھا تھا کہ میں ذاتی طور پر ''زلزلہ بہار'' کو ہندوؤں کے ان گناہوں کا نتیجہ سمجھ رہا ہوں جو چھوت چھات کی بدولت نوع انسانی

کے ایک طبقہ پر ظلم کرنے کی شکل میں ان سے سرزد ہو رہے ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ روح اور مادہ کے درمیان ایک ناقابل انفصال ازدواجی تعلق ہے۔ ظاہر ہے کہ ارضی وسماوی آفات کے نزول کے معاملہ میں گاندھی کے خیالات فلسفہ اسلام سے اقرب ہیں اوران کے ضمیر پر آفتاب صداقت کی ضیا اگر پورے طور پر نہیں تو بہت بڑی حد تک شعاع افگن ہو چکی ہے۔ لیکن میرا یہ کہنا کہ گاندھی کے خیالات پر قرآن پاک کے مطالعہ کا اثر نظر آ رہا ہے۔ زمیندار اینڈ کو کے ان کے قدموں میں سر رکھنے کے مراوف کیونکر ہو گیا اور مسیحی خلافت کی وہ کونسی اندلسی منطق ہے جو اس اظہار کو گاندھی کے چرنوں میں گرنے سے تعبیر کر رہی ہے۔

عالم روحانیات اور عالم مادیات کے باہمی تعلق اور ان پر عوالم" جبروت ولاہوت" کے ارادوں کے اثرات کے متعلق امت مسلمہ کے عارفین حق جن نتائج پر پہنچے ہیں وہ کچھ اور ہی ہیں اور میں ان کا ذکر اس بحث میں لانے کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ اس وقت میرا روئے سخن مرزائیوں سے ہے۔ جنہیں اس کوچہ کی ہوا بھی نہیں لگی۔ صرف اسی قدر کہہ دینا کافی ہے کہ اسلامی فلسفہ کے نزدیک عالم مادیات عالم روحانیات کا اور عالم روحانیات اس کے پرے کے عوالم کا تابع ہے۔

(۴)

"پیغام صلح" کے مرزائی مضمون نگار کا مقصد اس تحریر سے یہ ہے کہ ہم نے آنکھیں بند کر کے ان کے اس دعویٰ کو تسلیم کیوں نہیں کر لیا کہ بہار کے لوگوں پر زلزلہ کی یہ ناگہانی آفت محض اس لیے نازل ہوئی ہے کہ اہل عالم نے اس کے قادیانی پیشوا کی مسیحیت ومہدویت یا مجددیت ومحدثیت کو تسلیم نہیں کیا۔ مرزائے قادیانی کے اقوال واعمال میں اگر کوئی معقول بات نظر آئے تو مجھے اسے معقول کہنے میں کبھی تامل نہ ہوگا۔ لیکن مشکل یہ ہے

کہ اس کی تحریرات کی بھول بھلیاں اہل خرد اہل نظر کے نزدیک خرافات کے ایک طومار سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے اور اس کے عجیب وغریب دعاوی محض اس لیے صحیح قرار نہیں دیئے جا سکتے کہ بہار میں یا جاپان میں یا امریکہ یا دنیا کہ کسی اور خطہ میں پے در پے زلزلے آ رہے ہیں اور اہل عالم پر دیگر اقوام کی ارضی وسماوی یا انفسی وآفاقی آفات نازل ہو رہی ہیں۔ اس قسم کے حوادث مرزائے قادیانی کے خروج سے پہلے بھی واقع ہوتے رہے ہیں اور تا قیام قیامت واقع ہوتے رہیں گے اور جن لوگوں کو مبدٔ فیاض سے فراست ایمانی عطا ہو چکی ہے۔ وہ اس نوع کے حوادث کے اسباب وعلل سے بھی بخوبی آگاہ ہیں اور جانتے ہیں کہ قیامت تک کے عرصہ کے لیے جس ''بشیر اور نذیر'' کو آنا تھا۔ وہ محمد عربی ﷺ کے وجود قدسی کی شکل میں آ چکا ہے۔ آپ ﷺ کے بعد دنیا کے کسی گوشہ اور نوع انسانی کے کسی طبقہ کے لیے کسی اور ''بشیر ونذیر'' کے آنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ کیونکہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی برپا کی ہوئی امت وسطیٰ ہی ملل عالم پر شاہد اور نوع انسانی کے لیے بشیر ونذیر ہے اور ہر سچا مسلمان اپنے وجود اور اپنے اعمال صالحہ سے ان لوگوں پر اتمام حجت کر رہا ہے، جو ابھی ایمان وایقان کی دولت سے بہرہ ور نہیں ہوئے۔ جب تک حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے حلقہ بگوش موجود ہیں نوع انسان پر ویسی ہلاکت آفرین تباہی نہیں آ سکتی۔ جس نے نوح، عاد، ثمود اور مدین کی اقوام کو بے نشان کر دیا تھا۔ کیونکہ غلامان محمد ﷺ کے ایمان اور ان کے اعمال صالح کے روحانی مؤثرات ان مادی عناصر کو قابو میں رکھنے کے لیے کافی ہیں۔ جنہیں نوع انسانی کا عصیان جوش میں لانے کا موجب بنا کرتا ہے۔ ہمیں بتایا جا چکا ہے کہ جب تک سطح ارضی پر ایک بھی مرد مومن باقی ہے نوع انسانی تباہ نہیں ہو سکتی اور جب دنیا ایمان داروں سے خالی ہو جائے گی تو نوع انسانی کے لیے آخری قیامت آ جائے گی۔

کیونکہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد نوع انسانی کی ہدایت کے لیے کسی رسول کے بھیجنے کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ پس ''زلزلہ بہار'' کی نوع کے حوادث کو انسان کے عصیان کا نتیجہ اور قدرت کی طرف سے ''انتباہ'' تو کہا جا سکتا ہے۔ لیکن اسے خود ساختہ مدعی نبوت و مجددیت کی صداقت کا نشان قرار نہیں دیا جا سکتا۔

(۵)

زلازل اور اسی قسم کے دیگر حوادث کو مرزائے قادیانی کی صداقت کا نشان قرار دینے میں ''اندلسی'' اور ''دمشقی'' مرزائی یعنی مرزائیوں کی قادیانی اور لاہوری گدیاں متفق اللسان ہیں۔ حالانکہ قادیانی مرزا کو نبی اور لاہوری اسے مجدد یا محدث قرار دیتے ہیں۔ واضح ہو کہ کسی مجدد یا محدث کے لیے اپنی ''مجددیت و محدثیت'' کا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ وہ مظاہر قدرت کو اپنے مریدوں کی تعداد بڑھانے کے لیے اپنے نشان صداقت کے طور پر ظاہر کیا کرتے ہیں۔ نافرمان لوگوں کی ہلاکت و بربادی کا پیغام دینا ان انبیائے کرام کا کام تھا، جو ان کی ہدایت و رہنمائی کے لیے مبعوث ہوا کرتے تھے۔ امت مسلمہ میں مجددین اور محدثین کا کام صحیح عقائد اسلامی کی اشاعت اور لوگوں کے تزکیہ نفس کے سوا اور کچھ نہیں۔ انہیں اس امر کی ضرورت ہی نہیں ہوتی کہ وہ ''مجدد یا محدث'' کہلائیں یا خود لوگوں سے ''مجدد یا محدث'' منوانے کے لیے مجادلہ کرتے پھریں اور زلزلوں وغیرہ کو اپنی صداقت کا نشان جتائیں۔

یہ لوگ نوع انسانی پر نازل ہونے والی ارضی و سماوی آفات کے ظہور پر جو بغلیں بجانے اور خوشیاں منانے کے عادی ہیں تو اس کی وجہ یہ ہے کہ مرزائے قادیانی نے ''کمال دجل'' سے کام لیکر اپنے متعدد جھوٹے دعاوی کا سکہ بٹھانے کے لیے چند ایک کاہنانہ پیش

گوئیاں کررکھی ہیں۔ان پیش گوئیوں کومختلف حوادث پر منطبق کرنے کے لیے یہ لوگ اسی ''تلبیس بازی'' سے کام لینے کے عادی ہیں جوان کے پیرومرشد کا شیوہ تھی۔آخری زمانہ میں یعنی قیامت کے قریب زلزلوں کے پے درپے آنے بلکہ اس سے بھی عجیب تر واقعات کے ظہور پذیر ہونے کی پیش گوئیاں خود کلام مجید میں اور احادیث نبوی ﷺ میں موجود ہیں جن کو دیکھ کر اور ناآگاہ لوگوں کے سامنے تحکمانہ انداز میں اپنی طرف سے بیان کرکے ہر شخص اپنی غیب دانی کا مظاہرہ کرسکتا ہے۔بلکہ فراست ایمانی رکھنے والے اشخاص اس مرزائے قادیانی کی بہ نسبت زیادہ صحت اور زیادہ تیقن کے ساتھ ''مستقبل قریب وبعید'' کے حالات بیان کرسکتے ہیں۔جس کی ہر پیش گوئی مبہم اور ''شاید'' اور ''اغلباً'' وغیرہ کی قبیل کے الفاظ کی حامل ہوتی ہے۔اس کے علاوہ ''زلزلہ بہار'' کومرزائی قادیانی کی ان پیش گوئیوں کا ظہور قرار دینا جو اس نے زلازل کے متعلق کی تھیں۔قادیانیوں کی اسی منطق کا مظاہرہ ہے جس کی رو سے وہ محمدی بیگم کے مرزائے قادیانی کے ساتھ آسمانی نکاح کرنے کی پیش گوئی کی تاویل کرکے یہ کہا کرتے ہیں کہ مرزا کی وفات کے باوجود ابھی محمدی بیگم کے ساتھ اس کا نکاح کا امکان باقی ہے۔کیونکہ مرزا زلزلہ کے متعلق صاف اور صریح الفاظ میں لکھ چکا ہے کہ ''وہ زلزلہ میری زندگی میں آئے گا''۔(ضمیمہ براہین احمدیہ،حصہ پنجم،صفحہ ۹۲)

''آئندہ زلزلہ کوئی معمولی بات نکلی یا میری زندگی میں اس کا ظہور نہ ہوا تو میں خدا تعالیٰ کی طرف سے نہیں''۔(ضمیمہ براہین احمدیہ،جلد پنجم،صفحہ ۹۲۔۹۳)

ظاہر ہے کہ مرزائے قادیانی نے ۱۹۰۵ء والے زلزلہ سے متاثر ہوکر جس میں بھاگسو وغیرہ کے مقامات تباہ ہوگئے تھے،یا امریکہ کے زلزلوں سے متاثر ہوکر جو اس کی زندگی میں آئے یہ پیش گوئی کردی تھی کہ ہندوستان میں اس کی زندگی کے اندر اندر خوفناک

https://ataunnabi.blogspot.com/

زلزلہ آئے گا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ اگر زلزلہ آ گیا تو پو بارہ ہیں اور نہ آیا تو اخلاف کوئی نہ کوئی تاویل کرلیں گے۔

(۶)

لاہوری اور قادیانی مرزائی جو مرزا کے اقوال کو راست ثابت کرنے کے لیے لاطائل تاویلوں سے کام لینے کے عادی ہیں۔ تا کہ اس کی پیش گوئیوں کو اس کی صداقت کا نشان ظاہر کریں۔ اگر اسی چیز کو نبوت یا مجددیت کا ثبوت خیال کرتے ہیں تو انہیں مرزائے قادیانی کی بہ نسبت رسول عربی ﷺ کے اس ناچیز غلام کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہیے جس نے مرزائیوں اور ان جیسے دوسرے راہ گم کردہ انسانوں کے عقائد و اعمال کی زبون حالی سے متاثر ہو کر زلزلہ کے وقوع سے فقط آٹھ روز پیشتر غیر مشتبہ الفاظ میں ''زمیندار'' مطبوعہ ۷ جنوری ۱۹۳۴ء کے پہلے صفحہ پر بخط جلی یہ اعلان چھپوایا تھا۔ شعر

بری حالت ہے بندوں کی قیامت کیوں نہیں آتی
فلک کیوں گر نہیں پڑتا زمین کیوں پھٹ نہیں جاتی

جب اس قسم کی پیش گوئیوں کو معیار صداقت بلکہ دلیل نبوت و مجددیت قرار دینے والے مرزائیوں نے دیکھ لیا ہے کہ اس اعلان کے صرف آٹھ روز بعد زمین پھٹ گئی۔ اس میں کئی جگہ ہاتھیوں کو نگل جانے والی دراڑیں پڑ گئیں اور پندرہ دن کے اندر اندر موسلا دھار بارش بھی ہوئی اور ''شہاب ہائے ثاقب'' بھی کثیر تعداد میں گرتے دیکھے گئے، تو کیا وجہ ہے کہ وہ مرزائے قادیانی کا دامن چھوڑ کر خدا کے متذکرۃ الصدر بندے کے معتقد نہیں بنتے؟ مرزائیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ شعر بالا کا قائل ان کے نبی یا مجدد کی طرح اس قدر کم حوصلہ نہیں کہ اپنی کسی بات کے صحیح ثابت ہو جانے پر کوئی ناروا دعویٰ کر بیٹھے۔ اسے فقط اسی امر پر فخر ہے کہ وہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے ادنیٰ غلاموں کا غلام ہے۔

(۷)

قادیانی مرزائی تو اپنے بے بنیاد دعاوی اور بیہودہ تاویلات کے باعث مرفوع القلم ہو چکے ہیں کیونکہ ان کے پاس کوئی معقول بات دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لیے باقی نہیں رہی۔ لاہوری جماعت جو قادیانیوں کی بہ نسبت زیادہ عیار واقع ہوئی ہے۔ اپنے معتقدات کو ایسے بے ضرر سے رنگ میں پیش کرنے کی کوشش کرتی ہے کہ بادی النظر میں وہ محل تنقیح ومورد اعتراض واقع نہ ہوسکیں۔ لیکن جب ان کے پیش کردہ معتقدات کا تجزیہ خود انہی کے قائم کردہ اصول پر کیا جاتا ہے اور ان پر "**فبھت الذی کفر**" والی حالت وارد ہوجاتی ہے تو خاموش ہوجاتے ہیں۔ آج سے چند ماہ پیشتر کا ذکر ہے کہ راقم الحروف نے "زمیندار" میں "مرزائے قادیانی کی ہفوات تنقید کی کسوٹی پر" کے عنوان سے ایک مضمون لاہوری جماعت کے ان دعاوی کا بخیہ ادھیڑتے ہوئے لکھا تھا، جن میں وہ مرزائے قادیانی کی ہفوات کو صوفیائے کرام کی شطحیات کی مثل جتانے کی کوشش کرتے ہیں اور مسلمانوں کو دھوکا دیتے ہیں۔ لیکن یہ سننے کے باوجود کہ میاں محمد علی امیر جماعت احمدیہ اور ان کے تمام لاہوری حواری میری مخلصانہ معروضات کا جواب لکھنے میں ہمہ تن مصروف ہیں۔ آج تک کوئی چیز ازقسم جواب دیکھنے یا سننے میں نہیں آئی۔ حالانکہ وہ مضمون خود انہی کے استفسار پر سپرد قلم کیا گیا تھا۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ لاہوری جماعت کے ان معتقدات پر وضاحت کے ساتھ کچھ لکھا جائے۔ جنہیں وہ بھولے بھالے اور کم سواد مسلمانوں کو پھسلانے کے لیے ہم رنگ زمین دام کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اور مرزائے قادیانی کے ادعائے نبوت کو چھپا کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ وہ امت مسلمہ کے بعض جلیل القدر علمائے ربانی کی طرح ایک برگزیدہ عالم تھا۔ اگر مشاغل لازم سے فرصت ملی تو ان شاء

https://ataunnabi.blogspot.com/

اللہ العزیز ان لاہوری مرزائیوں کی دوسری جماعت کی قلعی بھی اسی طرح کھولی جائے گی۔

قادیانی خلافت کے معتقدات کی تکذیب کے لیے یہی لاہوری جماعت پیدا ہو چکی ہے اور لاہوری جماعت کے ظہور و قیام کی داستان سنی ہو تو یکم مارچ ۱۹۳۴ء کے ''الفضل'' کو ایک نظر دیکھ لینا چاہیے۔ جس میں قادیانی خلافت کے اس ''آرگن'' نے یہاں محمد علی امیر جماعت لاہوری کی شان میں ایک منثور قصیدہ لکھتے ہوئے یہ ظاہر کیا ہے کہ لاہوری جماعت کا امیر چور بھی ہے اور سینہ زور بھی۔ چور اس لیے کہ وہ قادیان کی انجمن احمدیہ کے تنخواہ دار ملازم کی حیثیت سے قرآن کا ترجمہ کر رہے تھے کہ جھوٹ بول کر اور دھوکا دے کر قادیان سے مسودہ سمیت نکل آئے اور سینہ زور اس لیے کہ انہوں نے جلب زر کی خاطر اس بات کی ہر ممکن کوشش کی ہے کہ اس ترجمہ میں مرزائے قادیان کے دعاوی کی صداقت کا ذکر تک نہ آنے پائے۔ ''پیام صلح'' کے مضمون نگار خان صاحب چودھری منظور الٰہی پہلے اپنے امیر کے جلب زر، اس کی دروغ بافی اور فریب دہی وغیرہ کے متعلق ''الفضل'' کو جواب دے لیں، اس کے بعد وہ ''زمیندار اینڈ کو'' سے یہ کہنے کی جرأت کریں کہ ان کا مطمحِ نظر حصول دنیا ہے، نہ کہ رضائے الٰہی۔ (زمیندار، ۱۱مارچ ۱۹۳۴ء)

مرزائے قادیانی کے دعوائے مجددیت ومہدویت پر ایک نظر

فرقہ مرزائیہ کی معتقداتی قلابازیاں

فرقہ ضالۂ مرزائیہ کی لاہوری شاخ سے تعلق رکھنے والے اشخاص کی حالت قادیانیوں کی بہ نسبت بہت زیادہ قابل رحم ہے۔ یہ بے چارے اپنے پیر و مرشد کے عجیب و غریب دعاوی اور اپنے معتقدات کو دین قیم و حنیف کے مسلمات سے قریب تر لا کر دکھانے کے لیے ادھر ادھر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ بزرگان دین کے اقوال و ملفوظات کو ان کی

ماہیت سمجھنے اور ان کی اصلیت کے متعلق تحقیقات کیے بغیر اپنے پیر و مرشد کی ہفوات کے لیے پیر بنانے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اپنے معتقدات اور اپنے پیشوا کی تعلیمات پر ایسا رنگ چڑھاتے ہیں کہ بے خبر اور کم سواد لوگوں کو وہ بے ضرر نظر آنے لگیں اور بھولے بھالے مسلمان ان کے مرشد کے بچھائے ہوئے ''دام دجل'' و ''تزویر'' کے شکار ہو جائیں، صاف نظر آ رہا ہے کہ یہ لوگ اپنے پیشوا کے کفر اندوز دعاوی کی لغویات اور اس کی حیلہ سازیوں کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہو چکے ہیں، لیکن اپنی اس غلطی کا کھلم کھلا اعتراف کرنے کے بجائے جو ان سے مرزا غلام احمد قادیانی کے ہاتھوں فریب کھانے کی صورت میں سرزد ہو چکی۔ یہ لوگ کوشش کرتے ہیں کہ طرح طرح کی مضحکہ خیز تاویلوں اور لا طائل دلیلوں کے بل پر اس کی نبوت نہیں تو مجددیت ہی کا ڈھونگ کھڑا رکھنے میں کامیاب ہو جائیں اور یہ ظاہر کرنے کی کوشش کریں کہ آں جہانی نے کوئی بات ایسی نہیں کی جو اسلام کے منافی اور سلف صالحین کے مسلک سے ہٹی ہوئی ہو۔ لیکن اس کو کیا جائے کہ ان کی تغلیط و تکذیب کے لیے مرزائے قادیانی کی اپنی تحریرات کے علاوہ مرزائیوں کے گھر اور مرکز میں ایک ایسی جماعت موجود ہے جس نے ان کے پیر و مرشد کی خرافات واہیہ کو بہ افتخار تام الم نشرح کرتے رہنے کا اجارہ لے رکھا ہے اور جو تاویل بازی اور داستاں سرائی میں ان سے بیباک تر اور چالاک تر واقع ہوئی ہے۔

ان لوگوں کی معتقداتی قلابازیوں کے متعلق اگر بر سبیل تفنن جس کی وہ مستحق ہیں کہا یا لکھا جائے تو چیخنے لگتے ہیں کہ ان کے ساتھ ثقاہت و متانت کا سلوک نہیں کیا جاتا۔ اگر سنجیدگی کے ساتھ ان کے اور ان کے جماعتی پیشوا کے معتقدات و دعاوی کی قلعی کھول دی جائے تو یہ لوگ متانت و سنجیدگی کے ساتھ جواب دینے کی بجائے منہ چڑانے اور گالیاں دینے پر اُتر آتے ہیں۔ اسی طرح جب ان کے پیر و مرشد کے دعاوی نبوت و مسیحیت پر تنقید کی جاتی

ہے تو یہ لوگ اس میدان سے فرار ہو کر اس کی مجددیت کے آغوش میں پناہ لینے کی کوشش کرتے ہیں اور جب اس کے دعوے مجددیت کا تاروپود بکھیرا جاتا ہے تو نبوت ورسالت کی تمثیلات اور انبیائے کرام علیہم السلام سے منسوب نصائص کے دامن میں پناہ ڈھونڈنے لگتے ہیں۔ علمائے امت انہیں منقولات کی بحث میں رگیدتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ ہماری تکذیب کے لیے وہی پرانی دلیلیں استعمال کرتے ہو اور اگر ان پر معقولات کے سلسلہ میں نئی قسم کے اعتراضات وارد لیے جائیں تو پھر یہ ''حیات وممات مسیح'' کی قسم کے مسائل چھیڑ دیتے ہیں جن کے متعلق انہیں کافی سے زیادہ براہین بتائے جاچکے ہیں۔ ﴿فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ...... (الی) ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا ج فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ (الآیۃ)

شطحیات وہفوات کی بحث

ان لوگوں پر ان کے لیے بے بنیاد دعاوی کی لغویت واضح کرنے اور انہیں شمع ہدایت کی ضیاء دکھانے کے لیے خود انہی کے استفسار پر میں نے ۷ استمبر ۱۹۳۳ء کے ''زمیندار'' میں صوفیہ کرام کے ان اقوال کی حقیقت حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے مکتوبات شریف کے حوالے دے کر روشن کی تھی، جو ظاہر بین آنکھوں کو شریعت کے خلاف نظر آتے ہیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اپنے پیر ومرشد کی کفر آلود ہفوات کے لیے جو جواز کا پہلو نکالنے کی خاطر ''پیغام صلح'' میں لکھا تھا کہ دین اسلام کے بعض اعاظم رجال سے بھی خلاف شرع اقوال منسوب کیے جاتے ہیں، لہٰذا مرزائے قادیانی کی تحریرات میں اگر ایسی لغویات نظر آتی ہیں تو انہیں بھی اسی قسم کی شطحیات پر محمول کرنا چاہیے جو بعض اولیاء اللہ کی طرف منسوب کیے گئے ہیں۔ میں نے اس مضمون میں مرزائے آنجہانی کے اقوال پیش

کر کے ان کا اور صوفیہ کرام کے اقوال کا فرق واضح کر دیا تھا اور ثابت کر دیا تھا کہ عارفین حق کے نزدیک وہ شطحیات کیا حقیقت رکھتے ہیں؟ یہ مضمون پڑھ کر اس فرقہ کے لوگوں پر ﴿فَبُهِتَ الَّذِیْ کَفَرَ﴾ کی سی حالت طاری ہوگئی۔ اور پھر ان کو اپنے پیر و مرشد کی ولایت مجددیت ثابت کرنے کے لیے کم از کم میرے سامنے اپنی پیش پاافتادہ دلیل کے لانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ تعجب ہے کہ خاں صاحب چودھری منظور الٰہی نے ۱۹ مارچ کے ''پیغام صلح'' میں میرے دوسرے مضمون کا جواب لکھنے کی کوشش کرتے ہوئے جو ''مادی عوامل'' اور ''انسان کی روحانیت'' کے باہمی تعلق کے متعلق اسلامی زاویہ نگاہ کی وضاحت کے لیے مورخہ ۱۱ مارچ ۱۹۳۴ء کے ''زمیندار'' میں سپرد قلم کیا گیا۔ پھر اس بحث کو تازہ کرنے کی ضرورت محسوس کی انہیں چاہیے تھا کہ ایک دفعہ پھر اس مضمون کو پڑھ لیتے اور اس کے بعد یہ لکھنے کی جرات کرتے۔ ''تمہارے اولیائے کرام باوجود شطحیات یعنی خلاف شرع باتیں کہنے لکھنے کے خدا کے مقرب اور ولی ہیں تو اسی کسوٹی پر پرکھ کر حضرت مسیح موعود کو کس منہ سے جھوٹا کہہ سکتے ہو''۔

اب بھی اگر انہیں اپنے پیر و مرشد کے کفریات کی حقیقت معلوم کرنے کی ضرورت ہو تو اسی مضمون کو ایک دفعہ پھر نظر غائر سے مطالعہ کرلیں اور دیکھ لیں کہ یہ اقوال کس طرح مفتری اور کذاب ثابت کر رہے ہیں؟

مجددین امت کا مسلک عمومی

خان صاحب چودھری منظور الٰہی نے میرے دوسرے مضمون کے بعض فقرات نامکمل اور ناقص حالت میں سامنے رکھ کر جواب نویسی کے لیے جو سوالات پیدا کیے ہیں ان کا کافی وشافی جواب خود اسی مضمون میں موجود ہے۔ ان کا یہ لکھنا کہ ''تفہیمات الٰہیہ'' میں حجتہ

الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مجددیت اور اپنے مقام عرفانی کا دعویٰ کیا ہے اولاً اپنے اس مقام سے بے خبر رہنے والوں کے متعلق یہ لکھا ہے کہ وہ خائب ہوں گے، مرزائے قادیانی کے عجیب وغریب دعاوی کے جواز کی سند نہیں ہوسکتا۔ حضرت شاہ صاحب نے اپنی مجددیت منوانے کے لیے لوگوں سے مجادلہ نہیں کیا اور ان کی زندگی اس امر کے لیے صرف ہوئی کہ لوگوں سے اپنے مقام ولایت کا اعتراف کراتے پھریں اور یہ کہیں کہ ان کی ولایت کی دلیل کے طور پر زلزلہ وغیرہ کی قسم کے نشانات ظاہر ہوں گے۔ اس کے علاوہ ان کا یہ قول خلاف شرع بھی نہیں کہ اسے شطحیہ سے تعبیر کیا جائے حضرت شاہ صاحب کی زندگی دیگر صلحائے امت محمدیہ ﷺ کی طرح صحیح عقائد اسلامی کی اشاعت اور لوگوں کے لیے تزکیہ نفس کے لیے وقف رہی، انہوں نے مرزائے قادیانی کی طرح انبیائے کرام علیہم السلام اور صلحائے امت کے حق میں کبھی بدگوئی سے کام نہیں لیا اور نہ مسلمانوں کو چودھری صاحب کے پیر ومرشد کی طرح ذریۃ البغایا، حرامزادے، سور اور کتے وغیرہ ایسے الفاظ سے یاد کیا، نہ انہوں نے جہاد کی تعلیم کو ناپاک قرار دے کر اس پر خط نسخ کھینچا اور نہ نصاریٰ کی غیر مشروط وفاداری پر اتنی کتابیں لکھیں کہ ان کی حفاظت کے لیے پچاس الماریوں کی حاجت ہو۔

حضرت شاہ صاحب کے علاوہ چودھری منظور الٰہی نے حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی مجددیت کے ادعا کا بہتان باندھنے کی کوشش کی ہے اور ان کے اس مکتوب کا حوالہ دے کر جس میں حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مستفسر پر مجدد الف ثانی کے مقام وفضائل کی تشریح کی ہے۔ یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی ہے کہ وہ یہ سب کچھ اپنے متعلق لکھ رہے ہیں۔ حالانکہ انہوں نے نہ اس مکتوب میں جس کا چودھری صاحب نے حوالہ دیا ہے اور نہ کسی دوسرے مکتوب میں یہ فرمایا ہے کہ الف ثانی کا مجدد موعود میں ہوں۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

وہ مستفسرین کو ہمیشہ یہی لکھتے رہے ہیں کہ مجدد الف ثانی کا اس دور میں موجود ہونا ضروری ہے اور طالبین رشد و ہدایت کا فرض ہے کہ وہ اسے پہچانیں۔ یہ اور بات ہے کہ حضرت مجدد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے مقام کا علم ہو اور وہ جانتے ہوں کہ الف ثانی کے مجدد وہی ہیں۔ لیکن انہوں نے کسی جگہ اس امر کا دعویٰ نہیں کیا۔ اگر حضرت مجدد رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی دعویٰ مرزائی جماعت کی نظر سے گزرا ہو تو اسے پیش کریں۔

چودھری منظور الٰہی صاحب نے تلبیس دلالت سے کام لیتے ہوئے بعض تحریرات حضرت شاہ ولی اللہ اور حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہما کے متعلق پیش کی ہیں۔ چودھری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ مجدد خود دعویٰ نہیں کیا کرتے۔ بلکہ کام کرتے ہیں اور ''بصارت و بصیرت'' رکھنے والے لوگ انہیں ان کے کام اور روحانی اثر کی وجہ سے پہچان لیتے ہیں کہ ''عصرِ حاضر'' کا مجدد یہی ہے۔ چودھری صاحب یا ان کے ہم مسلک بزرگ، ذرا گزشتہ تیرہ صدیوں کے مجددین کی فہرست ان کے دعاوی مجددیت کے ساتھ پیش کر کے دکھائیں۔ تاکہ ہمیں بھی معلوم ہو سکے کہ مجددوں کو بھی دعویٰ کرنے کی ضرورت پیش آیا کرتی ہے اور ان کے لیے دعویٰ ایسا ہی ضروری ہے جیسا کہ نبی کے لیے اپنے مرسل من اللہ ہونے کا اظہار لازمی ہے۔ اس کے علاوہ ذرا یہ بتانے کی زحمت بھی گوارا فرمائیں کہ مجددین امت محمدیہ سے فیض پانے والے مسلمانوں نے مرزائیوں کی طرح کبھی جماعت بندی سے کام لیکر یہ کوشش کی ہو کہ ''عامۃ المسلمین'' سے اپنے سرچشمہ فیض روحانی کی مجددیت منوائیں اور اس امر کو ایمان و ایقان کی صحت کا معیار قرار دیں۔

اُمت مسلمہ کا منصب شہادت

میں نے لکھا تھا کہ چونکہ امت مسلمہ اس داعی برحق کی دعوت پر لبیک کہہ چکی ہے

https://ataunnabi.blogspot.com/

جو "خاتم المرسلین ﷺ" ہے۔اس لیے تا قیام قیامت کسی بشیر ونذیر کے آنے کی ضرورت نہیں، کیونکہ خود امت مسلمہ کا وجود اس کے صلحاء کے اقوال واعمال دوسری قوموں کے لیے بشارت کا فریضہ انجام دے رہے ہیں۔لیکن چودھری منظور الٰہی کی سخن فہمی ملاحظہ ہو کہ وہ پھر خاکسار سے سوال کر رہے ہیں کہ علمائے اسلام اور مجھ ناچیز ایسے اخبار نویس شب وروز "دعوت الی الحق" کا کام کیوں کر رہے ہیں اور اسی کام کے ضمن میں عامۃ الناس کو اچھے کاموں کے صلہ میں بشارت اور بُرے کاموں کے صلہ میں انذار کا پیغام کیوں دیتے ہیں؟ چودھری صاحب کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس معمولی سے معمولی شخص نے حضرت ختمی مرتبت ﷺ کے آستاں پاک پر سر نیاز جھکا دیا ہے۔اس پر ان کے لائے ہوئے پیغام کی نشر و اشاعت فرض ہے۔اور تمام مسلمان علی قدر مراتب اس فرض کی ادائیگی میں مصروف ہیں۔ بلکہ خود ان کا وجود ہی اس امر کا کفیل ہے کہ حضرت ختمی مرتبت ﷺ کی رسالت کا مقصد پورا ہو رہا ہے۔اس حقیقت کبریٰ پر قرآن پاک کی نص صریح بھی شاہد و دال ہے اور حضرت ذوالجلال والاکرام نے امت مسلمہ کو تا قیام قیامت بلکہ روز قیامت کے لیے بھی یہ رتبہ بلند عطا فرما دیا ہے اور کہا ہے: ﴿وَكَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَيْكُمْ شَهِيْدًا﴾

مرزائے قادیانی کا مطمع نظر

یہ باتیں میں نے ان لوگوں کے لیے لکھی تھی جو حضرت ختم المرسلین ﷺ بابی ھو وامی کے بعد کسی متنبی کے دعاوی کے سامنے سر تسلیم کر رہے ہیں اس لیے لاہوری مرزائیوں کو اس کے قبول کر لینے میں کوئی عذر نہیں ہونا چاہیے تھا۔البتہ چودھری منظور الٰہی صاحب یہ لکھ سکتے تھے کہ مرزا غلام احمد کو بھی امت محمدیہ کا ایک فرد تسلیم کرتے ہوئے ہم یہ

مان لیں کہ مرزا نے اسی حیثیت میں بشارت وانداز کا کام کیا ہے۔جس حیثیت میں امت مسلمہ کے دیگر افراد اس فرض کو ادا کر رہے ہیں۔اگر معاملہ یہیں تک ہوتا تو مسلمانان ہند کو ان فتن کا سامنا ہرگز نہ کرنا پڑتا۔جن میں امت مرزائیہ نے انہیں مبتلا کر رکھا ہے۔لیکن اس امر سے خود مرزائیوں کو بھی مجال انکار نہیں ہوسکتی کہ مرزائے آنجہانی اور اس کی امت کا سارا زور محمد عربی ﷺ کے بتائے ہوئے دین کی صداقتوں کو آشکارا کرنے کے بجائے مرزا قادیانی کی نبوت ومسیحیت یا مجددیت ومحدثیت کے جھوٹے دعاوی قائم وثابت کرنے پر صرف ہورہا ہے اور یہی شے ان کے کذب وافترا پر شاہد ودال ہے۔صلحائے امت ومجددین ومحدثین اور ان کے پیرووں کا شیوہ ہرگز یہ نہ تھا کہ وہ اپنی پیری کے ڈھونگ رچاتے پھریں اور اسی کو زندگی بھر کا مقصد قرار دے لیں، بلکہ وہ تو صداقت محمدی ﷺ کے بحر ناپیدا کنار کی عام موجیں ہیں جن کے وجود کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں کہ اسلام کی تقویت کا باعث ہوں۔

مرزائی مضمون نگار کا افترا علی القرآن

اسی زلزلہ بہار کے قصہ کو لیجئے اس بندہ عاجز نے اس سلسلہ میں ان حقائق کی وضاحت کی جو آج سے ساڑھے تیرہ سو سال پیشتر حضرت خیرالبشر ﷺ نے اپنی امت کو بتائے تھے اور قادیانی اور لاہوری مرزائیوں نے شور مچانا شروع کردیا کہ مرزا کی صداقت کا نشان ظاہر ہوگیا اور خیرہ چشمی اور ڈھٹائی کی انتہا یہ ہے کہ اپنے پیر ومرشد کے واضح الفاظ کے باوجود یہ نشان میری زندگی میں ظاہر ہوگا۔اس معاملہ میں بھی محمدی بیگم والے قصہ کی سی لغو تاویلیں کر رہے ہیں اور زلزلوا زلزالا شدیدا کی آیت پیش کر کے نعوذ باللہ قرآن پاک کو جھٹلانے کے شیدائی نظر آتے ہیں۔یہ مرزائی مضمون نگار لکھتا ہے کہ ”قرآن پاک میں و

زلزلوا زلزالا شدیدا کے الفاظ مخالفین اسلام کے لیے زلزلہ کی پیش گوئی کے طور پر آئے لیکن مخالفین پر کوئی ویسا زلزلہ نہ آیا جیسا ''بہار'' میں آیا ہے''۔ اس سے زیادہ شوخ چشمانہ افترا کی نظیر مرزائیوں کے سوا اور کہیں نہیں مل سکتی۔ کیونکہ آیہ ما فوق الذکر'' سورۂ احزاب'' کے دوسرے رکوع میں خود مسلمانوں کے متعلق مذکور ہے۔ جہاں خدائے تعالیٰ نے ایک تازہ مگر گزشتہ واقعہ یعنی'' جنگ احزاب'' کا ذکر کرتے ہوئے مسلمانوں کو میدان جنگ کے اندر فرائض منصبی کی ادائیگی پر جمے رہنے کی تاکید فرمائی اور مسلمانوں پر کفار کے ہجوم لانے کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے ﴿هُنَالِکَ ابْتُلِیَ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ زُلْزِلُوْا زِلْزَالاً شَدِیْداً﴾
''یعنی اس جگہ مسلمانوں کی آزمائش کی گئی اور انہیں بڑی شدت سے جھڑ جھڑایا گیا''۔

اب آپ ہی فرمایئے کہ اس آیت کو مخالفین اسلام کے متعلق پیش گوئی قرار دینا اور پھر'' زلزال '' کے معنی کا حصر زلزلہ ارضی پر کر کے یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرنا کہ قرآن پاک کی یہ پیش گوئی لفظاً پوری نہیں ہوئی انتہا درجہ کی ضلالت اور تیرہ باطنی نہیں تو اور کیا ہے؟

﴿مِنَ الَّذِیْنَ هَادُوْا یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ وَیَقُوْلُوْنَ سَمِعْنَا وَعَصَیْنَا وَاسْمَعْ غَیْرَ مُسْمَعٍ وَّرَاعِنَا لَیًّا بِاَلْسِنَتِهِمْ وَطَعْنًا فِی الدِّیْنِ ط وَلَوْ اَنَّهُمْ قَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا وَاسْمَعْ وَانْظُرْنَا لَکَانَ خَیْرًا لَّهُمْ وَاَقْوَمَ وَلٰکِنْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِکُفْرِهِمْ فَلَا یُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِیْلاً ...... الآیۃ﴾

غلامانِ محمد ﷺ کی فراستِ ایمانی

میں نے لکھا تھا کہ امت محمدیہ کے فراست ایمانی رکھنے والے اشخاص مرزائے کذاب کی بہ نسبت زیادہ صحت اور زیادہ تیقن کے ساتھ مستقبل قریب و بعید کے حالات بیان کر سکتے ہیں۔ اس پر مرزائیوں کی لاہوری جماعت کے نفس ناطقہ چودھری منظور الٰہی

صاحب لکھتے ہیں کہ "جب آپ کو ابھی تک ایسا آدمی میسر نہیں آیا تو یہ الفاظ بڑے زیادہ حقیقت نہیں رکھتے"۔ شائد چودھری صاحب نے میرے اس مضمون کو غور سے نہیں پڑھا! ورنہ ان کے اس سوال کا جواب انہیں اسی سے مل جاتا۔ جہاں انہیں اس شخص کو تلاش کرنے کی تاکید کی گئی تھی جس نے زلزلہ بہار کے آٹھ دن پہلے غیر مبہم الفاظ میں فلک کے گرنے اور زمین کے پھٹنے کا اعلان کر دیا تھا خیر اسے جانے دیجئے۔ اگر چودھری صاحب فراست ایمانی رکھنے والے اشخاص سے اپنے اور اسلام کے مستقبل کا حال دریافت کرنا چاہتے ہیں تو انہیں مرزائے کذاب کا دامن چھوڑ کر غلامان محمد مصطفیٰ ﷺ میں ایسے افراد کو تلاش کرنا چاہیے جو خود ان میں فراست ایمانی پیدا کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور جن کی زندگی کا ایک ایک لمحہ صداقت اسلامی کا واضح اور بیّن نشان ہے، اس کے ساتھ ہی یہ لکھ دینا بھی ضروری ہے کہ ایسے اشخاص کو مرزائے غلام احمد قادیانی کی طرح اپنی بزرگی کی دھاک بٹھانے کے لیے محمدی بیگم کے آسمانی نکاح کی سی پیش گوئیاں کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی اور نہ ان کے منصب یہ ہے کہ وہ بلا ضرورت شرعی مستقبل کے حالات بیان کریں۔

مہدی موعود کہاں ہے؟

چودھری صاحب نے یہ بھی لکھا ہے اگر قرآن پاک اور حدیث شریف کی پیش گوئیوں کے مطابق موجودہ زمانہ قرب قیامت کا زمانہ ہے اور اسی لیے ارض کا "زلزال" شروع ہو گیا ہے تو مسلمانوں کا مہدی اور مسیح کہاں ہے؟ اس سوال کے ساتھ ہی آپ کمال شوخ چشمی کے ساتھ لکھتے ہیں، "کیا جب قیامت آ چکے گی تب وہ صفیں لپیٹنے کے لیے آئیں گے"۔

اس بیہودہ سوال کا جواب اس کے سوا اور کیا دوں کہ جس وقت پر یہ سب باتیں ظاہر ہو کر رہیں گی۔ مہدی موعود جس کے ہاتھ پر پیش گوئیوں کے مطابق دور فتن میں اسلام

کی سیاسی نجات لکھی جا چکی ہے اور جس کے متعلق احادیث شریف میں واضح طور پر بیان کردیا گیا ہے کہ وہ کفار کے ان لشکروں کے مقابلہ میں جو مرکز اسلام پر حملہ آور ہوں گے۔ عساکر اسلامی کا قائد اعظم اور صاحب سیف وسناں ہوگا۔ جس کے متعلق یہ بھی بتایا گیا ہے کہ وہ مہدی ہونے کا دعویٰ نہیں کرے گا بلکہ خود مسلمان اسے مجبور کر کے عساکر اسلامی کی قیادت کی ذمہ داری اس پر ڈال دیں گے۔ مرزائیوں کے مدعی کاذب کی طرح کوئی گدی قائم کرنے والا پیر نہ ہوگا۔ بلکہ ایسا بہمہ صفت موصوف قائد عسکری وسیاسی ہوگا جس کے جھنڈے تلے جمع ہو کر عصر حاضر کی بہترین ہستیاں کفار کے ساتھ وہی جہاد کریں گی جسے مرزائیوں کے پیرو مرشد نے منسوخ معطل اور دین اسلام کا ایک بیکار شدہ رکن قرار دے رکھا ہے۔

﴿یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ السَّاعَةِ اَیَّانَ مُرْسٰهَا قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ لَا یُجَلِّیْهَا لِوَقْتِهَا اِلَّا هُوَط ثَقُلَتْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِط لَا تَاْتِیْكُمْ اِلَّا بَغْتَةًط یَسْئَلُوْنَکَ كَاَنَّکَ حَفِیٌّ عَنْهَاط قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَعْلَمُوْنَ الآیہ﴾

مرزائیوں کی دجال پرستی

کچھ عرصہ سے میں سن رہا ہوں کہ میرے اس شعر پر :

الٰہی ہستی مسلم کی ہو اب خیر دنیا میں فرنگی لشکر دجال ہیں یا جوج ہیں روسی

امت مرزائیہ لاہوریہ کے افراد امیر سے لیکر مقتدی تک سب کے سب رقص شادمانی کررہے ہیں۔ کیونکہ وہ میرے اس شعر کو بھی ''زلزلہ بہار'' کی طرح مرزائے قادیانی کی صداقت کا نشان قرار دے رہے ہیں، اس لیے کہ کہیں مرزا نے اپنی تحریرات میں یہ لکھ دیا تھا کہ دجال سے مراد شائد یہی عیسائی پادری ہوں جن کے ساتھ اسے مجادلہ لسانی کرنا پڑتا

https://ataunnabi.blogspot.com/

ہے اور ریل اس دجال کا گدھا ہو۔ مرشد نے تو لفظ ''شائد'' استعمال کیا تھا لیکن مرید نے اس پر ایک کتاب لکھ ماری جس میں اقوام یورپ کو دجال اور یاجوج ماجوج ثابت کرنے کی کوشش کی گئی اور جب نتائج اخذ کرنے کی نوبت آئی تو لکھ دیا گیا کہ اقوام یورپ کے سیاسی استیلا کے مقابلہ کی صورت فقط یہ ہے کہ عیسائی پادریوں کے ساتھ مناظرے کر لیے جائیں اور سمجھ لیا جائے کہ ہم حفاظت اسلام کے فرض سے سبکدوش ہو گئے۔ اب چودھری منظور الٰہی نے میرے اس شعر کا حوالے دے کر اس خاکسار پر یہ الزام لگایا ہے کہ میں نے مرزائیت کے خرمن سے خوشہ چینی کی ہے مرزائیوں کو اختیار ہے کہ کل میرے **لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ** کہنے پر یہ شور مچانے لگیں کہ میں مرزائیت کا خوشہ چین ہوں۔ لیکن انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ سخن فہمی کوئی اور شے ہے اور ہر بات کی جھوٹی سچی تاویلیں کر لینا اور شے ہے۔ میرے اس شعر کے معنی اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ دنیائے اسلام کو آج جو دول یورپ کی سرمایہ درانہ سیاست اور روس کی مبنی برالا مذہبیت استعمار طلبی سے مقابلہ ہو رہا ہے۔ اس پر احادیث میں بیان شدہ فتنہ دجال اور فتنہ یاجوج ماجوج کا اطلاق کیا جا سکتا ہے، یعنی انتہائی مصیبت کا سامنا ہے۔ اگر ان کے پیرومرشد اور اس کی امت کا عقیدہ یہ ہے کہ اقوام فرنگ جن میں انگریز بھی شامل ہیں دجال اور یاجوج ماجوج ہیں، تو خدارا اس شخص کے متعلق وہ دیانت دارانہ رائے ظاہر کریں جس نے انگریزی حکومت کو ظل اللّٰہی سے تعبیر کرتے ہوئے مذہباً دجال اور یاجوج ماجوج کی اطاعت کرنے کی تاکید کی ہے اور جن کی خاطر اس نے جہاد جیسے فریضہ اسلامی کو منسوخ کر دیا ہے۔ کیا ایسا شخص لشکر دجال کا ایک ممتاز رکن نہیں؟ جس نے طرح طرح کے حیلوں سے اسی دجال کی خاطر اسلامی جمعیت کو منتشر کرنے اور اسلامی عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کی۔

https://ataunnabi.blogspot.com/

امتِ مرزائیہ سے خطاب عمومی

پس اے راہ گم کردہ لوگو! اگر تم یوم الحساب پر یقین رکھتے ہو تو کج بحثیوں اور تاویل بازیوں سے باز آ جاؤ اور بارگاہ ذوالجلال میں صدق دل سے توبہ کرو کہ آئندہ اپنی دنیا کی خاطر لوگوں کو گمراہ کرنے کی کوشش نہیں کرو گے۔ خدائے قہار کی بطش شدید تمہاری تاک میں ہے۔ دجال کی اطاعتیں اور خدمت گزاریاں تمہیں اللہ کے غضب سے نہیں بچا سکیں گی۔ تم اپنے پیرومرشد کے باطل دعاویٰ کا سچا ثابت کرنے کے لیے آیات قرآنی کے مطالب میں تحریف کرتے ہو۔ انبیائے کرام علیھم السلام کی شان میں دریدہ دہنی کے مرتکب ہوتے ہو، اپنے مرشد کی کذابیوں پر پردہ ڈالنے اور ان کی توجیہہ کرنے کے لیے رسولوں پر طرح طرح کے اتہام باندھتے ہو۔ مسلمانوں میں اپنے پیرومرشد کے باطل عقائد کی نشر و اشاعت کر کے انہیں گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہو، تمہاری باطل کوششوں کا منتہائے مقصود اس کے سوا کچھ نہیں کہ اپنے گروہ کی قائم کی ہوئی ابلیسی گدی کو برقرار رکھو۔ اپنے پیشوا کے فاحش عیوب کی کراہت کم کرنے کے لیے تم اللہ کے پاک بندوں اور نبیوں پر اتہام باندھ کر یہ ظاہر کرنے کی کوشش کرتے ہو کہ تمہارے متنبی پر وارد ہونے والے الزامات (نعوذ باللہ من شرور انفسنا وسیات اعمالنا) انبیائے کرام علیھم السلام پر بھی وارد ہو سکتے ہے۔ حالانکہ تم اپنے دلوں میں اور اپنی روحوں کے اندر اچھی طرح جانتے ہو اور عام لوگوں کی بہ نسبت بہتر طریق سے آگاہ ہو کہ تمہارا پیشوا مفتری اور کذاب تھا۔ اے قادیانیو! تم کس ضلالت کے گڑھے میں گرے جارہے ہو کہ کفر صریح کے مرتکب ہو کر خانہ ساز نبوت قائم کرنے کی فکر میں ہو، حالانکہ نبوت و رسالت کو معراج کمال و منتہیٰ تک پہنچے ساڑھے تیرہ سو سال کا عرصہ گزر گیا اور اے لاہوریو! تم اپنے مرشد کے دعاوی نبوت کو

افترائے صریح سمجھنے کے باوجود اس لا حاصل ادھیڑ بن میں لگے ہو کہ اس کی مجددیت ہی کا ڈھونگ کھڑا رکھتے ہوئے کامیاب ہو جاؤ۔ تم کسی علمی یا نظری تحقیق کی بنا پر نہیں بلکہ اپنے پیشوا کی مسیحیت مآبی ثابت کرنے کے لیے معجزات انبیاء علیہم السلام اور آیات الٰہی سے انکار کرتے ہو اور کہتے ہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام یوسف نجار کے فرزند تھے اور وہ آسمان پر نہیں اُٹھائے گئے۔ دانش فروشو! تم جہالتوں اور اپنی نظر کی کوتاہیوں پر پردہ ڈالنے کے لیے قرآن پاک کے معانی میں اپنی ہوا و ہوس کے مطابق تصرفات کر لیتے ہو۔ اے تاویل بازو! اپنے آپ کو اور بے خبر لوگوں کو دھوکا دینے کی کوششوں سے باز آ جاؤ۔ عقائد و اقوال کی ضلالتوں اور اعمال کی سیہ کاریوں سے توبہ کرو۔ خدا کے مسلمان بندے اور محمد عربی ﷺ کے غلام بن کر رہو۔ ورنہ اے مرزائے قادیانی سے نسبت پیدا کرنے والے دجال پرستو! یاد رکھو کہ خدائے قدیر کا سزا دینے والا ہاتھ تمہیں زیادہ دیر تک طغیان و سرکشی کی مہلت نہ دے گا اور تم بہت جلد اپنے کیے کی سزا پاؤ گے۔

واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العلمین۔